دیوان ذوق

ملک الشعراء خاقانی ہند

شیخ محمد ابراھیم ذوق

صفائی زبان اور پاکیزگی خیال کی شاعری

©2002-2006

www.Nayaab.Net انٹرنیٹ ایڈیشن سال 2006

غزلیات

ردیف الف

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۱

عالم ہے زندگی میں زمانہ شباب کا
گلشن میں برگ برگ ہے پھول آفتاب کا

جلوہ ہو کیونکہ خاک پہ تاب عناب کا
جلتا نہیں ہے برق سرو آن سحاب کا

اے گلر خونہ چھیڑنا دامن سحاب کا
دیکھو چھلک رہا ہے کٹور اگلا ب کا

اُس گل بغیر طوطئی بسمل سے کم نہیں
سبزہ مزار عاشق پُر اضطراب کا

صد پارہ دل ہے گنجفہ عشق ہو گیا
او ر ہر ورق پہ نقش ہے حکم آفتاب کا

ہے دل جلوں کیواسطے نامہ بر توخوب
اُڑنا مگر محا ل ہے مرغ کباب کا

ٹپکے اگر عرق گل رخسار سے ترے
دریا میں ہر حباب ہو شیشہ و تاب کا

۲

میں وہ شہید ہوں لبِ خندانِ یار کا
ہنستا رہے چراغ بھی میرے مزار کا

ہنگامہ گرم ہستی نا پائدار کا
چشمک ہے برق کی کہ تبسم شرار کا

ہو راز دل نہ یار سے پوشیدہ یار کا
پردہ جو درمیان نہ ہو دل کے غبار کا

آنا ہے گر تو آؤ کہ سینہ سے چل کے اب
آنکھوں میں آکے ٹھہرا ہے دم انتظار کا

ہو پاکدامنوں کو خلشگر سے کیا خطر
کھٹکا نہیں نگاہ کو مژگاں کے خا ر کا

پوچھے ہے کیا حلاوتِ تلخابہ سر شک
شربت ہے باغ خلد بریں کے انار کا

اغ ☆ عہ ابر۔بادل ☆ عہ۲ گنجفہ ایک قسم کی تاش کا نام ہے ☆ عہ۳ بلبلہ ☆ عہ۴ گرم ☆ عہ۵ دھویں کی لہر ۲ غ ☆ عہ انظر ☆ عہ۲ زخم کرنے والا ☆ عہ۴ مٹھاس ۔مزا ☆ عہ۵ آنسو ☆

پہنچے گا تیرے پاس کبوتر سے پیشتر
مکتوبِ شوق اُڑ کے رے بیقرار کا

تو بر میں ہی مگر ہے مری آنکھ سُوئے در
لپکا جو پڑ گیا ہے مجھے انتظار کا

ہے دل کی داؤ گھات میں مژگاں سی چشم یار
کرتی ہی وقصد ٹٹی اوجھل شکار کا

قاصد لکھوں لفافہ کو خطِ غبار سے
تاجانے وہ یہ کھط ہے کسی خاکسار کا

بجھنے کی دل کی آگ نہیں زیر خاک بھی
ہو گای درخت گور پہ میری چنار کا

اس روئے تابناک پہ ہر قطرۂ عرق
گویا کہ اک ستارہ ہے صبح بہار کا

اے ذوق گر ہے ہوش تو دنا س دور بھاگ
اس میکدہ میں کام نہیں ہوشیار کا

۳

شوق نظارہ ہے جب سے اُس رُخ پر نور کا
ہے مرغ نظر پروانہ شمع طور کا

اے صنم کیا پوچھتا ہے حال اس رنجور کا
دل نہ لگائے کہیں اللہ بے مقدور کا

گر لکھوں مضمون اپنے نالہ پر شور کا
لوں صریرِ خامہ سے میں کام بانگ صور کا

لطف جاتا ہے سرودِ نالہ پر شور کا
خون دل پینا ہے یہ کھانا مجھے سیندور کا

نزع میں بھی دھیان تھا اس نرسِ مخمور کا
مجھ کو شربت میں مزا آیا مئے انگور کا

وادیٔ ظلمت میں اپنی دخل کب ہی نور کا
مہر اک شعلہ سا ہے سو بھی چراغ دور کا

تیرے کوچہ میں تن لاغر ترے رنجور کا
اک غبارِ ناتواں ہی کا روان ممور کا

باندھوں میں مضمون جو اپنی شوربختی کا کوئی
ہو زمین شعر میں عالم زمینِ شور کا

میں وہ ہوں نخچیر جسکو دیکھتا ہی وقت ذبح
دیدہ حسرت سے حلقہ جو ہر ساطور کا

اس نزاکت پر نظر کرنا کہ وہ رشک پری

بال بھی باندھے جو مستی پر تو زلف حور کا
دل کا یہ احوال ہی غم سی تری اے مست ناز
جیسے مر جھا یا ہوا دانا کوئی انگور کا

ٹٹی کی آڑ میں شکار کرنا۔کوء کام چھپ کر کرنا ☆ عہ۴ ایک دراز عمر درکت جو سو سال کے بعد جل کر پھوٹ جات اہے☆ عہ۵ گرم ☆شراب خانہ☆۳ غ عہ ا پرندہ ☆ عہ۲ مراد جلوہ خدا ☆ عہ۳ بے طاقت ☆ قلم کی آواز ☆وہ صور جو روز حشر اسرفیل پھونکیں گے ☆ عہ ٦ نغمہ ☆ عہ ۷☆ نغمہ ☆ یعنی چشم معشوق ☆ چیونٹی ☆ نمبر ۹ بدبختی ☆نمبر ۱۰ کلروالی زمین ☆نمبر ۱۱ شکار☆نمبر ۱۲ چھرا ☆نمبر ۱۳ سوختہ۔ جلا ہوا ☆

گر ترے فریاد یوں کے نامہ پیچیدہ کو
لب پہ رکھ کر پھونکئے پیدا ہونا نالہ صور کا
حق تو یوں ہے یہ نا نیت مجب غمار ہے
قصہ پنچا یا زبان دار پر منصور کا
عشق کے مکتب میں ہوفر ہاد سب سے تیز ذہن
تین دن چاٹے اگر تعویز میرے گور کا
زخم میرا ہے وہ ایذا دوست خوں رونے لگے
مُنہ سے گر جراح کے سُن پائے نام انگور کا
جھانکتے تھے وہ ہمیں جس روزن دیوا رسے
دائے قسمت ہو اُسی روزن میں گھر زنبور کا
دفن ہی جس جا پہ کشتہ سرد مہری کا تری
بیشتر ہوتا ہے پیدا واں شجر کا فور کا
تو ہو بعد از مرگ بھی گرائے محبت کی بنا
لکھ دیا تھا کوہ کن بھی نام اک مزدور کا
بل بے وحشت اب تلک بھی شاخ آہو کی طرح
پیچ کھاتا ہے دھواں میرے چراغ گور کا
دیکھنا زہر آب مکان محبت کا اثر
چشم افعی بن گیا روزن ہر ک سور کا
کھینچے مانی اس پری کی کیونکہ تصویر کفک

جمع ہو جب تک نہ رنگ سرخ روئے حور کا

تیرے قامت سی جو ہو بر پاقیامت سرو پر

کام لے منقار سے فریاد قمری صور کا

ذوق او عشق وہ کوچہ ہی جس کی خاک میں

ہے دُرِ تاجِ سلیماں بیضہ بیضہ ہور کا

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۴

بھڑکنا کیا کہوں سینہ میں اپنے آتش غم کا
کہ جائے پنبہ ہے ہر داغ پر شعلہ جہنم کا
جہاں میں عرصہ عشرت سی سوا وہ چند ہے غم کا
کہ ہے گر عید کا اک دن تو عشرہ ہے محرم کا
ترے عاشق کو ہی یوں خوشگوار ار آب دم خنجر
مسلماں کو لگے جس طرح شیریں آب مزم کا
برنگ ِ طوق قمری کوئی نکلے ہے نکالے سے
کمند گر دن دل ہے جو حلقہ زلف پُرخم کا
ترے رخسار کا پر تو پڑے گر عارض گل پر
کرے چشمک زنی خورشید پر ہر قطرہ شبنم کا
سئے جاتے ہیں کس سی زخم اس مژگاں کی
پس مردن لحد میں بھی ہے عالم چاہ رستم کا
خراس سینہ میں اک رہ گیا ہو ٹوٹ کرنا خن
غلط ہے جو سمجھتے ہیں کہ یہ پھا ہا ہی مرہم کا

نمبر۱۴اسرافیل کی پھونکنی کانام ☆نمبر۱۵خودی ☆نمبر۱۶چغتور ☆نمبر۱۷ قصاب کا چھرا ☆ہرن کے سینگ ☆نمبر۱۹ایک مصور کانام ہے☆غ ۴ ☆نمبر۱ پھاہا ☆نمبر۲ مکہ شریف میں ایک کنواں ہے اسکا پانی ☆نمبر۳ جس کنوئیں میں رستم گر کر مارا گیا تھا اسمیں پرچھیاں گاڑی ہوئی تھیں ☆

☆

اگر آتش مزا جوں کو حسد ہو خاکساروں پر
تعجب کیا کہ ابلیس لعین دشمن ہے آدم کا

خط اس کا وصل کی دولت کا ہی پیغام کے اقاصد
لگا قسمت سے نسخہ ہاتھ یہ اکسیر اعظم کا

شہید اے ذوق سینہ میں ہوئی ہیں حسرتیں لاکھوں
مری جو آہ ہی گویا وہ ہے اک نخل ماتم کا

www.Nayaab.Net

۵

یاں تک عدو زمانہ ہے مرد دلیر کا
جھلسے ہیں منہ شکار کنے پر بھی شیر کا

جس گھر میں ہو لڑائی وہاں آدمی نہیں
کانٹا سمجھئے شیر کا یا گل کنیر کا

مجنوں کی روح دشت مین مانند گرد باد
کرتی طواف ترے مجنوں کے ڈھیر کا

ہیں اس صنم کے ملنے کے رستے تو سینکڑوں
پر کوئی راست ہے کوئی رستہ ہی پھیر کا

دم آچکا لبوں پہ ہے آنکھوں میں انتظار
بے دید جلد آ کہ نہیں وقت دیر کا

چھوڑا نہ ایک دانہ اختر سحر تلک
گردوں کو لگ گیا جو مزہ شب ٹھنگیر کا

کوٹھے پہ اُن کے خوب بچے آج رات کو
تھا ہاتھ آگیا جو سہار ا منڈیر کا

ہوتے زبان حال سی مضمون ہیں واہ وا
جس میں نہ اختلاف زبر کا نہ زیر کا

زیبا ، ہی ذوق خرقہ درویش مرد کو
برقع کبھی نہ پائے گا نامرد شیر کا

٦

سرو عاشق ہو گیا اس غیرت شمشاد کا
غل مچا یا قمریوں نے ہے مبارکباد کا
ہے قفس سی شور راک گلشن تلک فریاد کا
خوب طوطی بولتا ہے ان دنوں صیاد کا
روزِ مرگ عاشق ناشاد ہے شادی کا دن
ہے بجائے شورِ ماتم غل مبارکباد کا
آنچ سی تلوار کی ڈرتا نہیں یہ سخت جاں
کشتہ کرنا سخت ہی مشکل ہی اس فولاد کا
کچھ گدا از عشق میں ہوتا اثر تو دیکھتے
کوہ کے چشموں سی ہوتا خوں رواں فرہاد کا
ہوسبق آموز شوخی گر پری کو چشم سوخ
کام لے موج نگہ سے سیلی استاد کا
سوزش غم سی ہزاروں داغ جل جل کر پڑے
ہو گیا میرا کفن جامہ مگر حداد کا
سرو موج آبِ جو سے پائے در زنجیر ہے
دیکھ لو آزاد کو یہ حال ہے آزاد کا
آبداری ہی ہے تری تلوار میں یا ہو گیا
آب زہرہ سخت جانی سی مری فولا د کا
یاد کرتا ہے مجھی کو پہلے وقت قتل عام

کیوں نہ میں کشتہ ہوں اے قاتل تری اس یاد کا
میں ہوں چکر میں لگی جس دن سی دنیا کی ہوا
حال میرا ہے بعینہ آسیائے باد کا
سر ترے کشتہ کا دیکھے گا نہ ہرگز روتے خاک
لے اڑیگا شوق پا بوسی اسے جلاد کا
یوں تو ہی استاد شیطاں پر کہوں کیا تجھکو دل
تو تو شاگردی میں بھی استاد ہے استاد کا
ذوق میراں ہی بہت فکر کشاد کا میں
یاعلی مشکل کشا یہ وقت ہے امداد کا

۷

نکتہ اس بت سے کبھی لیویں گے ہم ایمان کا
ایسی کیا جلدی ہی جلدی کام ہی شیطان کا

جھوٹ ہی جانو کلام اس رہزن ایمان کا
پہن کر جامہ بھی وہ آئے اگر قرآن کا

تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا اُمید
تو ہماری جان لیکن کیا بھروسہ جان کا

جو دل پر آرزو سے نکلا نالہ عشق میں
ایک پتلا تھا سرپا حسرت و ارمان کا

بن گیا جوش محبت سے ہمارے سینہ میں
ماہی دریائے سخوں جو ہر ترے پیکان کا

جو فرشتے کرتے ہیں کر سکتا ہی انسان بھی
پر فرشتوں سے نہ ہو جو کام ہے انسان کا

یہ تپ غم کی ہے شدت اس ترے بیمار کو
یومِ راحت بھی ہی حق میں اسکے دن بحراں کا

اے اجل تکلیف مت کر کیا کریگی آن کر
ہو چکا پہلے ہی کشتہ میں کسی کی آن کا

ہو سکے آلودہ دامن پاکدامن کسی طرح
اے زلیخا چھوڑ دامن یوسف کنعان کا

نفس بے مقدور کو قدرت ہو گر تھوڑی سی بھی

دیکھ پھر سامان اس فرعون بے سامان کا
دیکھنا اے ذوق ہونگے آج پھر لاکھوں کے خون
وہ جماتا ہی لب لعلین پہ لاکھا پان کا

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

۸

اُتارا تو نے سرتن سی گراس شامت کے مارے کا
تو بھولوں گا نہ میں احساں تراتن کے اتارے کا
مرے طالع میں ہی کیا کام اے گردوں ستارے کا
چمک بسا نا ہی کافی آتش دل کے شرارے کا
ستارے دیکھ ر موتی تمہارے گوشو کا
کرینگے ہی ہمارا نورصدقہ اس ستارے کا
نفس ہی جا وہ عمر رواں جس طرح سی گزرے
یہاں پوچھے ہی اے گمرہ کیا رستہ گزارے کا
جسے کہتے ہیں بحرعشق اس کے دو کنارے ہیں
ازل نام اس کنارے ابد نام اس کنارے کا
تر اہر موئے مژگاں دلکو نگشت شارت ہے
سمجھنے والا مجھ سا چاہیئے پر اس اشارے کا
ملے اکسیر گراس کشت وخوں سی میں نہ لوں ہرگز
مرے مذہب میں وں کرنا ہی کشتہ کرنا پارے کا
جومفیدل دل ہوں چاندنی کے پھول کیا مجھ کو
دکھا دو خندہ دنداں نما اس ماہ پارے کا
نہ پکڑیں دامنِ الیاس گرد اب بلا میں ہم
کہ بدتر ڈوب کرمرنے سے ہی جینا سہارے کا
مرے گھر میں تو ہا ماہ سریع السیز ین جاتے

کیا غیروں میں پیدا حکم کیونکر قطب تارے کا
سرِ راہِ فنا میں ہوں مہیائے سفر لیکن
برنگ اشک مژگاں منتظر ہوں کی اشارے کا
گنہ رحمت سی اسکی بخشوائے دل نے رو رو کر
چھڑک کر ہم نے پیچا نفع پر سود اخسارے کا
ڈھلکتا ہی مثال دانہ تسبیح کیوں منکا
کہ جب ٹھہر سفر دنیا سی کیا کام استخارے کا
فقط تارِ نفس کا ذوق خطِ جادہ کافی ہے
پئے عمرِ رواں کیا چاہئے رستہ گزارے کا

۹

ہم ہیں اور سایہ ترے کوچہ کی دیواروں کا
کام جنت میں ہی کیا ہم سے گنہگاروں کا

محتسب گرچہ دل آزار ہی مے خواروں کا
دیجے اک جام تو ہے یارا بھی یاروں کا

اتنا تو شور وفغاں ہو کہ چمن میں بلبل
حرمن گل کی جگہ ڈھیر ہو انگاروں کا

چرخ پر بیٹھ رہا جان بچا کر عیسےٰ
ہو سکا جب نہ مداوا ترے بیماروں کا

ہوں رگیں حلق بریدہ کی ہمارے خونبار
گر تماشا انہیں منظور ہو قواروں کا

اے ستمگر جو ترے تیر نیں تشنہ خوں
تو کھلا رہتا ہے منہ کس لیئے سو فاروں کا

کیوں نہ ہر تار میں دل ہو دیں گرفتار کی زلف
جیلخانہ نہ ہے محبت کے گرفتاروں کا

دیئے جاں بوسہء لعل نمکین پر جسم بھی
جاں نثاری ہے اگر شیوہ نمکخواروں کا

بے سیاہی نہ چلا کام قلم کا اے ذوق
رو سیاہی سرو سامان ہی سیہ کاروں کا

۱۰

کہے ہے خنجر قاتل سے یہ گلو میرے
کمی جو مجھ سے کرے تو پئے لہو میرا

مجھے دوہ پردہ نشیں سامنے کب آنے دے
جو ذکر آنے نہ دے اپنے رو برو میرا

نہ پہنچا گردنِ جاناں تک ورٹوٹ کے ہائے
پڑا گلے میں مرے دست آرزو میرا

نہیں بلا سے کوئی یار عشق میں اے دل
کہ غمگسار ہوں میں تیرا اور تو میرا

مقام و جد میں آئیں ابھی ملائک عرش
جو میکدہ میں سُنیں شور ہائے و ہو میرا

عجب نہیں ہے مری سوزش محبت سے
کہ تار شمع ہو ہر ایک تارِ ہو میرا

برنگ آمینہ چشم پر آب سے میری
گرانہ اشک ۔کیا پاس آبرو میرا

نہ آئے اے نگہ یار تجھ کو کچھ غیرت
کہ آگے تیغ اجل کے ہو سرفرو میرا

کروں میں کیا کہ بیاں صبح کے مانند
نہیں ہے چاکِ جگر قابل رفو میرا

نظر جو آتا ہے ابتک فلک کا رنگ سیاہ

پڑا تھا سایہ بخت سیہ کبھو میرا
ہمیشہ میں ہوں اسی داؤ گھات میں اے ذوق
کہ رام ہو وہ غزالِ پلنگ خُو میرا

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۱۱

ہوا حمد خدا میں دل جو مصروف رقم میرا
الف الحمد کا سا بن گیا گویا قلم میرا

رہے نام محمدؐ لب پہ یارب دل و آخر
اُلٹ جائے بوقت نزع جب مینہ میں دم میرا

محبت اہلبیت مصطفٰے کی نور برحق ہے
کہ روشن ہو گیا دل مثل قندیل حرم میرا

دکھائی مجھ کو راہ شرع اصحاب پیمبر نے
چراغ راہ ہے اکرام اڈحاب کرم میرا

کہیں شاہ نجف کے عشق میں دل میرا ڈوباتھا
کہ ہے در نجف ہو کر چمکتا دُرِ یم میرا

رہیگا دانہ افشاں مزرع امید بخشش میں
غم آلِ نبیؐ سے دانہ ہر اشک نم میرا

شہ بغداد کا خطِ غلامی ذوق رکھتا ہوں
نہ کیوں دل اس خطِ بغدادسی ہو جامِ جام جم میرا

۱۲

ہوا یہ سینہ یکسر خار زار دشت غم میرا
کہ آیا پانچوں آغشتہ ہو کر لب پہ دم میرا
صراطِ عشق پر از بسکہ ہی ثابت قدم میرا
دمِ شمشیر قاتل پر بھی خوں جاتا ہے جم میرا
مری خواری کے رتبہ کا کمال تو دیکھو
کہ ہے چرخِ زحل بھی سایہ بخت وژم میرا
وہ ہوں میں آتشیں گل تازہ تخلِ شمع الفت کا
نہیں ہے کوئی گلچیں غیر مقراضِ ستم میرا
نشانِ بے نشانی گرد کھائے زور مٹ جائے
جھپک سے دیدہ صراف کی نقش ورم میرا
رواں ریگ روں ہی جائے آب اشک مژگاں سے
کدورت بار ہی دیکھو سحاب رنج و غم میرا
وہ ہوں میں آہوئے وحشی میدہ دامِ ہستی سے
کہ ہے اک کوچہ رم جادہ شت عدم میرا
جھپکتی آنکھ شب جوں حلقہ زنجیر کیا میرے
طلسمِ خواب بندی تھا سرِ زلف الم میرا
مری افسردہ حالی گر ہو جنس آرائے دل سردی
عجب کیا شیر برفیں ہوا گر شیرِ علم میرا
پھپھولا کام افعی میں ہی واں ابتک جہاں ٹپکا

قضہ کے جامِ سی یک قطرہ زہر اب غم میرا
ہوا روشن چراغ کعبہ زاہد جس کے شعلہ سے
اسی آتش کا رکھتا ہے شر رسنگ صنم میرا
نہ ہو بے قہ ترک سجدہ ابلیس سے آدم
عدد کی سر کشی سے رتبہ کب ہوتا ہی کم میرا
وہ ہوں میں گیسوئے موج محیط اعظم وحشت
کہ ہے کھیرے ہوئے روزے میں کو پیچ دخم میرا
تخیل لے مرے باندھا تلسمِ تازہ کیفیت
نہ کیوں ہو کاسہ سر ذوق شک جام جم میرا

۱۳

جل اُٹھا شمع نمط تار رگ جاں میرا
آہ روشن نہ ہوا کلبۂ احزاں میرا

ہلتے دیکھے جو لبِ زخم تو بولا قاتل
آج تیرا ہے دہن اور نمکداں میرا

کر کے بسمل مجھے کس ناز سے کہتا ہی وہ شوخ
دیکھ تر کیجو نہ خوں سے کہیں داماں میرا

اے جنوں !دن سے سوا رات کو روشن کردے
مہر گردوں ہو جو داغِ دل سوزاں میرا

خار وحشت سی کہو چھوڑ دے دامن دل کا
ہے خطِ جادہ ترا چاک گریباں میرا

سدھیان میں آئینہ رخ کے گئی جان نکل
رہ گیا ہائے کھلا دیدہ حیراں میرا

اے جنوں تو بھی ہو دنا میں یوں ہی خانہ خراب
خاک در خاک کی خانہ ویراں میرا

نظم معنی کا بکھر جائے ابھی حرف سی حرف
باندھیں گر اہل سخن حالِ پریشان میرا

اپنا رونا مجھے ہنسنے سی مبارک ہو ذوق
دیکھ خنداں ہو جو وہ دیدہ گریاں میرا

۱۴

برنگ گل صبا سی کب کھلا دلگیر دل میرا
کہ ہے باغِ جہاں میں غنچہ ، تصویر دل میرا

خط و عارض کا تیرے اتدن جو دھیان رکھتا ہے
تلاوت کرتا ہے قرآن باتفسیر دل میرا

ورق پر سینہ کے کھینچا ہے تارا اشک سے مشطر
کریگا شرح درد عشق کچھ تحریر دل میرا

سنبھالے رکھ ذرا اے آسماں دیکھ اپنے دامن کو
زمین پر کھینچتا ہے نالہ شبگیر دل میرا

بتوں کی سر دمہری نے کھلا دی زعفراں لیکن
کرے کیا گر مجوشی ہو گیا کشمیر دل میر ا

تری چشم فسوں گر نے کہاں سیکھا تھا یہ جادو
کیا ہے اک نگہ میں اے پری تسخیر دل میرا

تصور میں کسی تیغ نگہ کے کشورِ اُلفت
ہوا ہے کیمیائے پہنے تار اشک کی زنجیر دل میرا

نشاں تو رہنے دے قاتل ذرا ساخوں لگادوں میں
قیامت میں ترا تا ہو وے دامنگیر دل میرا

بُتوں کا عشق ہے گر ذوق تو اساری خدائی میں
کریگا شہر شہر اک دن مجھے تشہیر دل میرا

۱۵

لعل لب و دندانِ صنم کا دل نے جب سے خیال کیا
صٹم بکم تہہ کے ہے گویا ہم نے زباں کو لال کیا
لیگا دل اس عشق سی کیا تو جس نے ہی کوہ وصحرا میں
مجنوں کا وہ حال کیا فرہاد کا ہے وہ حال کیا
پھرتا ہی تو اے چاند کے ٹکڑے بسکہ شب و روز آنکھوں میں
دل نے روشن ہو کے شب ذقت کو ہی روز و صال کیا
آتش گل ہوئی روشن وہاں یہاں چمکا ہمارے دل کا جنوں
موسم گل نے یا ہنگامہ گرم ہی اب کے سال کیا
سیاہ و رخوں سے کی جو محبت ۔تیری ہی تھی یہ سادہ دلی
مُنہ چڑھ کر اس شوخ کے اپنا کا لا منہ اے خال کیا
موقلمؔ لاؤں کہاں سے جو یہ کرے تحریر اُنہیں
حال تو دیکھو تم نے مجھے ہر موئے تن ہی وبال کیا
نامہ یار کو رکھ دیجو تو ہمدم میرے زیر کفن
نامہ جواب نامہ ہی اپنا وہاں جس کسی نے سوال کیا
شمع نمط ہر خارجنوں کی نگلی پگلی جاتی ہے
آبلوں میں تیزاب تھا گر تو ناحق کیوں ما پال کیا
آگ ہی دل میں درد جگر میں آنکھ میں آنسو لب پہ فغاں
عشق نے اسکے ذوق ہمارا دیکھ ہے یہ حال کیا

۱۶

دریائے اشک چشم سے جس آن بہ گیا
سن لیجیو کہ عرش کا ایوان بہ گیا

بل بے گدا زعشق کے خوں ہو کے دل کیساتھ
سینہ سے تیرے تیر کا پیکان بہ گیا

زاہد شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں
کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا

ہے موج بحر عشق وہ طوفاں کہالحفیظ
بیچارہ مشت خاک تھا انسان بہ گیا

دردائیے اشک سے دم تحریر حالِ دل
کشتی کی طرح میرا قلمدان بہ گیا

تھا تو بہا میں بیش پراس لب کے سامنے
سب مول تیرا لعدل بدخشان بہ گیا

کشتی سوار عمر ہیں بحرِفناں میں ہم
جس دم بہا کے لے گیا طوفان بہ گیا

تھا ذوق پہلے دلی میں پنجاب کا ساحسن
پر اب وہ پانی کہتے ہیں ملتان بہ گیا

۱۷

یوں تنِ خاکی میں دل روشن ہمارا ہوگیا
جس طرح پانی کوئیں کی تہ میں تارا ہوگیا

میرے نالوں سے جو پانی سنگ خارا ہوگیا
کوہ کے چشموں کا ہر آنسو شرار ہوگیا

دانت یوں چمکے ہنسی میں رات اس سپارہ کے
میں نے جانا ماہ تاباں پارہ پارہ ہوگیا

ہر حباب بحر کی کھل جائے گی تار اسی آنکھ
عکس افگن گر رُخ روشن تمہارا ہو گیا

رشک سے اس زلف کے کیا مشک ہی یکسر ہے خون
بلکہ جل کر سوختہ عنبر بھی سارا رہو گیا

شیخ نے افطاریوں کے ترنوالے کھائے خوب
ہے مہ روزوں کی گرمی سے چھوارا ہو گیا

ایک دم بھی ہم کو جینا ہجر میں تھا ناگوار
پر اُمید وصل پر برسوں گوارا ہو گیا

ہے مقام زندگی زیر دم شمشیر مرگ
ہو گیا جس طرح کوئی دم گزارا ہو گیا

دل پہ زخموں کی ترقی سے عجب پائی بہار
آگے تھا صد برگ یہ گل اب ہزارا ہو گای

ظلمت عصیاں سے میرے بن گیا شب روز حشر

آفتاب اک نیزہ پر دیدار تار ا ہو گیا
چشم مست یار میں آخر ہوئی سرخی عیاں
لو ہمارا خون پنہاں آشکارہ ہو گیا
ذوق اس بحرِ فنا میں کشتی عمرِ رواں
جس جگہ پر جا لگی وہ ہی کنارا ہو گیا

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۱۸

اس سے تو اور آگ وہ بید رد ہو گیا
اب آہِ آتش سے بھی دل سرد ہو گیا

سینہ میں بو ا لہوس کے بھی تھا آبلہ مگر
نشتر کا نام سنتے ہی منہ زرد ہو گیا

سو بار مرکے عاشق جاں باختہ ترا
لڑنے کو پھر کھڑا روشن نرد ہو گیا

مجنوں بھی دشت گرد تھا مانند گرد باد
جب خاک اُڑائی ہم نے تو وہ گرد ہو گیا

اس صیدِ تیر خورد ہ کو تونے کیا نہ ذبح
آخر تڑپ تڑپ کے یوہیں سرد ہو گیا

آ اے مرے چمن کے گل ورد دیکھ لے
عاشق کا رنگ زرد زرد رد ہو گیا

پیر مغاں کے پاس ور وہی جس سے ذوق
نامرد مرد۔ مرد جواں مرد ہو گیا

۱۹

دشمن جاں یک بیک سارا زمانہ ہو گیا
ہائے تا شیر محبت یہ ستم کیا ہو گیا

تم میں تھا یا مجھ میں تھا دل پھر کہو کیا ہو گیا
دل کے جانے کا تو عالم کو اچنبھا ہو گیا

جسکو اے ظالم تری مژگان کا کھٹکا ہو گیا
سُو کھ کر ایسا ہوا و بلا کہ کانٹا ہو گیا

ہم نے اُن سے دوستی کی وہ ہیں کرتے دشمنی
دیکھو کافی سوچا تھا ہم نے اور وہاں کیا ہو گیا

بادہ گلگوں نے جو رنگ رخ کو روشن کر دیا
پہلے تھا گلرنگ مکھڑا پھر بھبو کا ہو گیا

جب اُٹھا تا بوت تیرے کشتہ حسرت کا آہ
شور ماتم تھا کہ اک عالم میں برپا ہو گیا

تم نے کل عزم سفر کا ہم کو تھا بھیجا پیام
لو سفریاں آج دنیا سے ہمارا ہو گیا

پھر چلو اے حضرت دل ہو چکا ملنا بس اب
آج گھر میں غیر کے پھر اُن کا رہنا ہو گیا

مرنا جینا ایک جھانکا ہوں پر تری
جس نظر سے آنکھ بھر کر تو نے دیکھا ہو گیا

خط لکھا مجھ کو تو اس میں نام بھی پورا نہ تھا

کیا کہوں قسمت کا لکھا آج پورا ہو گیا
وہ تو خود شعلہ تھا جب میں کہا ہو شعلہ خو
اس لطیفہ سے بھڑک کر آگ دونا ہو گیا
غیر کے گھر ہم سے تو اڑ کر اگر پہنچا تو کیا
تیرے جانے کا تو اک عالم میں چرچا ہو گیا
گرم ہو کر آتا ہے منہ پر مرے طفل شرشک
دیکھ کیا اے چشم ترا بتر یہ لڑکا ہو گیا
کر دیا تیغ نگہ نے ایک عالم کا ہے خوں
نام بدنام اے صنم ناحق قضا کا ہو گیا
یاد زلف عنبرین میں رات یہ آہیں بھریں
گنبد گردوں سیہ سارے کا سارا ہو گیا
ذوق نے ہو زلف کو چھیڑا تو لے مجھ سے قسم
تو نے خود چھیڑا اسے اور برہم اتنا ہو گیا

۲۰

گل اس نگہ کی زخم رسیدوں میں مل گیا
یہ بھی لہو لگا کے شہیدوں میں مل گیا

لذت کو تیغ عشق کی سُن سُن کے بوا لہوس
آکر ملخ سا حلق بریدوں میں مل گیا

گر بعد فقر سگ دُنیا ہوا فقیر
کمبخت پاک ہو کے پلیدوں میں مل گیا

آخر کو فیض بعیت دست سبو سے آج
پیر مغاں کے میں بھی مریدوں میں مل گیا

دکھلا کے کہکشاں سے فلک چاک سینہ رات
اس ماہوش کے سینہ وریدوں میں مل گیا

اُس شکل سے ہوا اور طلبگار دید یار
صاف آئینہ کا نقشہ مذیدوں میں مل گیا

حب حسین ذوق وہ شے ہے کہ جس سے حُر
تھا گر چہ اشقیا میں سعید وں میں مل گیا

۲۱

محفل میں شور قلقل مینائے مل ہوا
لا ساقیا پیالہ کہ توبہ کا قُل ہوا

دریائے غم سے میرے گزرنے کے واسطے
تیغ خمیدہ یار کی لو ہے کا پُل ہو ا

پروانہ بھی تاہ گرم تپش پر کھلا نہ راز
بلبل کی تنگ حوصلگی تھی کہ غُل ہوا

آئی تھی اندروں کی نہ ہرگز سمجھ میں بات
آوازگو بلند مثال دہل ہوا

جن کی نظر چڑھا ترا رخسار آتشیں
اُن کا چراغِ گور نہ تا حشر گل ہوا

بندہ نوازیاں تو یہ دیکھو کہ آدمی
جزو ضعیف محرم اسرار کل ہوا

اس بن رہا چمن میں بھی ذوق دلخراش
ناخن سے تیز تر مجھے ہر برگ گل ہوا

۲۲

پانی طبیب دیگا ہمیں کیا بُجھا ہوا
ہے دل ہی زندگی سے ہمارا بُجھا ہو ا

کہتے تھے آفتاب قیامت جسے سو وہ
نکلا چراغِ داغ دل اپنا بُجھا ہو ا

چشم غضب سے نیم نگہ میرے واسطے
اک نیمچہ ہے گویا زہر میں بجھا ہو ا

پھر دل میں آہِ سرد ہوئی میرے شعلہ ور
لو پھر بھڑک اُٹھا یہ فتیلہ بجھا ہو ا

پہلے نشانہ کرتا وہ بندوق کا مجھے
پر تھا مرے نصیب سے توڑا بجھا ہوا

جل کر اگر بُجھا بھی دل سوختہ مرا
یوں جل اُٹھے گا جیسے کہ کوئلا بجھا ہو ا

ہم آپ جل بجھے مگر اس دل کی آگ کو
سینہ میں ہم نے ذوق نہ پایا بجھا ہوا

۲۳

پہنچا آبِ تیغ قاتل تابسر اچھا ہوا
لے دل مجروح لے تو غسل کر اچھا ہو ا

ایک دن بالکل نہ میں اے چارہ گرا چھا ہوا
داغ اِدھر تازہ ہوا گر زخم اُدھر اچھا ہو ا

کم نہ ہو اس آب خنجر کی الٰہی آبرو
آج مدت میں ہمارا حلق تر اچھا ہوا

آرہیگا دشت میں لیلیٰ ترے ناقہ کے کام
ہو گیا مجنوں جو کانٹا سوکھ کر اچھا ہوا

روز کہتا تاھ مزا مجھ کو چکھادے عشق کا
بھر دیا لون اس نے دلکو چیر کر اچھا ہو ا

سُن کے مجنوں نے مرے شورِ جنوں کو یہ کہا
واقعی مجھ سے بھی یہ شور یدہ سر اچھا ہوا

بندھ گیا اس مو کمرہ کا جبکہ مضمونِ کمر
ہو گئی مضموں میں دقت شعر پر اچھا ہو ا

مجھ کو صدقے کر اگر ہے بد مزہ تیرا مزاج
یہ ادھر صدقہ دیا تونے ادھر اچھا ہوا

ہاتھ تو اوچھا پڑا تاھ یار کی شمشیر کا
زخم پر قسمت سے میرے کار گرا چھا ہو ا

کھچ گیا میری طرف سے اور بھی دلبر کا دل

واہ وا جذب محبت کا اثر اچھا ہوا
قتل کرتا ہے ترا بسمل سے یہ کہان کہ لو
اب تو دامن بھی ہوا لو ہو سے ترا چھا ہو ا
نامہ بر جانا ہے جا جلدی چلی جان حزین
دیر مت کر ساتھ تیرے ہمسفر اچھا ہوا
آئینہ خانے میں عالم کے سمجھ لے یہ مثال
تا تجھے جانیں کہ یہ صاحب نظر اچھا ہو ا
ہے بُرا تو ہی اگر آیا نظر تجھ کو بُرا
تو ہی اچھا ہے تجھے معلوم گرا چھا ہو ا
ذوق کے مرنے کی سُن کر پہلے تو کچھ رُک گئے
پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کا اچھا ہوا

۲۴

ہجر میں کیا کیا مرض ہے سنگدل پیدا ہوا
حول دل پیدا ہوا آزار سل پیدا ہوا

تیرہ بختی تھی اُسی دن اپن روشن ہو گئی
روئے تاباں پر تمہارے جب تھا تل پیدا ہوا

یا الٰہی کیا کہوں تیری عنایت کے سوا
میں نے کیاایسا کیا جو ایسا دل پیدا ہوا

غیر کے چھلے سے واں تو نے جوگل کھائے تویاں
داغ تازہ داغ دل کے متصل پیدا ہوا

اس لب لعلیں پہ ہے یہ جلوہ رنگ مسی
یا کہ نافرمان ولا لہ مشتمل پیدا ہوا

کر کے وعدہ رات کو جو راہ سے تو پھر گیا
وہم کیا دل میں یہ اے پیاں گسل پیدا ہوا

خاکساری نے اسی دن روشنی پائی تھی ذوق
آدمِ خاکی کا جس دن آب و گل پیدا ہوا

۲۵

اس تپش کا ہے مزا دل ہی کو حاصل ہوتا
کاش میں عشق میں سر تا بقدم دل ہوتا
آسماں درد محبت کے جو قابل ہوتا
تو کسی سوختہ کا آبلہ دل ہوتا
چھوڑتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی بسمل شوق
دامن برق اگر دامنِ قاتل ہوتا
چین پیشانی اگر تیری نہ ہوتی زنجیر
نالہ دیوانہ تھا جو پا بہ سلاسل ہوتا
کرتا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج
اتنا دق ہوتا کہ جینا اُسے مشکل ہوتا
ذبح ہونے کا مزہ جانتا گر صیدِ حرم
آپ گردن پہ چھری پھیر کے بسمل ہوتا
گر سیہ بخت ہی ہونا تھا نصیبوں میں مرے
زلف ہوتا ترے رخسار پہ پاتل ہوتا
آتا کیوں مصر میں کنعاں سے نکل کر یوسف
جذبہ شوق زلیخا جو نہ کامل ہوتا
موت نے کر دیا نا چاروگرنہ انساں
ہے وہ خود میں کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا
دل گرفتوں کی اگر خاک چمن میں ہوتی

تو جہاں دیکھتے ہو غنچہ وہاں دل ہوتا
آپ آئینہ ہستی میں ہے تو اپنا حریف
ورنہ یاں کوں تھا جو تیرے مقابل ہوتا
سینہ چرخ میں ہر اختر اگر دل ہے تو کیا
ایک دل ہوتا مگر درد کے قابل ہوتا
ہوتی گر عقد ہ کشائی زید اللہ کے ساتھ
ذوق حل کیوں کہ مرا عقدہ مشکل ہوتا

www.Nayaab.Net انٹرنیٹ ایڈیشن سال 2006

۲۶

جو رنگ رنج و ماتم کا یہاں نمود ہوتا
تو زمیں نہ زرد ہوتی نہ فلک کبود ہوتا

کسی رنج کش کو دیتا تو کچھ اسکو سود ہوتا
دل سخت کاش کر فرحجر الیہود ہوتا

تری بزم میں تو جلتا کہ تجھے بھی بو پہنچی
جو یوہیں تھا دل کو جلنا تو بلا سے عود ہوتا

جو نہ ہو اُمید وا اشد نہ ہو دل گرفتہ غنچہ
کہ قبول تنگ رہنا نہیں بے کشود ہوتا

لب نازک اسکا کیونکہ کہو بار حرف اٹھائے
کہ جو تو نہ خوب ہوتا تو وہ کیوں حسود ہوتا

یہ حیات چند روزہ جو نہ سدِ راہ ہوتی
تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم و دجود ہوتا

جو ہے سر گزشتہ اسکو نہیں دینا سر کا مشکل
کہ وہ سر بکف نہ ہوتا جو نہ دست جو د ہوتا

جو رقیب سر بکف ہیں کبھی ہوتے سر بکف کرتے
ترے جاں نثار کا ر انہیں دست جود ہوتا

ترے در کی جبہ سائی اگر اشک اپنے کرتے
سر قطرہ قطرہ پر پر اک اثر سجو د ہوتا

کوئی دہر نوش مجھ سا نہیں پہنچا ذوق ورنہ

شجرِ زقوم دوزخ میں بھی خشک دود ہوتا

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۲۷

نہ کرتا ضبط نالہ تو پھر ایسا دھواں ہوتا
کہ نیچے آسماں کے اک نیا اور آسماں ہوتا

ابھی ٹھنڈا بھلا کیونکر تفتہ جاں ہوتا
کوئی غم شمع مدہ مردہ میں بھی ہے باقی دھواں ہوتا

کہے ہے مرغِ ل اے کاش میں زاغِ کماں ہوتا
کہ تا شاخ کماں پر اس کی میرا آشیاں ہوتا

عزاداری میں ہے کس کی یہ چرخ ماتمی جامہ
کہ جیب چاک کی صورت ہے خطِ کہکشاں ہوتا

نہ ہوتی دل میں گر کاوش کسی کی نوک مژگاں
تو کیوں حق میں مرے ہر موئے تن مثل سناں ہوتا

نہ رکھتا گر نہ رکھتا منہ یہ دانہ یہ ریض غم
مگر تیرا میسر بوسہ خال وہاں ہوتا

اگر جی کھول کر میں تنگنائے دہر میں روتا
تو جوئے کہکشاں میں بھی فلک پر خوں رواں ہوتا

بگولا گر نہ ہوت اودی وحشت میں اے مجنوں
تو گنبد ہم سے سرگشتوں کی تربت پر کہاں ہوتا

ترے خونیں جگر کی خاک پر ہوتا اگر سبزہ
تو مثل موئے مژگان اس سے پیہم خوں رواں ہوتا

رکاوٹ دل کی قاتل کے بوقت ذبح ظاہر تھی

کہ خنجر تھا مری گردن پہ رُک رُک کر رواں ہوتا
نہ کرتا ضبط میں گر یہ تو اے ذوق اک گھڑی پل میں
کٹورے کی طرح گھڑیال کے غرق آسماں ہوتا

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۲۸

رکھتے تھے جو کشور و کسرلے و قیصر زیرپا
ہے اُنہی کا آج سر باتاج و افسر زیر پا

اے جنوں ! ہم پابر ہنہ ۔گرم پتھر زیر پا
دو پہر ہے ۔ سایہ بھی بیٹھا ہے چھپکر زیر پا

تم چلو رکھ کر جو میرا دیدہ تر زیر پا
پل ہوں بحر اشک پر مژگاں سر اسر زیر پا

خاکساری کو ہماری مل گئی اکسیر عشق
اب تو پارس ہو گا جو آئیگا پتھر زیر پا

ہے نمازِ کشتہ قامت ۔ بجائے جا نماز
اے قیامت لا بچھا و امان محشر زیر پا

زیر دستی پر بھی ہے موذی سے لازم احتراز
جب دبیگا سانپ کاٹے گا مقرر زیر پا

ہیں ترے مجنوں کی مژگاں وادی وحشت کے خار
راہ آنکھوں کی نکل آئے ہیں چھپکر زیر پا

بو نہ گل میدھی کے گلبن رشک گل گھملوں میں تو
آکھڑا ہو رکھ کے میرا کاسہ سر زیر پا

فاتحہ عاشق کا دیتا ہے تو واجب ہے ادب
اپنے کفش پا کر رکھ لے پاسے باہر زیر پا

میں ہوں وہ کشتی شکستہ بحر الفت میں صبا

ایک تختہ رہ گیا ہے جس کے بچ کر زیرپا
قصرِ تن کو ذوق سب غارت کریگا ایک دن
چونٹیوں کا پھر رہا ہے یہ جو لشکر زیرپا

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۲۹

سہر گام پہ رکھے ہے وہ یہ ہوش نقشِ پا
ہو خاک عاشقاں نہ ہم آغوش پا

افتاد گاں کوبے سرو سامان نہ جانیو
دامانِ خاک ہوتا ہے روپوش نقش پا

اعجا ز پاسے ترے عجب کیا کہ راہ میں
بول اُٹھے منہ سے ہر لب خاموش نقش پا

اس رہگذ ر میں کس کو ہوئی فرصتِ مقام
بیٹھے ہے نقش پا بہ سردوش نقش پا

جسم نزارِ کاک نشیناں کوئی عشق
یوں ہے زمین جیسے تن و توش نقش پا

فیض بر ہنہ پائی مجنوں سے دشت میں
ہر آبلہ بنے ہے دُرِ گوش نقش پا

پابوس درکنا ر کہ اپنی تو خاک بھی
پہنچی نہ ذوق اس کے بہ آغوش نقش پا

۳۰

رکھ دل جلوں کی خاک یہ تو بافراغ پا
سوزدروں وہی ہے پہ ہونگے ۔ داغ پا
تو باغ میں رکھے اگ رائے رشک باغ پا
پھر ائے واں خزاں تو وہیں ہو ویں داغ پا
وہ اور میرے گھر میں قیبوں کو لے کے آئے
بلبل کے آشیاں میں رکھے حیف زاغ پا
گر کوئے یا ر میں نہیں ملتا پتہ تو پھر
تو کوئے زلفِ یار میں دل کا سراغ پا
روئیگی پھوٹ پھوٹ کر ہر چشم آبلہ
جوش جنوں میں رکھ نہ سوئے کو وہ راغ پا
ہم دل جلوں کی خاک پہ رکھیو نہ توقدم
اس سے توڈال دیجو میانِ اجاغ پا
اس گل سے گر اجازت پا بوس ہو نصیب
ہو جائے چوم چوم کے دل باغ باغ پا
اُچھلے ہے شیخ و جد میں اس طرح بار بار
جس طرح بد لگام ہو گھوڑا چراغ پا
ساقی کا در چشم ہو گر برکنارِ آب
پائے حباب آبِ رواں سے ایاغ پا
ہے جی میں آب جو نمط اے سرو خوش خرام

دھو دھو پیا کریں ترے سب بے دماغ پا
اے ذوق کیوں چمن میں وہ گل جائے جسکے ہوں
رنگ حنا سے غیرت صد پائیں باغ پا

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۳۱

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا
تری گلی سے نکلتے ہی اپنا دم نکلا
رہے ہے کیونکہ گلستان سے عندلیب جدا
الٰہی جلوہ ہے کس بُت کا آج مسجد میں
کہ دم بخود ہے موذن جد اخطیب جدا
تمہارا درد جدائی نہ ہو جُدا مجھ سے
حروف درد میں ہو حکمت طبیب جدا
ہے اور علم و ادب مکتب محبت میں
کہ ہے وہاں کا معلم جُدا ادیب جدا
ہجوم اشک کے ہمراہ کیوں نہ ہونا لہ
کہ فوج سے نہیں رہتا کبھی نقیب جدا
فراق خلد سے گندم ہے سینہ چاک ابتک
الٰہی ہو نہ وطن سے کوئی غریب جدا
کیا حبیب کو مجھ سے جدا فلک نے مگر
نہ کر سکا مرے دل سے غمِ حبیب جدا
کریں جدائی کا کس کس کی رنج ہم اے ذوق
کہ ہونیوالے ہیں ہم سب سے عنقریب جدا

۳۲

چاہے عالم میں فروغ اپنا تو ہو گھر سے جدا
دیکھ چمکے ہے شرر ہوتے ہی پتھر سے جدا

کیجو مشاطہ نہ سبزہ گوش دلبر سے جدا
بد نما ہے گر رکھیں مینا کو ساغر سے جدا

دل مرا یارب نہ ہو زلف معنبر سے جدا
سر جدا ہو تن سے یہ سودا نہ ہو سر سے جدا

لکھے شرح سوزش ہجراں جو تیرا بیقرار
ہوں تڑپ کہ جوں شرر ہر نکتہ دفتر سے جدا

فندقِ پائے نگاریں کاہوں وہ سودا زدہ
قطرہ خوں بھی نہ ہو گا نوک نشتر سے جدا

شیشہ دل میں ہے کیا چمکا شرار عشق یار
شیشہ گر رکھ تو بھی شیشہ کو نہ اخگر سے جدا

خط شرح ناتوانی ہو گیا اُڑتے ہی آہ
جوں پر کمزور نازوئے کبوتر سے جدا

حضرت آدم کو شیطاں نے نکالا خلد سے
غیر نے ہم کو کیا ہے کوئی دلبر سے جدا

ذوق ہے ترکِ وطن میں صاف نقص آبرو
بکتے پھرتے ہیں گہر ہو کر سمندر سے جدا

۳۳

لختِ دل اور اشک تر ۔ دونو بہم دونو جدا
ہیں رواں دو ہمسفر ۔ دونو بہم دونو جدا
میں نہ چکوا ہوں نہ وہ چکوی ۔ پھر آخر کس لئے
رہتے ہیں شب تا سحر ۔ دونو بہم دونو جدا
وصل کی شب نکہتِ گل کی طرح ہم اور وہ
رہتے ہیں باہمد گر ۔دونو بہم دونو جدا
شکل عکس و آئینہ ۔ تیرا خیال اور میرا دل
آئینے ہیں سیمبر ۔دونو بہم دونو جدا
ذوق ہیں سینہ میں اور اق جلا جل کی طرح
دل جگر باشور وشر۔ دونو بہم دونو جدا

۳۴

ساتھ آہ کے شب دل سے وہ پیکاں نکل آیا
تھا کام تو مشکل مگر آسان نکل آیا

شب ہم نے تہیہ جو کیا تو بہ کا ساقی
تھا کام تومشکل مگر آساں نکل آیا

تنگ آکے جو دم تن سے نکل جائے تو جانو
مغرب سے سحر مہر درخشاں نکل آیا

ہاتھ آئے نہ قسمت کے سوا اگر ہر مقصود
دریا سے تہی پنجہ مر جاں نکل آیا

ناقوس ! یہ کس دل سے کیا نالہ جاں سوز
یاں دل کا دھواں آہ سے پیچاں نکل آیا

عصمت بھی ہے کیا شے کہ الگ یوسف کنعان
درہائے مقفل سے عزیزاں نکل آیا

دل رکھ کے کہیں ذوق کا ہم بھول گئے تھے
تھا گم وہ کئی دن سے مگر ہاں نکل آیا

۳۵

عبث جاں منتظر ہونٹوں پہ ہے وہ شوخ کب آیا
اگر چہلم کو بھی آیا تو ہم جانینگے اب آیا
چمن میں کہتے ہیں پھر موسم عیش و طرب آیا
بہاریں خوب لوٹیں گے اگر وہ غنچہ لب آیا
خلاف وعدہ سے میں تیرے کل تو جاں بلب آیا
نہ آیا آج بھی گر تو تو اے ظالم غضب آیا
عجب حیرت میں ہوں جب سے نظر وہ خال لب آیا
دہن اسکا عدم ہے اور عدم میں نکتہ کب آیا
نوید اے تشنہ کامی بارے آب خنجر قاتل
گلوتک میرے اور زخم گلو کے تا بلب آیا
قاتل کچیو ذوق طپیدن دیکھئے کیا ہو
کہ ابتک ذبح کرنے کا نہیں قاتل کو ڈھب آیا
وہ مست ناز لیکر مجھ سے میرے شیشہ دل کو
ہوا خوش اسقدر گویا کہ ہاتھ اسکے حلب آیا
نوشتہ سے ہوا اک حرف بھی ہرگز نہ بیش وکم
جو پیشانی میں تھا لکھا ہوا وہ پیش سب آیا
برنگ غنچہ کونیں دل ہنسے کیا اس گلستاں میں
بھر آیا منہ میں خوں گر اک تبسم زیر لب آیا
وہ آئیں یا نہ آئیں میں نہیں رنجیدہ دل اُنسے

مگر یہ رنج ہے کیوں رنج انکو بے سبب آیا
لگائی زلف کو شانہ نے جو اُنگلی پکا راول
یہ گستاخی بھلا رہ تو سہی او بے ادب آیا
ترے ڈر سے نہ آیا پاس کوئی نیم جانوں کے
مگر رونا کبھی چوری سے بعد از نیم شب آیا
میں اپنے ذوق کے قبرں کہ مستی میں محبت کی
بلا یا کِس نے اسکو جب یہ آیا بے طلب آیا

www.Nayaab.Net

۳۶

جینا ہمیں اصلا نظر اپنا نہیں آتا
گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہیں آتا

مذکور تری بزم میں کس کا نہیں آتا
پر ذکر ہمارا نہیں آتا نہیں آتا

دیتا دل مضطر کو تری کچھ تو نشانی
پر خط بھی ترے ہاتھ کا لکھا نہیں آتا

کیا جانے آسے وہم ہے کیا میرے طرف سے
جو خواب میں ابھی رات کو تنہا نہیں آتا

آیا ہے دم آنکھوں میں دمِ حسرتِ دیدار
پر لب پہ کبھی حرف تمنا نہیں آتا

کس دم نہیں گھٹتا مرادم سینہ میں غم سے
کس وقت مرامنہ کو کلیجہ نہیں آتا

میں جاتا جہاں سے ہون تو آتا نہیں یاں تک
کافر تجھے کچھ خوف خدا کا نہیں آتا

ہم رونے پہ آجائیں تو دریا ہی بہادیں
شبنم کی طرح سے ہمیں رونا نہیں آتا

ہستی سے زیادہ ہے کچھ آرام عدم میں
جو جاتا ہے یاں سے وہ دوبارہ نہیں آتا

آنا ہے تو آجا کہ کوئی دم کی ہے فرصت

پھر دیکھئے آتا بھ ہے دم یا نہیں آتا
غافل ہے بہا رِ چمن عمر جوانی
کر سیر کہ موسم یہ دوبارہ نہیں آتا
ساتھ انکے ہوں میں سایہ کی مانند و لیکن
اس پر بھی جدا ہون کہ لپٹنا نہیں آتا
دل مانگنا مفت اور یہ پھر اس پہ تقاضا
کچھ قرض تو بندہ پہ تمہارا نہیں آتا
بیجا ہے دلا اس کے نہ آنے کی شکایت
کیا کرے گا فرمایئے اچھا نہیں آتا
جاتی رہی زلفوں کی لٹک دل سے ہمارے
افسوس کچھ ایسا ہمیں لٹکا نہیں آتا
جو کوچہ قاتل میں گیا پھر وہ نہ آیا
کیا جانے مزہ کیا ہے کہ جیتا نہیں آتا
آئے تو کہاں جائے نہ تاجی سے کوئی جائے
جب تک نہیں آتا اُسے غصہ نہیں آتا
قسمت ہی سے لا چار ہوں اے ذوق وگرنہ
سب فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا

۳۷

اُن سے کچھ وصل کا ذکر اب نہیں لانا اچھا
وہ جو کچھ کہویں تو تم بھی کہے جانا اچھا
تم نے دشمن ہے جو اپنا ہمیں جانا اچھا
یارا ناداں سے تو ہے دشمن دانا اچھا
پھولگل میدھی کے لالا کے نہ ہاتھوں میں ملو
خون عاشق نہیں مرقد پہ بہانا اچھا
طائر جاں کے سوا کوچہ جاناں کی طرف
نامہ بر کون ہے جو کرے روانا اچھا
طاق ابرو کے تصور میں ولا کھینچ نہ آہ
سمتِ کعبہ پہ نہیں تیر لگانا اچھا
بد گمال دیکھو کچھ اسمیں بھی نہ ڈالیں رخنہ
روزنِ در سے نہیں آنکھ لڑانا اچھا
آتش عشق ہے سینہ میں دبی ۔ دیکھ اے چشم
اب نہیں دامنِ مژگاں کا ہلانا اچھا
بیٹھ رہ کر کے قناعت ۔ کہ بشکل مہ نو
چھوڑے آدھی تو نہیں ساری کو جانا اچھا
مرغِ دل نے نگہ یار سے پوچھا اُڑ کر
پھر بھی کہنا کہ لگاتے ہین نشانہ اچھا
یاں تو دم میں نہین دم ۔ اور وہ لئے تیغ دو دم

کہتے ہیں دیکھو نہیں دم کا چرانا اچھا
طرہ شمشاد دکھاتا ہے تری زلفوں کو
لاؤ آرہ کہ یہی اس کو ہے شانہ اچھا
ساقیا ابر ہے آیا تو بڑھا خم پہ ہات
کہ گھٹا میں نہیں ہمت کا گھٹانا اچھا
جل کے گر قطرہ خو دل کا ہوا اشک آلود
تو نہیں نیچہ مژگاں سے گرانا اچھا
گردشِ عمر میں تسبیح سلمانی کا
آج اک ہاتھ لگا ہے مرے دانا اچھا
سامنے یار کے اے ذوق بہانا آنسو
ہے تو چاہت کے جتانے کو بہانا اچھا

۳۸

آنکھیں مری تلووں سے وہ مل جائے تو اچھا
یہ حسرت پا بوش نکل جائے تو اچھا

جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کوڑ تو بہتر
جودل ہو بے داغ وہ جل جائے تو اچھا

بیمار محبت نے لیا تیرے سنبھالا
لیکن وہ سنبھالے سے سنبھل جائے تو اچھا

ہو تجھ سے عیادت جو نہ بیمار کی اپنے
لینے کو خبر اس کی اجل جائے تو اچھا

کھینچے دل انساں کو وہ زلف سیہ فام
سانپ اس کو اگر آکے نگل جائے تو اچھا

اے گریہ نہ رکھ میرے تن خشک کو عرق آب
لکڑی کی طرح پانی میں گل جائے تو اچھا

تاثیر محبت تو عجب حب کا عمل ہے
لیکن یہ عمل یار پہ چلا جائے تو اچھا

فرقت سے تری تارِ نفس سینہ میں میرے
کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل جائے تو اچھا

ہاں کچھ تو ہا حاصل ثمر نخل محبت
یہ سینہ پھپولوں سے جو پھل جائے تو اچھا

دل گر کے نظر سے تری اُٹھنے کا نہیں پھر

یہ گرنے سے پہلے ہی سنبھل جائے تو اچھا
وہ صبح کو آئے تو کروں باتوں میں دوپہر
اور چاہوں کہ دن تھوڑا سا ڈھل جائے تو اچھا
ڈھل جائے جو دن بھی تو اسی طرح کروں شام
اور پھر کہوں گر آج سے کل جائے تو اچھا
جب کل ہو تو پھر وہ ہی کہوں کل کی طرح سے
گر آج کا دن بھی یُو نہیں ٹل جائے تو اچھا
القصہ نہیں چاہتا میں جائے وہ یہاں سے
دل میری باتوں میں بہل جائے تو اچھا
ہے قطع رہ عشق میں اے ذوق ادب شرط
یاں شمع نمط سر ہی کے بل جائے تو اچھا

۳۹

نام منظور رہے تو فیض کے اسباب بنا
پُل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا

واہ ۔ کیا مرہم زخم دل بیتاب بنا
آب سے نشترِ سر تیز کے تیزاب بنا

نہ بجھے اشک کے دریا سے مری سوزش دل
گرچہ دے شعلہ جو الہ کو گرد اب بنا

دل بیتاب کو ہم سینہ میں ٹھہرا نہ سکے
شعلہ خور دیکھتے ہی تجھ کو وہ سیما ب بنا

پوچھیں گر مجھ سے مئے عشق ہوئی کب سے ہے تلخ
کہوں جس دن سے فلک کاسہ زہر اب بنا

چشم مخمور کا ہوں کس کی میں کشتہ یارب
کہ مری خاک سے بھی جام مئے ناب بنا

تیرہ روزی نے مری مہر جہاں تاب کا نور
جب اُرایا تو وہیں کر مک شب تاب بنا

ہائے پچھتاتا ہوں کیوں اس سے کیا میں بگاڑ
کہ جو اب پھرتا ہوں اس طرح سے بیتاب بنا

سرمہ چشم عزیزاں نہ بنا میں اے چرخ
کیا بنا خاک غبارِ دل احباب بنا

آیتِ سجدہ ہے حق میں مرے ہر جو ہر تیغ

ہے خمِ تیغ فقط کیا خمِ محراب بنا
خال عارض ہے جو ہندوے خدا ترس تو کیا
ہم سیہ بختوں کے حق میں تو ہے تضاب بنا
اپنے جلسوں میں جلاتے ہیں مجھے میرے حبیب
میں ہوں اک شمع پے محفل احباب بنا
تو اگر آپ کو دیکھے تو میری آنکھ سے دیکھ
اپنا آئینہ مراد یدہ پر آب بنا
آہ کے ساتھ جو نکلا شررِ آتشِ دِل
چرخ پر جاکے وہ خورشید جہاں تاب بنا
جب کیا عشق کے دریانے تلاطم اے ذوق
تو کہیں موج بنا اور کہیں گرداب بنا

۴۰

میں ہجر میں مرنے کے قریں ہو ہی چکا تھا
تم وقت پہ آ پہنچے نہیں ہو ہی چکا تھا

اب جان پہ آفت ہے جو ہو دوبارہ
اک بار تو غارت دلِ ودیں ہو ہی چکا تھا

سینہ جو کیا چاک تو واں کچھ بھی نہ پایا
کیا جل کے جگر خاک کہیں ہو ہی چکا تھا

برہم اُسے کیوں تو نے کیا چھیڑ کے پھر زلف
اے دل وہ ابھی چیں بہ جبیں ہو ہو چکا تھا

ہوتا جو نہ پیوند زمیں تیری گلی میں
آسودہ یہ دل زیرِ زمیں ہو ہی چکا تھا

جو خط می لکھا اُسنے ۔ وہ لکھنے سے بھی پہلے
مکتوب سرِ لوحِ جبیں ہو ہی چکا تھا

بے بدرقہ مرگ توقف رہا ورنہ
تجھ بن سفرِ جانِ حزیں ہو ہی چکا تھا

کیا ہوتا جو سمجھاتے اُسے جا کے مرے دوست
دشمن کا سخن ذہن نشیں ہو ہی چکا تھا

کیا دکھتے ہو یوسف کنعان کو جو اپنا
منظورِ نظر ایک حسیں ہو ہی چکا تھا

کیا گرمِ تپش ہوت اتڑپ کر ترے آگے

میں سرد تہ خنجر کیئں ہو ہی چکا تھا

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۴۱

جان کے دل میں سدا جینے کا ارماں ہی رہا
دل کو بھی دیکھا کئے یہ بھی پریشاں ہی رہا

بعد مردن تھی خیالِ چشم فتاں ہی رہا
سبزہ تربت مراوقف غزالاں ہی رہا

میں ہمیشہ عاشق پیچیدہ مویاں ہی رہا
خاک پر روئیدہ میرے عشق پیچا ں ہی رہا

پستہ قندی ہے کام غیر میں وہ لعل لب
پر مرے حق میں تو سنگ زیر پروندا ں ہی رہا

بندھ سکا ہم سے نہ مضموں اس دہان تنگ کا
ہاتھ اپنا فکر میں زیر زنخداں ہی رہا

جاہل منکر نہ آئے راہ پر معجز سے بھی
جہل سے بو جہل اپنے نامسلماں ہی رہا

حلقہ زنجیر میں بھی دل رہا پادر رکاب
تو سن وحشت ہمارا گرم جولاں ہی رہا

کب لباس دنیوی میں چھپتے ہیں روشن ضمیر
جامہ فانوس میں بھی شعلہ عریاں ہی رہا

آدمیت اور شے ہی علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطے کو پڑھا یا پر وہ حیواں ہی رہا

حلوہ اے قاتل اگر تیرا نہیں حیرت فزا

دیدہ بسمل نے کیا دیکھا کہ حیراں ہی رہا
حلقۂ گیسو میں دیکھی کس کے رخسارے کی تاب
شب مہ ہال نشیں دردر گر یباں ہی رہا
مدتوں دل اور پیکاں دونو سینہ میں رہے
آخرش دل بہ گیا خوں ہو کے پیکاں ہی رہا
سب کو دیکھا اُس سے اور اسکو نہ دیکھا جوں نگاہ
وہ رہا آنکھوں میں اور آنکھوں سے پنہاں ہی رہا
آگے زلفیں دل میں بستی تھیں اور اب آنکھیں نری
ملکِ دل اپنا ہمیشہ کا فرستاں ہی رہا
مجھ میں اس میں ربط ہے گویا برنگ بو و گل
اب نہ کچھ دیں ہی رہا باقی نہ ایماں ہی رہا

۴۲

کوہ کے چشموں سے اشکوں کو نکلتے دیکھا
اے صنم پر ترا پتھر نہ پگلتے دیکھا

ضعف سے سینہ میں آتا ہے مرادم جس طرح
ریگ کو شیشہ شاعت میں نہ چلتے دیکھا

تھا میں اس باغ میں نخل گل آتشبازی
پھولتے دیکھا مگ رآہ نہ پھلتے دیکھا

اُس رخ و زلف کے آگے نہ ہوا مہ کوفروغ
آگے کالے کے دیا کس نے ہے جلتے دیکھا

اے صبا جنبش سبزہ کے سوا کس کو بھلا
مور چھل گو رغریباں پہ ہے جھلتے دیکھا

جو ھڑھا اورجِ فنا پر وہ گرا سایہ نمط
پاؤں اس کوٹھے پہ ہے سب کا پھسلتے دیکھا

کوئے جاناں میں ہے دل جیسا گیا قابو سے
ہم نے بچے کو بھی ایسا نہ مچلتے دیکھا

زلف کہتی ہے دُر گوش سے دکھلا دے کوئی
گر سر بیضہ سے ناگن کو ہو ٹلتے دیکھا

کج ادائی گئی کب ہم سے تری ابرو کی
شاخ آہو سے ہے خم کس نے نکلتے دیکھا

اشک کو لیتا نہ دامن میں تو کیا کرتا میں ؟

گا ہو ارہ میں میں یہ لڑکا نہ سنبھلتے دیکھا

جا چھپا شرم سے ظلمات میں جو آب حیات
تجھ کو دانتوں پہ مسی ہے کبھی ملتے دیکھا

کوئے جاناں سے ہم اور خلد سے آدم نکلے
اُن کو دیکھا نہیں پر ہم کو نکلتے دیکھا

خانہ دل کے سو آتش غم سے اے ذوق
سامنے آنکھوں کے گھر کس نے ہے جلتے دیکھا

www.Nayaab.Net 2006 انٹرنیٹ ایڈیشن سال

۴۳

تجھ کو یوسف سے کیا حسن میں برتر پیدا
گر کیا اس کو پیمبر تجھے کافر پیدا

ہو جہاں کشتہ مژگاں کا تمہارے مدفن
عوض سبزہ ہوویاں خاک سے نشتر پیدا

عجزی سے رہے آئے نہ ہوا میں کمزور
موت ہے چیونٹی کی ہوویں اگر پر پیدا

قصور پرواز کرے کیوں نہ مرا طائر روح
تیرے خنجر سے جو پہلو میں و نشتر پیدا

خط ترے شعلہ رخسار پہ ہے معجز حسن
ورنہ ہو سبزہ بھلا آگ پہ کیونکر پیدا

خاک دل سوختہ یک مشت ہو گر صرف چمن
ہوویں غنچوں کی جگہ باغ میں اخگر پیدا

رُخِ روشن پہ عیاں ہیں جو عرق کے قطرے
کیا تماشا ہے کہ دن کو ہوئے اختر پیدا

دُرفشان وقت سخن ہیں لب رنگیں تیرے
ہوتے گوریا ہیں یہاں لعل سے گوہر پیدا

اشک گرم ایک بھی دریا میں جو ٹپکے میرا
جاے ماہی ہو تہ آب سمندر پیدا

آسماں سخت مزاجوں کو ہنر دیتا ہے

دیکھ لو ہوتے ہیں فولاد میں جو ہر پیدا
سر کٹانے میں مزہ وہ ہے کہ جی چاہتا ہے
سر ہر موئے بدن ہووے جد سر پیدا
بے مکیں ہوتی نہیں زیب مکاں کی اے ذوق
کانہ دل ہے تو کر لو رخ دلبر پیدا

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۴۴

وہ کون ہے جو مجھ پہ تاشف نہیں کرتا
پر میرا جگر دیکھ کہ میں اُف نہیں کرتا

کیا قہر ہے وقفہ ہے ابھی آنے میں اُن کے
اور دم مرا جانے میں تو قف نہیں کرتا

تا صاف کرے دل نہ مئے صاف سے صوفی
کچھ سود صفا علم تصوف نہیں کرتا

دل فقر کی دولت سے مرا اتنا غنی ہے
دُنیا کے زرو مال پہ میں تف نہیں کرتا

پڑھتا نہیں خط غیر مراداں کسی عنواں
جب تک کہ عبارت میں سورہ یوسف نہیں کرتا

کچھ اور گماں گزرے نہ دل میں ترے کافر
یاد اس لئے میں سورہ یوسف نہیں کرتا

اے ذوق تکلف میں تکلیف سراسر
آرام سے وہ ہے جو تکلف نہیں کرتا

۴۵

لکھئے اُسے خط میں کہ ستم اُٹھ نہیں سکتا
پر ضعف سے ہاتھوں میں قلم اُٹھ نہیں سکتا

بیمار تر اصورت تصویر نہالی
کیا اُٹھے سرِ بستر غم اُٹھ نہیں سکتا

آتی ہے صدائے جرس ناقہ لیلےٰ
صد حیف کہ مجنوں کا قدم اُٹھ نہیں سکتا

جوں دانہ روئیدہ تہ سنگ ہمارا
سرزیر گراں بار الم اٹھ نہیں سکتا

ہر داغ معاصی مرا اس دامن تر سے
جوں حرف سرکا غذِ نم اُٹھ نہیں سکتا

پردہ در کعبہ سے اُٹھانا تو ہے آساں
پر پردہ رُخسارِ صنم اُٹھ نہیں سکتا

کیوں اتنا گراں بار ہے جو زاد سفر بھی
اے راہ ردِ ملک عدم اُٹھ نہیں سکتا

دنیا کا زر ومال کیا جمع تو کیا ذوق
کچھ فائدہ بے دست کرم اُٹھ نہیں سکتا

۴۶

اسے ہم نے بہت ڈھونڈا نہ پایا
اگر پایا تو کھوج اپنا نہ پایا
جس انساں کو سگ دنیا نہ پایا
فرشتہ اُس کا ہمپایا نہ پایا
مقدر ہے یہ گر سودہ زیاں سے
تو ہم نے یاں نہ کچھ کھویا نہ پایا
لحد میں بھی ترے مضطر نے آرام
خدا جانے کہ پایا نہ پایا
کیا تھا یہ نہ تھا سب ہم پہ گذرا
فلک تو نے کیا اپنا نہ پایا
سراغ عمر رفتہ ہاتھ کیا آئے
کہیں جس کا نشان پا نہ پایا
رہِ گم گشتگی میں ہم نے اپنا
غبارِ راہ بھی عنقارہ نہ پایا
رہا ٹیڑھا مثال نیش کژدم
کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا
تہ خنجر ترے بسمل نے ہے ہے
ذرا قابو تڑپنے کا نہ پایا
ترے مجنوں کی تربت پر جنوں نے

بگولے کے سوا سایہ نہ پایا
فلک کے گنبد بے در سے ہم تو
نکل جاتے مگر رستہ نہ پایا
جہاں کے گنبد بے در سے ہم تو
کہیں ہم نے تجھے تنہا نہ پایا
چراغ داغ لے کر دل میں ڈھونڈا
اثر پر صبر و طاقت کا نہ پایا
وہ ازخود رفتہ ہون جسکو خودیے
خدا ئی میں اگر ڈھونڈ ا نہ پایا
یہی ہر دم ہے زخم دل کو رونا
ذہن پایا لب گویا نہ پایا
کبھی تواور کبھی تیرا رہا غم
غرض خالی خل شیدا نہ پایا
سوا تیرے خط مشکیں کے کوئی
مجرب نسخہ سودا نہ پایا
وہ بولے دیکھ کر تصویر یوسف
سُنا جیں اُسے ویسا نہ پایا
نا مارا تونے پورا ہاتھ قاتل
ستم میں بھی تجھے پورا نہ پایا
مرے طالع کی وہ گردش ہے جس سے
فلک نے بھی قرار اصلانہ پایا

نظیر اسکا کہاں عالم میں اے ذوق
کہیں ایسا نہ پائے گا نہ پایا

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۴۷

نیچہ یار نے جس وقت بغل میں مارا
جو چڑھا منہ اُسے میدان اجل میں مارا
اس نے جب مال بہت ردو بدل میں مارا
ہم نے دل اپنا اُٹھا اپنی بغل میں بار ا
آنکھ سے آنکھ ہے لڑتی مجھے ڈ ہے دل کا
کہیں یہ جائے نہ اس جنگ و جدل میں مارا
عشق کے ہاتھ سے نے قیسن بچانے ذہاد
اس کو گردشت میں تو اس کو جبل میں مارا
دل کو اس کا کل پیچاں سے نہ بل کرنا تھا
یہ سیہ بخت گیا اپنے ہی بل میں مارا
کھینچ کر عشق جفاپیشہ نے شمشیر جفا
پہلے اک ہاتھ مجھی پر تھا ازل میں مارا
چرخِ بد میں کی کبھی آنکھ نہ پھوٹی سو بار
تیر نالے نے مرے چشم زحل میں مارا
ہم نے جانا تھا جبھی عشق نے مارا اسکو
تیشہ فرہاد نے جس وقت جبل میں مارا
اس لب و چشم پہ زندگی و موت اپنی
کہ کبھی دم میں جلا یا کبھی پل میں مارا
کون سنتا ہے تری زلف میں دل کی فریاد

کہ مسلماں کو ہے کافر کے عمل میں مارا

عرس کی شب بھی مری گور پہ پھول نہ لائے

پتھر اک گنبد تربت کے کنول میں مارا

نہ ہوا پر نہ ہوا میر کا انداز نصیب

ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۴۸

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا
جو خود ہی مر رہا ہو اسکو گر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مار افسس اتارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہ ہاؤ شیر نر مارا تو کیا مارا
نہ مار آپ ک وجو خاک ہوا اکسیر بن جاتا
اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا
خطا تو دلکی تھی قابل بہت سی مار کھانے کے
تری زلفو ں نے مشکیں باندھکر مارا تو کیا مارا
نہیں وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا
تفنگ و تیر تو ظاہر نہ تھا کچھ پاس قاتل کے
اِلٰہی پھر جو دل پر تاک کر مار تو کیا مارا
ہنسی کی ساتھ یاں رونا ہے مثل قلقل مینا
کسی نے قہقہہ اے بے خبر مار اتو کیا مارا
مرے آنسو ہمیشہ ہیں برنگ لعل غرق خوں
جو غوطہ آب میں تو نے گہر مارا تو کیا مارا
جگر زخمی ہے اور دل لوٹتا ہے تم نے کیا جانے
ادھر مار اتو کیا مار اُدھر مار اتو کیا مارا
دل سنگین خسرو پر بھی ضرب اے کوہکن پہنچے

اگر تیشہ کہسار پر مارا تو کیا مارا
گیا شیطان مارا ایک سجدہ کی نہ کرنے میں
فلک پر ذوق تیرہ آہ گر مار تو کیا مار ا

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۴۹

میں کہاں سگ دریا سے ٹل جاؤں گا
کیا وہ پتھر ہے پھسلنا کہ پھسل جاؤنگا
نالہ کہتا ہے کہ تاچرخ زحل جاؤنگا
بلکہ میں توڑ کے اس کو بھی نکل جاؤنگا
آج اگر راہ پاؤں گا تو کل جاؤنگا
کوچہ یار میں پر سر ہی کے بل جاؤنگا
دل سے کہتا ہوں کہ تو ساتھ نہ لیجا مجھ کو
جاکے میں واں تیرے قابو سے نکل جاؤنگا
مدرسہ میں بھی اگر جاؤنگا تو جائے کتاب
شیشہ بادہ لئے زیر بغل جاؤنگا
دیکھ کر کوئے صنم کہتا ہے یہ پاس ادب
ہوں جو خورشید تو یاں سر ہی کے بلجاؤنگا
دل کہ کہتا ہے مجھے روز ن سینہ سے نکال
ورنہ خوں ہوکے میں آنکھوں سے نکل جاؤنگا
سر دمہروں سے فلک ڈال نہ پالا کہ بن آگ
نخل سر مازدہ کی طرح سے جل جاؤنگا
عقل سے کہہ دو کہ لائے نہ یہاں اپنی کتاب
میں ہوں دیوانہ ابھی گھر سے نکل جاؤنگا
اے صنم در پہ نہیں دیر میں جا بیٹھوں گا

کچھ میں بچہ تو نہیں ہوں کہ مچل جاؤنگا
قیس و فرہاد کو بتلا ؤنگا کچھ عشق کی راہ
اب کے میں گر طرف دشت و جبل جاؤنگا
گر پڑا آگ میں پروانہ دم گرمی شوق
کمجھا اتنا بھی نہ کمبخت کہ جل جاؤنگا
کہتا پیر اہن گل ہے یہ نزاکت سے نسیم
ہاتھ مجھ پر نہ لگانا کہ نکل جاؤنگا
میں وہ مشتاق شہادت ہوں کہ سر دینے کو
پائے کو باں تہ شمشیر اجل جاؤنگا
جنبش برگ صفت باغ جہاں میں اے ذوق
کچھ نہ ہاتھ آئیگا تو ہاتھ تو مل جاؤنگا

۵۰

نالہ ا شور سے کیوں میرا دہائی دیتا
اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا
دیکھ چھوٹوں کو ہے اللہ بڑائی دیتا
آسماں آنکھ کے تل میں ہے دکھائی دیتا
دے دعاو ادئے پر خار جنوں کو ہر گام
داد یہ تیری ہے اے آبلہ پائی دیتا
لاکھ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر
ایک تیرا نہ مجھے دردِ جدائی دیتا
پنجہ مہر کو بھی خون شفق میں ہر صبح
غوطے کیا کیا ہے ترا دست حنائی دیتا
روش اشک گرا دینگے نظر سے اک دن
ہے ان آنکھوں سے یہی مجھ کو دکھائی دیتا
میں ہوں وہ صید کہ پھر دام میں پھنستا جاکر
گر تفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا
کون گھر آئینہ کے آتا اگر وہ دل میں
خاکساری سے نہ جاروب صفائی دیتا
ساغر نے بھی ترے کشتہ انداز کو یار
بوسہ لب نہیں بے چشم نمائی دیتا
منہ سے بس کرتے نہ ہرگز یہ خدا کے بندے

گر انہیں آ کے خدا ساری خدائی دیتا
دیکھ گر دیکھنا ہے ذوق کہ وہ پردہ نشیں
دیدہ روزن دل سے ہے دکھائی دیتا

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۵۱

خطر ہے خوں سے دل پائمال کے کیسا
بچا ہے دیکھنا دامن سنبھال کے کیسا

بغل سے لے گئے دل کو نکال کر وہ صریح
جو مانگا تو کہا آنکھیں نکال کے کیسا

کسی کے زخمہ ہے جو گی جو چشم ہندو زاد
تو اس کو گھیرے ہیں مژگان بال کی کیسا

نمود خال کی دیکھو تو زیر ابروئے یار
ستارہ نکلا ہے نیچے ہلال کے کیسا

ہماری نعش پہ ہنگامہ کیوں ہے اے قاتل
اُٹھا ہے قصہ یہ بعد انفصال کے کیسا

شب فراق میں اس مہ جبیں کے انجم چرخ
مجھے ڈراتے ہیں آنکھیں نکال کے کیسا

۵۲

مرے سینہ سے تیرا تیر جب اے جنگجو نکلا
دہان زخم سے خوں ہو کے حرف آرزو نکلا
مرا گھر تیر امنزل گا ہ ہو ا ایسے کہاں طالع
خدا جانے کدھر کا چاند آج اے ماہ رو نکلا
پھرا گر آسماں تو شوق میں تیرے ہے سرگرداں
اگر خورشید نکلا تیر اگرم جستجو نکلا
مئے عشرت کا تھا خمخانہ افلاک پر دھوکا
کہ تھا لبر پر غم اس غمکدہ سے جو شبو نکلا
ترے آتے ہی آتے کام آخر ہو گیا میرا
رہ حسر کہ دم میرا نہ تیرے روبرو نکلا
کہیں تجھ کو نہ پایا گر چہ ہم نے اک جہان ڈھونڈا
پھر آخر دل میں دیکھا بغل ہی میں سے تو نکلا
خجل اپنے گناہوں سے ہوں میں یہاں تک کہ جب رویا
تو جو آنسو مری آنکھوں سے نکلا سرفرو نکلا
گھسے سب ناخن تد بیر اور ٹوٹا سرِ سوزن
مگر تھا دل میں جو کانٹا نہ وہ ہر گز کبھو نکلا
اُسے عیار پایا یار سمجھے ذوق ہم جس کو
جسے یاں دوست اپنا ہم نے جانا وہ عد ونکلا

۵۳

جب نیم جاں ہوں کہ چہ قاتل میں لوٹتا
قاتل ہے لوٹنے پہ مرے دل میں لوٹتا

لیلیٰ کے شوق وصل میں مجنوں کو دیکھنا
کیا کیا ہے راہِ ناقہ محمل میں لوٹتا

غیروں سے دیکھ دیکھ تیری گرمجوشیاں
میں آگ پر ہوں رشک سے محفل میں لوٹتا

دی لب نے تیرے خنچہ کو اکسیر مسکرات
گل ہو کے ہے جو پائے عنادل میں لوٹتا

کعبہ کا رخ ہے اور ترے در دفراق سے
میں اے صنم ہوں پہلی منزل میں لوٹتا

دل کاسا ہوتا گر دُرِغلطاں کو اضطراب
پھر تا تمام دامن ساحل میں لوٹتا

سودائیوں کے دل پہ تری یاد زلف میں
اک سانپ سا ہے قید سلاسل میں لوٹتا

کس کس مزے سے لوٹتے ہیں میکدہ میں مست
ہے ایک کے جو ایک مقبل میں لوٹتا

بے آب تیغ ماہی بے آب کی طرح
اے ذوق دل ہے سینہ بسمل میں لوٹتا

۵۴

نالہ جب دل سے چلا سینہ میں پھوڑا اٹکا
چلتی گاڑی میں دیا عشق نے ڑوڑا اٹکا

جل آ وعدہ دیدار پہ اے وعدہ خلاف
کبتک اٹکا ہر ہے دم آنکھوں میں تھوڑا اٹکا

تو سن عمر رواں ہر نفس اڑتا ہی رہا
کبھی میدان فنا میں نہ یہ گھوڑا اٹکا

بھاگا مجنوں مری وحشت سے بگولے کی طرح
سامنے میرے ذرا بھی نہ بھگوڑا اٹکا

لے گئے مر کے بھی اے ذوق رکاوٹ دل میں
ہاتھ تلوار کا جو یار نے چھوڑا اٹکا

۵۵

نیچہ جب مول وہ بانکا جواں لینے لگا
موت کے جی مزے یہ نیم جاں لینے لگا

تیر چٹکی میں لیا اسنے پئے جان عدو
رشک میرے دلمیں کیاکیا چٹکیاں لینے لگا

نام میرا سن کے مجنوں کو جنبھائی آگئی
بید مجنوں دیکھ کر انگڑائیاں لینے لگا

مجھ کو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جوں روز خشر
مجھ سے کہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا

ہے جو غنچوں کا چٹکنا انگلیوں کی سی چٹک
یہ بلائیں کس کی باغ اے باغباں لینے لگا

جس نے کی اس میکدہ میں بعیت دست سبو
وہ قدم تیرے بس اے پیر مغاں لینے لگا

لے کے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے بہار
اپنے بوسے آپ وہ غنچہ وہاں لینے لگا

آکے دل پر جب کبھی کرنے لگے تیغ نگاہ
چشم کی گردش سے دوہ کازِفساں لینے لگا

ذوق حسن و عشق روشن ہو گیا سب بزم پر
شمع کی گلگیر جو منہ میں زاں لینے لگا

موت اسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گوڑ

یوں ترا بیمار غم جو ہچکیاں لینے لگا

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۵۶

نالہ ہے اُن سے بیاں درد جدائی کرتا
کام قاصد کا ہے یہ تیر ہوائی کرتا

پنجہ شانہ کو دیت اہے فلک کب ناخن
جانتا ہے کہ یہ ہے عقدہ کشائی کرتا

دیکھتا اس بت مغرور کا گرجاہ و جلا ل
کبھی فرعون نہ دعوائے خدائی کرتا

خاک آئینہ سے ہے نام سکندر روشن
روشنی دیکھتا گردل کی صفائی کرتا

نہیں گوش شنو ا باغ جہاں میں غافل
ورنہ ہر بر ہے یاں نغمہ سرائی کرتا

بند آنکھیں کئے جاتا ہے کدھر تو کہ تجھے
ہے را نقش قدم چشم نمائی کرتا

سوز دل کون بجھائے کہ نہیں چشم میں اشک
پر ہے کچھ خون جگر کا روائی کرتا

ذوق اس پائے نگاریں کا جو ہے وصف نگا ر
اشک خونی سے ہے کاغذ کو حنائی کرتا

۵۷

شکر پردہ ہی میں اس بُت کو حیا نے رکھا
ورنہ ایمان گیا ہی تھا خدا نے رکھا

تھا نہ پامال رہ عشق کی تربت کا نشاں
بارے تعویز تو نقشِ کفِ پا نے رکھا

تلخکامی کر رہا بعد بھی یہ اثر
استخواں کو مرے منہ پر نہ ہما نے رکھا

www.Nayaab.Net

۵۷

آشیاں باغ میں ڈھونڈا جو قفس سے جا کر
ایک تنکا بھی نہ تھا باد صبا نے رکھا

دل جو دیوانہ نہ تھا میرا تو پھر کیوں اس کو
پا بزنجیر تری زلف دوتا نے رکھا

آنکھیں دیدار طلب گور سے آئی ہیں
دستہ نرگس کا نہیں میرے سر ہانے رکھا

پئے ناواقف رہ پہلے ہے رہبر موجود
گور سے آگے قدم دیکھ عصا نے رکھا

ناتواں ہیں نہ تن زار مرا دیکھ سکا
خوب دھوکے میں اُسے تار قبا نے رکھا

نہ رکھی خوبی و زشتی سے غرض آئینہ وار
گھر میں مہمان جسے اہل صفا نے رکھا

کیا تماشا ہے کہ دیوانہ بنا کر اپنا
نام مجنوں مرا اس ہوش ربا نے رکھا

شربت مرگ سے محروم نہ رہتا کبھی
خضر لیک ناکام اُسے آب بقا نے رکھا

بے نشاں پہلے فنا سے ہو جو ہو تجھ کو بقا
ورنہ ہے کس کا نشاں ذوق فنا نے رکھا

۵۸

ہر اک سے ہے قول آشنائی کا جھوٹا
وہ کافر ہے ساری خدائی کا جھوٹا

نہ کیوں تیرے دانتوں سے جھوٹا ہو موتی
کہ دعویٰ کیا تھا صفائی کا جھوٹا

ہوا بخت دامن سے جب اُن کے سچا
ہوا ہاتھ اپنی رسائی کا جھوٹا

بناتا ہے آئین الفت میں تجھ کو
یہ شیوہ تری بیوفائی کا جھوٹا

ترا قول ہاتھوں میں چمکا رہا ہے
نگیں خاتم دلربا کا جھوٹا

اُڑا کر کیا رنگ الفت کا رُخ نے
یہ ساغر مئے کہربائی کا جھوٹا

مزے لیکے پیوے اگر موت پاوے
یہ پانی مریض جدائی کا جھوٹا

مجھے نعمت خلد ہووے جو پاؤں
ترے در پہ ٹکڑا گدائی کا جھوٹا

گئے طاق ابرو میں تھے حضرتِ دل
نہیں ہے ولے آشنائی کا جھوٹا

نہ ہوا آب شہادت سے گلوتر نہ ہوا

مستعد جب وہ ہوا ہائے تو خنجر نہ ہوا
جل کے میں خاک ہوا تو بھی رہا دل مضطر
یہ وہ سیماں ہے کشتہ نہ ہوا پر نہ ہوا
بے چراغ اسکو نہ رکھ داغِ الم سے اے عشق
خانہ دل کوئی ویرانہ ہوا گھ رنہ ہو ا
کب صبا آئی ترے کوچہ سے اے یار کہ میں
جوں حباب لب جو مامہ سے باہر نہ ہوا
خون رگہائے گلولاشہ بے سرحد
آکے کب جوش پہ فوارہ سے ہمسر نہ ہوا
عشق یہ معجز ہ کیسا ہے کہ اس کشتہ کے
موئے سر حلق سے پیدا ہوئے اور سر نہ ہوا
ذوق بیمار محبت ہے خدا خیر کرے
کہ یہ آزار ہوا جس کو وہ جاں بر نہ ہو ا

۶۰

طلسم طرفہ تر آنسو نے میرے مرد ماں باندھا
کہ ہے اک اک گرہ میں حاصل بحر و کان باندھا

ترے جُوڑے کے کُھلنے نے مرا دل دلستاں باندھا
عجب تقدیر نے عقدہ وہاں کھولا یہاں باندھا

یہ بہتاں کس نے افشائے محبت کا یہاں باندھا
جو بعد از مرگ تو نے منہ کو میرے بدگماں باندھا

ہوئی تشہیر نعش اس ناتواں کی جب تو پاؤں میں
کوئی تار نگاہ مور جائے ریسماں باندھا

کیا مجنوں مجھے آشفتگی زلف نے کس کی
کہ میرے سر پہ مرغ شانہ سر نے آشیاں باندھا

ترا ہنسنا جو یاد آیا برنگ قہقہہ مینا
تو میں نے تار اک رونے کا لے لے ہچکیاں باندھا

تڑپ کر دامن زیں کو نہ آلودہ کرے خوں سے
بھلا فتراک سے کیوں تو نے صیدِ نیمجاں باندھا

نہ جھاڑا غیر کو تو نے کہ ہو کر جھاڑ لپٹا تھا
مجھی پر گالیوں کا جھاڑ تو نے بد زباں باندھا

وہ ہوں ناکام سمجھانا مرادی جو مراد اپنی
مرے مرقد پہ چلّہ دشمنوں نے دوستاں باندھا

اُڑادیں گے دھوئیں اک آن میں اس چرخ گرداں کے
اگر چکر دھوئیں نے دل کے زیر آسمان باندھا

فلک و راستہ پھرنے دے ہے کوئی پرخروشوں کو
گیا ہی آخرش زنجیر سے پیل دماں باندھا

بلا ہوں مضطرب میں بھی کہ مجھ سے برق نے دب کر
حصار اک گود اپنے شعلہ جوالہ ساں باندھا

مرا دل آگے ہی سینہ میں اک پھوڑا سا پکتا ہے
خیال خط سبز یار نے کیوں برگ پاں باندھا

دل مجروح پر میرے نہ سمجھو داغ حسرت کا
پر طاؤس اس زخمی نے ہے اے دوستاں باندھا

کہاں دل بھاگ کر جاوے کہ تیرے نخل قامت سے
عجب اک گرد نامہ خط نے اے سرو رواں باندھا

تپ سوزِ محبت کے لئے چارہ نہیں قمری
یہ گنڈہ نیلگوں گردن پہ کویں اے تفتہ جاں باندھا

سمجھ کر موجِ دریائے فنا کو خنجر بُراں
کفن مثلِ حباب اے ذوق ہم نے سر سے یاں باندھا

۶۱

نشہ دولت کا بداطوار آن چڑھا
سر پہ شیطان کے یں اور بھی شیطاں چڑھا
عشق کے ڈھب پہ نہ کوئی بحر انسان چڑھا
اسکے قابو پہ چڑھا تو یہ نادان چڑھا
توسن وحشت اگر اپنی زمیں چڑھ جائے
ابھی فلاک کو دیں خاک بیابان چڑھا
دل نے کب دیکھا نہ نوکر جو برو کانز
لے کے شمشیر ہے سینہ پہ مرے آن چڑھا
دیکھنا ملت و دیں دونو ہیں برباد کہ آج
باد کے گھوڑے پہ وہ دشمن ایمان چڑھا
مصحف رُخ پہ ترے رنگ سنہر ا تیرا
واہ کیا خوب ہے سونا سر قرآن چڑھا
آنکھ تولڑ گئی پر کوئی بھی اس دل کے سوا
فوج مژگان کے نہ منہ پر سر میدان چڑھا
بوا لہوش جاتے ہین گر دام میں آہو کی طرح
چلّہ ابرو کی کماں پر ترے قربان چڑھا
نگہ یار کو دے سونپ متاع دل و جاں
دھیان پر میرا نہ مطلب کسی عنوان چڑھا
سنگ سرمہ میں سیہ تاب تھی وہ رتیغ نگاہ

گردشِ چشم نے پر دی ہے غضب سان چڑھا
کشتہ دست حنا بستہ ہون ان ہاتھوں سے
کبھی دو پھول تو لا ک تو مری جان چڑھا
اشک آئے نہیں مژگاں پہ کہ یاروں نے ابھی
پانی سو نیزہ دیا باندھ کے طوفان چڑھا
حضرتِ عشق کی درگاہیں آکر اے ذوق
دل و دیں دیتے ہیں سب گبرو مسلمان چڑھا

www.Iqbalkalmati.Net All rights reserved. ©2002-2006

ردیف ب

۱

دل عبادے سے چرانا اور جنت کی طلب
کام چور اس کام پر کس منہ سے اُجرت کی طلب

حشر تک دلمیں رہے اس سرو قامت کی طلب
یہ طلب ہے اپنی یارب کس قیامت کی طلب

دل سلگ جائے نہ جبتک اور بھڑک جائے نہ جاں
کم نہ قلیاں کش سوز محبت کی طلب

واسطے نظارہ قاتل کے فرصت چاہیے
اور یہاں فرصت کہاں جو کیجئے فرصت کی طلب

ہو مبارک خضر کو سر چشمہ آب بقا
ہے ہمیں آب دم تیغ شہادت کی طلب

دور رہ اور دیر مت رہ سامنے مثل ہلال
شہر میں تجھ کو اگر ہے اپنی شہرت کی طلب

بڑھ گئی ہے عشق میں حرص اس قدر اپنی کہ ہے
غم پہ غم کی آرزو حسرت پہ حسرت کی طلب

جو حلاوت زندگی کی چاہتا ہے چرخ سے
کاسہ زہراب سے کرتا ہے شربت کی طلب

ہو کے دل غمزہ کا بسمل ناز پر دیتا ہے دم
کرتا ہے آفت طلب آفت پہ آفت کی طلب

یاد ہیں صلب شکم کی پہلی دونو منزلیں
یاں کہاں وسعت کہ تو کرتا ہے راحت کی طلب
گر گلستانِ جہاں میں تنگ ہے تو غنچہ وار
کر کشادِ دل سے اپنے ذوق کی طلب

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۲

پی بی جا ذوق نہ کر پیش و پس جام شراب
لب پہ توبہ ترے دل میں ہوس جام شراب
لب تک اس کے جو ہوئی دوست رسِ جام شراب
بن گیا خال لب اس کا مگس جام شراب
جھپکا مستی میں وہ صاحب ہوس جام شراب
عکس خال اپنا جو سمجھا مگس جام شراب
دل جو ہے جام شراب ہوس جام شراب
اس میں ہے خال سوید امگس جام شراب
ساغر دل کو جو ہو دسترس جام شراب
دستِ ساقی میں ہو وقت ہوس جام شراب
بازگشت اپنی ہے یوں جانب قسام ازل
جیسے ساقی کی طرف باز پس جام شراب
دستِ بد مست سے کی ٹوٹ کے فریاد بہت
نہ ہو ا ہوئی بھی فریاد رس جام شراب
جوش مستی ہے عجب قافلہ جس میں کہ نہیں
بے شکست ایک صدائے جرس جام شراب
محتسب شعدا آواز سے جل جائے گا
ٹوٹا گراک دل آتش نفس جام شراب
رات میخانہ میں ساقی جو نشے میں بہکا

خس شیشہ کو لگا کہنے خسِ جام شراب
مرغ دل نرگس میگوں کی ہے مژگاں میں اسیر
تازہ مضمون ہے جو باندھوں قفس جام شراب
دل شکستہ ہون وہ میں ٹوٹ کے ہو سو ٹکڑے
نام لکھ دے جو کوئی میرا پس جام شراب
ساقی اس دور میں کب آنکھ چرا سکتا ہے
رات بھر گشت کرے ہے عسس جام شراب
نوشدار و سے بھی بہتر ہے دم رنج خمار
سا قیا شربتِ فریاد رس جام شراب
ابلق چشم سیہ مست کو تیرے دیکھا
ورنہ ابتک نہ سُنا تھا فرس جام شراب
سمجھے میخانہ کی عظمت تو نہ بیٹھے ہر گز
سر جمشید پہ اُڑ کر مگس جام شراب
نخل مینا سے خدا جانے کہ ساقی کس کو
پہلے پہلے ثمر پیش رس جام شراب
بادۂ صاف میں آیا ہے کہاں سے تنکا
عکس مژگاں ترا میکش ہے خسِ جام شراب
مجھ کو اس بوسۂ دنداں نے پس از بوسہ لب
دیئے نقلِ نمکین چند پس جام شراب
ذوق جلدی مئے گلرنگ سے بھر ساغر مُل
لب نازک کو ہے اس کے ہوس جام شراب

۳

ہو ہجر مدتوں جو ہو وصل ایک دم نصیب
کم ہو گا کوئی ہم سا بھی الفت میں کم نصیب

ہوں میری خاک کو جو تمہارے قدم نصیب
کھایا کریں نصیب کی میرے قسم نصیب

ماہی ہو یا کہ ماہ وہ دے ایک یا ہزار
بے داغ ہو نہ دست فلک سے دم نصیب

غافل جو دم کی آمد و شد سے نہ ہووے تو
جس کو کہ غم پہ غم ہے الم پر الم نصیب

سو بار جوں قلم وہ زباں شمع کی قلم
اک حرف ہو نہ مثل زبان قلم نصیب

مجنوں سیاہ خیمہ لیلےٰ کے گرد پھر
اے خوش نصیب تجھ کو یہ طوف حرم نصیب

دے جس کو اپنے ہاتھ سے تو ایک جامِ مئے
ساقی دیے خدا نے ہوا اُسے مثل جم نصیب

ایماں ہے تیرا شوق تھا جس کو یہ نہ ہو
دیدار اُسے خدا کا نہ ہو اے صنم نصیب

جاتے ہیں کوئے یار کو جو اس میں ہو سو ہو
اے ذوق آزماتے ہیں آج اپنے ہم نصیب

ردیف ت

ا

مجنوں نے دی لگا جو سرِ خار زار پشت
پشت اب ہجوم خار سے ہے پشت خار پشت

حوروں کے گر ہو پنجہ مژگاں سے خار پشت
کھجلائے وہ پری نہ کبھی زینہار پشت

ماہی سے تابماہ ہیں دست فلک سے داغ
واں داغدار سینہ ہے یاں داغدار پشت

پیدا فلک سے ایک نہ ہو تجھ سا ماہوش
نہ پشت تک تو کیا کہ نہ تا نہ ہزار پشت

بارِ زمانہ پشت پہ لے کر شتر کی طرح
سیدھی نہ کی فلک نے کبھی ایک بار پشت

ہو جاتی ہے زیادہ گر انباری گناہ
پیری میں ہو خمیدہ نہ کیون زیر بار پشت

سینہ سپر جو منہ پہ ہیں تیغ نگا ہ کے
دکھلاتے وہ کبھی رانیں آئینہ دار پشت

دُر ہے کہی کہ ایسا نہ ہو بعد مرگ بھی
لگنے نہ دے زمیں سے دل بیقرار پشت

رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوق
اولاد سے تو ہے یہ دوپشت چار پشت

۲

معلوم جو ہوتا ہمیں انجام محبت
لیتے نہ کبھی بھول کے ہم نام محبت

ہیں داغ محبت درم و دام محبت
مژدہ تجھے اے خواہش انعام محبت

ہر روز اُڑا دیتا ہ وہ کر کے تصدق
دو چار اسیر قفس و دام محبت

مانند کباب آگ پہ کرتے ہیں ہمیشہ
دلسوز ترے بستر آرام محبت

کسہ میں فلک کے رہے اک بوند نہ زہر آب
دھر کھینچے اگر تشنہ لب جام محبت

خاکستر پر وانہ دکھادوں میں اُڑا کر
پوچھے کوئی مجھ سے اگر انجام محبت

شوق حرم کو شہ قاتل میں کفن کو
ہم جانتے ہیں جامہ احرام محبت

کی جس سے وہ و رسم محبت اُسے مارا
پیغام قضا ہے ترا پیغام محبت

نے زہد سے ہے کام نہ زاہد سے کہ ہم ت تو
ہیں بادہ کشِ عشق و مے آشام محبت

ایمان کو گرو رکھ کے اگر کفر کو لے مول

کافر نہ لوہ گر دیدہ اسلام محبت
کہتی تھی وفا نوحہ کناں نعش پہ میری
سونپا کے تو نے مجھے ناکام محبت
معراج سمجھ ذوق تو قاتل کی سناں کو
چڑھ سر کی بل اس زینہ سے تابام محبت

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

ردیف ج

۱

ہے وہ آزار محبت سے دل زار کو رنج
جس سے خود رنج کو آزار ہے آزار کو رنج

دیدہ آبلہ پا کا یہی ہے رونا
کہ نہ پہنچا ہو کہیں مجھ سے کسی خار کو رنج

جا بجا کوہ کے چشموں سے رواں ہیں آنسو
ہے جو نامئی فرہاد کا کہسار کو رنج

کبھی کرتی ہے قدم رنجہ جو گلشن سے صبا
اور ہوتا ہے سوا مرغ گرفتار کو رنج

شربتِ خضر بھی دے ہے روشن تلخی مرگ
تیری اس زہر بھی آنکھ کی بیمار کو رنج

راحت و رنج زمانہ میں ہیں دونو لیکن
یاں اگر ایک کو راحت ہے تو ہے چار کو رنج

سخت جانی سے ہوں لاچار وگرنہ مجھ سے
نہ تو خنجر کو آزار نہ تلور کو رنج

سُن کے فریاد قفس میں مری خوش ہوں سدرد
یہ پوچھیں کہ ہے کیا مرغ گرفتار کو رنج

ہوش کو بیچ کے لے داروئے بیہوشی تو
ذوق بیہوش کو آرام ہے ہشیار کو رنج

ردیف چ

۱

اُس پری کو تو نہ لے حیف اے دل بیتاب کھینچ
اور لیوے آدمی کو چاہ میں سیماب کھینچ

یوں گلوئے تشنہ میں وہ آب خنجر ہو فرو
جیسے تفسیدہ زمیں لے ایک دم میں آب کھینچ

وہ مثل ہے ناویہ کس نے ڈبوئی ؟ خضر نے
لے گیا خطِ ذقن دل کو سوئے گرداب کھینچ

عاشقِ رسوا کے خط میں کیا تکلیف چاہیئے
چار حرف اک پرچہ پر دو یُونہیں بے القاب کھینچ

ردیف ح

۱

فرقت کی رات جی چکے ہم تا زمانِ صبح
ہوگی اذانِ گور ہماری اذان صبح

پُر نور ہے ترا رُخ سیمیں بسانِ صبح
آنکھیں ہیں تیری مست صبوحی کشانِ صبح

تار شعاع مہر بھی رنگ شفق میں روز
ماتم میں ہیں مرے مژۂ خوں چکانِ صبح

اب میکدہ میں شام کو ناقوس پھونکئے
مسجد میں مدتوں رہے تسبیح خوان صبح

پیسے یہ دانت رات نے مجھ پر گھس گئے
انجم کے نتنے دانت تھے زیب دہان صبح

ریشِ سفید شیخ میں ہے ظلمتِ قریب
اس مکر چاندنی پہ نہ کرنا گمان صبح

گم کردہ رہ ازل سے بھٹکتے ہیں رات دن
یہ میرے نالہ شب و آہ و فغان صبح

یوں پہنچے اس زلفمیں عارض سے جان و دل
منزل پہ پہنچیں راتکو جوں رہر وانِ صبح

اے ذوق کچھ نہ پایا شب وصل کا مزہ
یا آج صبح ہم نہیں یا طائرانِ صبح

۲

ٹھہری ہے اُن کے آنے کی اب کل پہ جا صلاح
اے جان برلب آمدہ تیری ہے کیا صلاح

منظور چشم یار ہے سب عین مصلحت
پوچھے بلا کشوں کی کسی سے بلا صلاح

سیدھے ہی جائیں گے کعبہ کو بیت الصنم سے ہم
گر پھیر دے نہ وہ صنم کج ادا صلاح

اس چشم مست کے ہیں خراباتیوں میں ہم
تقویٰ کجاؤ زہد کجاؤ کجا صلاح

کیا جان میری جان کے درپے ہو سکے
غمزہ سے تیرے پوچھے نہ جبتک قضا صلاح

اس بد معاملہ سے بھلا کیا معاملہ
کس بد صلاح نے تجھے دی یہ دلا صلاح

رہتا ہے اپنا عشق میں یوں دل سے مشورہ
جس طرح آشنا سے کرے آشنا صلاح

زاہد یہ کیا کہا کہ نہ مل ان بتوں سے تو
دیتا ہے ایسی کوئی بھی مردِ خدا صلاح

کرتی خراب سی کو ہے تیری نگاہِ مست
جس کو کہ دیکھتی ہے نکوکا روبا صلاح

یا رب ہو دل کی خیر کہ کچھ کر رہے ہیں آج

چشم و نگاہ مشورہ ۔ نازو ادا صلاح
قلابے آسمان و زمیں کے ملا نہ تو
اس مہر وش سے ملنے کی ناصح بتا صلاح
یہ ہی مرا رفیق ہے ۔ یہ ہی مرا شفیق
لوں کس سے واں کے جانے کی دل کی سوا صلاح
اے ذوق جانہ ہوش و خرد کی صلاح پر
جو عشق دے صلاح ۔ وہی ہے بجا صلاح

www.Iqbalcyberlibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

ردیف د

ا

کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد
سینہ میں ہو گی سانس اڑی د و گھڑی دو گھڑی کے بعد

کیا رو کا ہم نے گر یہ کو اپنے کہ لگ گئی
پھر وہ ہی آنسوؤں کی جھڑی دو گھڑی کے بعد

گردم کے دم ہم سے ملائم ہوئے تو کیا
کہہ بیٹھیں گے پھر ایک گھڑی دو گھڑی کے بعد

اس لعل لب کے ہم نے لئے بوسے اس قدر
سب اُڑ گئی مسی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد

اللہ رے ضعف سینہ سے ہر آہ بے اثر
لب تک جو پہنچی بھی تو چھڑی دو گھڑی کے بعد

کل ہم نے اس سے ترک ملاقات کی تو کیا
پھر اس بغیر کل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد

کہتا رہا کچھ اس سے عدو دو گھڑی کے بعد تلک
غماز نے پھر اور جڑی دو گھڑی کے بعد

تھے دو گھڑی سے شیخ جی ۔ شیخی بگھارتے
ساری وہ شیخی اُن کی جھڑی دو گھڑی کے بعد

پروانہ گرد شمع کے سب دو گھڑی رہا
پھر دیکھی اس کی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد

تو دو گھڑی کا وعدہ نہ کر ۔ دیکھ جلد آ
آنے میں ہو گی دیر بڑی دو گھڑی کے بعد

گو دہ گھڑی تک اس نے نہ دیکھ ادھر تو کیا
آخر ہمیں سے آنکھ لڑی دو گھڑی کے بعد

کیا جنے دو گھڑی وہ رہے ذوق کس طرح
پھر تو نہ ٹھہرے پاؤ گھڑی دو گھڑی کے بعد

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

ردیف ذ

ا

مژدہ قتل سے اس عہد شکن کا کاغذ
ہے مری روح کو آزادی تن کا کاغذ
گور میں پیش ہو جب دفتر تن کا کاغذ
ہو سیاہہ کو سفیدی کفن کا کاغذ
بن گیا عکس سے اس شوخ گلستاں رو کے
صفحہ آئینہ تصویر چمن کا کاغذ
کیا کرے خانہ گھیتی کا کوئی دعوئے ملک
نام پر کس کے ہے اس قصر کہن کا کاغذ
لکھیں اس چشم کے وحشی کے لئے گر تعویذ
اہل تکسیر کریں پوست ہرن کا کاغذ
رقعہ شادی شہادت کا ہوخوں سے رنگیں
ایسی شادی کو ہوا ایسی ہی پھبن کا کاغذ
سینہ صافوں کو زمانہ کے ہی ہاتھوں سے شکست
ہے صفائی سے سزا اورشکن کا کاغذ
ورق چرخ ہو گو نسخہ آشوب ۔ نہ ہو
سرمئہ چشم مہِ سیم بدن کا کاغذ
یوں قفس ہیں کوئی ہم تک ہے پہنچتا گلبرگ
جیسے غربت میں شفیقان وطن کا کاغذ

ظاہر آرانہ کتابوں سے ہو ۔ ڈر دوزخ سے
کر نہ آتش میں لباس اپنے بدن کا کاغذ

جعلسازی پہ زمانہ کی گواہی دے ہے
مہری و سادہ مہِ چرخِ کہن کا کاغذ

مہر وہ کرتا ہے نامہ پہ مجھے آئے ہے رشک
ہائے یوں چُو سے لعاب اسکے دہن کا کاغذ

ذوق دلسوختہ دیواں لکھے اپنا کیا خاک
متمل نہیں گرمئ سخن کا کاغذ

www.Nayaab.Net

۲

حول دل کا مجھے کیا دیتے ہو لاکر تعویذ
اس کا خط لاؤ کہ رکھوں میں بنا کر تعویذ

جو تری چشم کی دیوانوں کا کرتے ہیں علاج
لکھتے ہیں پوست کے آہو کا بنا کر تعویذ

تم نے تعویذ نشانی جو یاد تھا اپنی
لے گیا کوئی موکل وہ اُڑا کر تعویذ

اب تلک جوش میں ہے خونِ شہید غم عشق
دیکھ لو تم سرِ مرقد سے اُٹھا کر تویذ

جلوائی نہ پڑی یار میں اور غیروں میں
سینکڑوں خاک کے ہم نے جلا کر تعویذ

ردیف ر

۱

نگہ نہیں حرف دل نشیں تھا دہن کی تنگی ہو کر
نکل کے رستہ سے چشم فتاں کے دل میں بیٹھا خدنگ ہو کر

پھر آیا لو وہ نگارِ خونی ادھر کو سر گرم جنگ ہو کر
کہ جس کے ہاتھوں سے اُڑ گئے سر ہزاروں میدھی کا رنگ

وہ چشم مخمور اک نظر سے چبھا ئے لاکھوں جو نیشتر سے
تو ہو رواں ہر رگ جگر سے لہو ۔ مئے لالہ رنگ ہو کر

جو رنگ اُلفت سے آشنا ہیں وہ گر بُرے بھ ہیں خوشنما ہیں
کہ رنگ ہی سے گراں بہا ہیں عقیق و یا قوت سنگ ہو کر

جو سمجھیں حسن بتاں کو ایماں انہیں کفر و دیں ہے یکساں
پہنچے کعبہ ہیں وہ مسلماں ہمیشہ چین و فرنگ ہو کر

صفائے دل کی یہی ہے صورت کہ دلمیں آنے نہ دے کدورت
کہ بیٹھ جائیں گے بالضرورۃ ۔ اس آئینہ میں یہ زنگ ہو کر

غزالِ دیدہ بن گیا جو خواب آنکھوں میں تو بجا ہے
کہ پھاڑکھانے کو دوڑتا ہے ۔ پلنگ تجھ بن۔ پلنگ ہو کر

ہوئے جو یکرنگ ۔ انکو زیبا نہیں جہاں میں رعنا میں رعونت اصلا
کہ پا یا گل نے ہے نام رعنا تو اس چمن میں دورنگ ہو کر

حلاوتِ شرم و پاسداری جہاں ہے ذوق رنج و خواری
مزے سے گزاری اگر گزاری کسی نے بے نام ونگ ہو کر

۲

جاں ہوا یوں ہوئی اس خال کا بوسہ لیکر
جیسے اُڑ جائے دہن میں کوئی گنکا لیکر

تیر ا بیمار نہ سنبھالا لے کر
چپکے ہی بیٹھ رہے دم کو مسیحا لیکر

شرطِ ہمت نہیں مجرم ہو گرفتارِعذاب
تو نے کیا چھوڑا اگر چھوڑ یگا بدلا لیکر

ذبح کرنے کو مرے پوچھتے کیا ہو تکبیر
تم چُھری پھیر بھی دو نام خدا کا لیکر

کھینچتی روزِ قیامت سے بھی ہے آپ کو دُور
تیری زلفوں کی بلائیں شبِ یلد ا لیکر

مجھ سا مشتاق جمال ایک نہ پاؤ گے کہیں
گرچہ ڈھونڈو گے چرغ رُخِ زیبا لیکر

جبکہ دیکھا نہ لا مجھ میں کہیں میر اپتا
پھر گیا نامہ بر یا رخط اُلٹا لیکر

رہ گیا اپنا سامنہ لے کے وہ آئینہ رُو
تیری تصویر کو یوسف نے جو دیکھا لیکر

تیر پُرزے نہ کئے خطِ کیطرح اے قاصد
شکر کر چھوڑ دیا اس نے نوشہ لیکر

میرے قدموں ہی سے رہ جائنگے ۔ جائیں گے کہاں
دشت میں میرے قدم ۔ آبلہ پا لیکر

واں سے یاں آئے تھے اے ذوق تو کیا لائے تھے
یاں سے تو جائیں گے ہم ۔ لاکھ تمنا لیکر

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۳

بادام دو جو بھیجے ہیں بٹوے میں ڈال کر
ایما ہے کہ کہ بھیج دے آنکھیں نکال کر

دل سینہ میں کہاں ہے؟ نہ تو دیکھ بھال کر
اے آہ۔ کہہ دے تیر کا نامہ نکال کر

ہوں سرد ہو چکا ۔ نہ دوبارہ حلا ل کر
میں! اور دم چراؤنگا ۔ یہ تو خیال کر

عاشق کے خوں سے اپنا پر تیر لال کر
دکھلادے شاخ خشک میں کوپل نکال کر

تیرے مریض نے کئی نقل مکاں کئے
آخر کو روح تن سے گئی انتقال کر

شہرگ پر اپنی زندگی و موت میں ہے لاگ
آتیغ یار ! قصہ یہ تو انفعال کر

اُتر یگا ایک جام بھی پورا نہ چاک سے
خاک دل شکستہ نہ صرف اے کلاں کر

لیکر بتوں نے جان جب ایماں پہ ڈالا ہاتھ
دل کیا کنارہ ہو گیا سب کو سنبھال کر

گر چاہتا ہے مثل مہِ چار دہ فروغ
آپھر کے شہر شہر میں کسب کمال کر

پوچھو چلے ہیں کونسے کعبہ کو اہل درد

بسمل ذرا تڑپ کے نمک تو حلا کر
دل کو رفیق عشق میں اپنا سمجھ ذوق
ٹل جائے گا یہ اپنی بلا تجھ پہ ٹال کر

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۴

مزا چکھایا ہے کو بکن کو ۔ جو عشق آیا ہے امتحاں پر
کہ لایا تو جوئے شیر لیکن چھٹی کا دور آگیا زباں پر
خدنگ دنبالہ کھایا لیکن نہ لایا غنکوہ کبھی زباں پر
کہ بوسہ اس چشم سرمہ سا کا ہے مہر گویا مری زبان پر
لگا کے باتوں میں اُن کو لائیں جو حرف مطلب کا کچھ زباں پر
تو ایسی کہہ دیں ٹھکانہ جس کا لگے زمیں پر نہ آسماں پر
تپِ محبت میں سخت جانی کا یہ اثر ہے دل طپاں پر
کہ شکل سو ہان پڑ گئے ہیں ہزاروں کانٹے مری زباں پر
اُٹھائے سو زخم ہر نمط میں ۔ یہ خوں کے دعوے کوئی غلط ہیں
کہ مثل قط گیر خط پہ ہیں۔ بنو زباتی ہر استخواں پر
خش یہی خار خار غم کا رہا تو مرقد پہ میرے سبزہ
یقیں ہے مانند برگ خُرما اُگے گا نشتر لئے زباں پر
کہا یہ سو بار دل کو رد کر ۔ حریف مت تُرک چشم کو کر
سو آخرش ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بہا ہے مژگاں کی ہر سناں پر
وہ چشم دابر و تمہارے زیبا کہ قاب قوسین جن سے ادنےٰ
یہ خال پیشانی کیوں تمہارا۔ نہ فرق لیجائے فرقد اں پر
کہے ہے داغِ جنوں کہ چکوں جو تیرے سر پر بہ دشت وہاموں
چراغِ وحشت سرائے مجنوں کروں میں روشن چراغداں پر
بنا بگولے کو برج آسیا۔ قریب ناقہ کے نفیس پہنچا

پر اترے محمل سے کیونکہ لیلےٰ کہ پردہ کھلتا ہے سار باں پر
کہاں رہے تجھ میں جاں ہے باقی کہ ہے دھواں ہو کے لب پہ آتی
جو ذوق آنسو کی بوند ٹپکی ۔ ہمارے داغِ دل طپاں کر

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

۵

بلبل ہوں صحن باغ سے دُور اور شکستہ پر
پر وانہ ہوں چراغ سے دُور اور شکستہ پر

کیا ڈھونڈے دشت گم شد گی میں مجھے کہ
عنقا مرے سراغ سے دُور اور شکستہ پر

اُس مرغ ناتواں پہ ہے حسرت جو رہ گیا
مرغان کوہ و را غ سے دُور او ر شکستہ پر

اساقی بطِ شراب ہے تجھ پر بن پڑی ہوئی
خم سے الگ یاغ سے دُور اور شکستہ پر

خود اُڑ کے پہنچے نامہ ۔ جو ہو مرغ نامہ بر
اس شوخ خوش دماغ سے دُور او ر شکستہ پر

کر تا ہے دل کا قصد کماندار تیرا تیر
پر ہے نشان داغ سے دُور او ر شکستہ پر

اے ذوق میرے طائر دل کو کہاں فراغ
کوسوں ہے وہ فراغ سے دُور او ر شکستہ پر

٦

خوب روئے رات ہم سنسان ہاموں دیکھ کر
یاد آیا ہم کو مجنوں بید مجنوں دیکھ کر

اُڑ گئے اک آن میں جادو ئے بابل کی دھوئیں
سُرمہ آلودہ تری چشم پُر افسوس دیکھ کر

دیکھ کر غیروں مہتابی پر اس مہوش کورات
آہ کی اک دل سے ہم نے سوئے گردوں دیکھ کر

سچ کہا ہے آگے کالے کے نہیں جلتا چراغ
چھپ گیا مہ رخ پہ تیرے زلف شگوں دیکھ کر

بل بے میرے ساغر سر شارو حشت کا نشا
چھپ گیا خم میں صورت فلاوں دیکھ کر

آگئیں تم کو لگانی انگلیوں پر فند قیں
نوک مژگاں پر مرے اشک جگر گوں دیکھ کر

جو ہے نالہ اپنا وہ اک مصر ع برجستہ ہے
ہم جونالاں ہیں کسی کا قدِ موزوں دیکھ کر

قتل کو کس کے چڑھائی تیغ تو نے سا ن پر
اُترا آنکھوں میں جو زخموں کی مرے خوں دیکھ کر

لے گیا دل کون میر ا ذوق کس کا نام لوں
سامنے آجائے تو شاید بتادوں دیکھ کر

۷

کہا پتنگ نے یہ ۔ وارِ شمع پر چڑھ کر
عجب مزا ہے جو مرے کسی کے سر چڑھ کر

مرے خیال پہ وہ چشم فتنہ گر چڑھ کر
یہ خانہ جنگ بنی ۔ آئی لڑنے گھر چڑھ کر

رکھا نہ جوش و خروش اتنا زور پر چڑھ کر
گئے جہان میں دریا بہت اُتر چڑھ کر

ستمگروں کی کشا کش میں آبرو ہو سوا
کہ ہوتی سان پہ ہے تیغ تیز تر چڑھ کر

الٰہی خیر ہو مانند شعلہ سر کش
پھر آیا باد کے گھوڑے پہ وہ ادھر چڑھ کر

ہُنر شناس کو دکھال ہنر۔ کہ خوبی زر
اگر کُھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر

کہیں فلک پہ نہ چڑھ جائے چاند جھومر کا
کہ دُور آپ کو کھینچے ہے تیرے سر چڑھ کر

ترا مکاں تو کیا۔ لا مکان میں کود پڑیں
امید وصل میں ہم۔ بام عرش پر چڑھ کر

جو مارے نفس کو اور کر لے اپنے غصہ کو زیر
بنائے سانپ کا کوڑا وہ شیر پر چڑھ کر

ہماری خاک پہ برپا ہے ذوق فتنہ حشر

سمندر ناز پہ کون آیا فتنہ گر چڑھ کر

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۸

کل گئے تھے تم جسے بیمار ہجراں چھوڑ کر
چل بسا وہ آج سب ہستی کا ساماں چھوڑ کر

طفل اشک ایسا گر ادا مانِ مژگاں چھوڑکر
پھر نہ اُٹھا کو چہ چاک گریباں چھوڑ کر

نکلے تیرا سکا دل میں پیکاں چھوڑ کر
جائے بیضہ کو کہاں یہ مرغ پراں چھوڑ کر

کام یہ تیرا ہی تھا رحمت ہے اے ابرِکرم
ورنہ جاے داغ عصیاں میرا داماں چھوڑ کر

جس نے ہولذت اٹھائی زخم تیغ یار کی
کب وہ مرہماں کو ڈھونڈے ہے نمکداں چھوڑ کر

صید دل کو کیونکہ چھوڑے ۔جبکہ دکھلائے ہے ہو
مچھلیاں دستِ حنائی میں مری جاں چھوڑ کر

سر و مہری سے کسی کی آگے ہی دل سرد ہے
یاں سے ہٹ جاذھوپ اے ابرِ بہاراں چھوڑ کر

دیکھئے کیا ہو کہ ہے اب جان کے پیچھے پڑی
دل کو اے کافر تری زلف پر یشاں چھوڑکر

اے دل اس کے تیر کے ہمراہ سینہ سے نکل
دیکھ پچھتائیگا تو یہ ساتھ ناداں چھوڑ کر

کیوں نہ رم کر جائیں آہو ایسے وحشی سے ترے

شیر بھاگیں جسکے نالوں سے نیستاں چھوڑ کر
سرخی پاں دیکھ لے زاہد جو دنداں پر ترے
اُٹھ کھڑا ہو رہا تھ سے تسبیح مرجاں چھوڑ کر
پیش خیمہ لے کے نکلا گر دو باد دور آہ
ہے جو سر گرمِ سفر تن کو مری جاں چھوڑ کر
گر خدا دیوے قناعت ماہِ یک ہفتہ کی طرح
دوڑے ساری کو کبھی آدھی نہ انساں چھوڑ کر
ساغر دل بیچتا آیا ہوں کھومت ہاتھ سے
چوکتا ہے کیوں یہ جنس دست گرداں چھوڑ کر
طرز میں اپنی غزل لکھ ذوق لیکن اب نہ جا
عالم مضموں میں طرزِ تفتہ جاناں چھوڑ کر

۹

جب چلا وہ مجھ کو بسمل خوں میں غلطاں چھوڑ کر
کیا ہی پچھتا تا تھا میں قاتل کا داماں چھوڑ کر

میں وہ مجنوں جو نکلوں کنجِ زندہ چھوڑ کر
سیب جنت تک نہ کھاؤں سنگ طفلاں چھوڑ کر

پیوند میرا ہی لہو مانی جو لب اس شوخ کے
کھینچے تو شنگرف سے خون شہیداں چھوڑ کر

میں ہوں وہم گمنام ۔جب دفتر میں نام آیا مرا
رہ گیا بس منشی قدرت جگہ واں چھوڑ کر

سایہ سرو چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے
سانپ سا پانی میں اے سرو خراماں چھوڑ کر

ہو گیا طفلی ہی سے دل میں ترازو تیر عشق
بھاگے ہیں مکتب سے ہم اور رات میراں چھوڑ کر

اہل جو ہر کو وطن میں رہنے دیتا گر فلک
لعل کیوں اس رنگ سے آتا بدخشاں چھوڑ کر

شوق ہے اسکو بھی طرزِ نالہ عشاق سے
دمبدم دیکھے ہے منہ سے دور قلیاں چھوڑ کر

دل تو لگتے ہی لگے گا حور یانِ عدن سے
باغِ ہستی سے چلا ہوں ہائے پریاں چھوڑ کر

گھر سے بھی واقف نہیں اس کے کہ جس کے واسطے
بیٹھے ہیں گھر بار سب ہم خانہ ویران چھوڑ کر

وصل میں گر مجھ کو ہووے رویت ماہِ رجب
روئے جاناں ہی کو دیکھوں میں تو قرآں چھوڑ کر

گرچہ ملکِ دکن میں ان دنوں قدرِ سخن
کون جائے ذوق پر دلی کی گلیاں چھوڑ کر

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

ردیف س

۱

کون سا ہمدم ہے تیرے عاشق بے دم کے پاس
غم ہے اس کے پاس ہمدم ۔اور وہ ہے دم کے پاس

ہم کو کیا ساقی جو تھا جامِ جہان میں جم کے پاس
تیرا جامِ بادہ ہو ۔ اور تو ہو اس غم کے پاس

خط کہاں آغاز ہے پشت لبِ دلدار پر
ہیں جناب خضر آئے عیسیٰ مریم کے پاس

مردمک کے پاس ہے یہ اشک خونیں کا ہجوم
یادھرے یا قوت ہیں یہ دانہ نیلم کے پاس؟

روح اس آتش بجاں کی بعدِ مردن جوں پتنگ
آئے گیا اُڑ کر چرغِ خانہ ماتم کے پاس

کس کی قسمت ہے کہ زخم تیغ قاتل ہو نصیب
جان سے جائیں۔ نہ جائیں گے مگر مرہم کے پاس

کیا مزے لے لے کے گل کھانیں اگر آجائے ہاتھ
یہ جو چھلا آپ کی اُنگلی میں ہے خاتم کے پاس

زلف سے بے وجہ خطِ سبز ہم پہلو نہیں
ہے لہکتا عشق پیلچاں سنبل پرخم کے پاس

واہ صیاد اجل اور واہ صیادی کا پیچ
کھچکے ہے اسفند یار آیا کہاں رستم کے پاس

دیکھو فیاض ازل نے کیا دیا آنکھوں کو فیض
کاسہ در کف ہو کے یم آتے ہیں انکی نم کے پاس

ہے جو قسمت میں تو دریا بھی کبھی ہو جائے گا
آلگا ہے اپنا قطرہ بھی کنارِ یم کے پاس

کر کے بحر و قافیہ تبدیل لکھ اور اک غزل
بیٹھ کوئی دم تو اے ذوق اور اس پُرغم کے پاس

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۲

تیرہ کماں ہے گربت ناوک فگن کے پاس
آہ قد خمیدہ ہے اس خستہ تن کے پاس

شب جانِ رار رُک گئی لب پر دہن کے پاس
پھر اُٹھ کے رہ گیا یہ مسافر وطن کے پاس

یہ جوئے خوں واں نہیں دیکھو ہے رورہا
تیشہ ۔سر اپنا رکھ کے سر کو ہکن کے پاس

اس آرزو میں جان ہوں دیتا کہ لے کے جام
پہنچوں کبھی لب بُت پیمان شکن کے پاس

انگشت شمع کیوں نہ اُٹھے بہر فاتحہ
یہ ڈھیر ہے پتنگ کا پائے لگن کے پاس

میں تو اسی جھجک پہ فدا ہوں کہ کان کو
شب کیا ہٹا لیا مرے لا کر دہن کے پاس

چمکے گی تابہ حشر ہماری لحد میں آگ
چاک جگر میں دیکھنا چاک کفن کے پاس

میں نے کہا کہ بوسہ تمہی دو ! ادب سے میں
لا سکتا اپنا منہ نہیں چاہ ذقن کے پاس

ہنس کر کہا کہ جاتا ہے پیار سا کوئیں پہ آپ
یا جاتا ہے کواں کسی تشنہ دہن کے پاس

اے ذوق صدقے جایئے پیک خیال کے

کیا لے گیا اُڑا کے بُت سیمن کے پاس

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

ردیف ص

۱

سب مذاہب میں یہی ہے۔نہیں اسلام میں خاص
کہ جہاں عام ہے ہوتا ہے وہاں عام میں خاص

ساغر دل کی تو واقف نہیں کیفیت سے
دیکھ رُخ ساقی ہے اسی جام میں خاص

خضر! باتیں ہیں کہ ہے چشمہ حیواں جاں بخش
ہے یہ خاصیت اسی کے لب و شنام میں خاص

شیخ صاحب کے ہیں نزدیک و خاصا ن خدا
خدمتی اُن کے ہیں زمرہ خدام میں خاص

کام دن رات ہے عاشق کا رے ناکامی
کہ دیا تو نے لگا اسکو اسی کام میں خاص

عشق کا جوش ہے جبتک کہ جوانی کے ہیں دن
یہ مرض کرتا ہے شدت انہیں ایام میں خاص

ذوق اسمائے الٰہی ہیں سب اسمِ اعظم
اس کے ہر نام میں عظمت ہے نہ اک نام میں خاص

ردیف ض

پر کترنے کو جو صیاد نے چاہی مقراض
ہاتھ ملتی تھی مرے حال پہ کیا ہی مقراض

بحر و بر میں نہیں کس کو ہوس قطع و برید
ناخن شیر ہے خنجر دم ماہی مقراض

گل کترتی ہیں ہزاروں تری آنکھیں کافر
ہے عجب طرح کی اک تیز نگاہی مقراض

کب زباں چلتی ہے اس بزم میں بدگویوں کی
اُن کے منہ میں یہ زباں ہے کہ الٰہی مقراض

محضرِ خوں مرا سارا ہے کتر کر پھینکا
دیگی اس ظلم محشر میں گواہی مقراض

پس کیا قطع تعلق میں کہ یکساں سمجھے
قطع میں جامہ درویشی و شاہی مقراض

رشتہ عمر کیا قطع سرا سر اے ذوق
کھو سکی شمع کے دل کی نہ سیاہی مقراض

ردیف ک

ا

جو کھل کر ان کی زلفیں بال آئیں سر سے پاؤں تک
بلائیں آ کے لیں شو شو بلائیں سر سے پاؤں تک
ہم اُن کی چال سے پہچان لیں گے اُن کو برقع میں
ہزار اپنے کو وہ ہم سے چھپائیں سر سے پاؤں تک
یہ جتنے سرو ہیں۔ سب اُن کے قد پر زہر کھاتے ہیں
چمن میں سبز کیونکر ہو نہ جائیں سر سے پاؤں تک
مرا دل ایک ۔دوں اس خوش ادا کی کس ادا کو میں
کہ ہیں واں تو ادائیں ہی ادائیں سر سے پاؤں تک
سراپا شوق جائیں سر کے بل ہم جن کے جلسہ میں
مثال شمع وہ ہم کو جلائیں سر سے پاؤں تک
نہ ہوں بے پردہ ۔تو بھی وہ کھڑے ہو ہو کے شوخی سے
پھبن چلمن سے در پردہ دکھائیں سر سے پاؤں تک
بنایا اس لئے اس خاک کے پُتلے کو تھا انساں
کہ اس کو درد کا پتلا بنائیں سر سے پاؤں تک
سراپا پاک ہیں دھوئے جنہوں نے ہاتھ دُنیا سے
نہیں حاجت کہ وہ پانی بہائیں سر سے پاؤں تک
مزا اتنا ہی ذوق افزوں ہو جتنے زخم افزوں ہوں
نہ کیوں ہم زخم تیغ عشق کھائیں سر سے پاؤں تک

ردیف ل

۱

پھنسے نہ حلقہ گیسوئے تابدار میں دل
بلا سے گر ہو نوالہ دہانِ مار میں دل

بغل میں جیسا مرا دل بغل کا دشمن ہے
نہ ایسا ہو کسی دشمن کے بھی کنار میں دل

نکل نہ جائے دم اضطراب سینہ سے
برنگ شعلہ کہیں ۔آہ شعلہ بار میں دل

ہمیشہ روز نِ سینہ سے کیوں ہے چشم براہ
اگر نہیں کسی مہوش کے انتظار میں دل

ترا سنگا ر بھی ہے وہ بلا کہ جائے گہر
پردئے زلف مسلسل کی تار تار میں دل

خدا بچائے مجھے اس بغل کے دشمن سے
کہ میرا دشمن جاں ہے مرے کنا ر میں دل

بغیر مارے نہ چھوڑ یگی دل کو کافر زلف
کہو یہ دل سے کہ جائے نہ مار مار میں دل

اگر نہ جبر کروں اختیار اے ناصح
تو کیا کروں کہ نہیں میرے اختیار میں دل

اُڑ یگا مثل شرر ٹکڑے ہو کے سنگِ مزار
رہا اگر یُوہیں گرمِ تپش مزار میں دل

برنگ غنچہ پیکان و غنچہ تصویر
ہوا شگفتہ نہ اپنا کسی بہار میں دل

فلک کے رن سے ظاہر ہیں ماتمی آثار
خوش اپنا کیونکہ ہو اس نیلگوں حصار میں دل

برنگ بیضہ نور روز توڑ ے دل اس نے
ہزاروں ۔ ایک ہما را ہے کس قطار میں دل

ہزر دشمن جاں سے ہے ایک دوست بُرا
جو پوچھو کون ہے وہ؟ میں کہوں ہزار میں دل

نہ ہوتیں خلد میں حوریں تو رہتا خلد میں کون؟
لگے ہے صحبت خوبانِ گلعذار میں دل

یہ جسم زار ہے یا میرے پیر ہن میں ہے تار
گرہ ہے تار میں؟ یا میرے جسم زار میں دل

اُٹھا بھی لائے اگر ہم نشیں مجھے اے ذوق
رہیگا میرے عوض میرا کوئے یا ر میں دل

۲

دیوانہ ہوں تر مجھے کیا کام کہ لوں گل
زیبا کش سر کو ہیں مرے داغِ جنوں گل
ہوں زیرِ قدم خار ۔ بہ سر داغِ جنوں گل
چاہے ہے جنوں بوؤں سدا خار چنوں گل
میں کشتہ ہوں لعل لب پاں خوردہ کا کس کے
نکلے ہیں مری خاک سے آغشتہ بخوں گل
سو ٹکڑے ہیں ایڑی کے برنگ گل صد برگ
کیا دشت نوردی میں کترتا ہے جنوں گل
اس گل میں نہ پایا اثر بوئے محبت
سو بار سنگھائے اسے پڑھ پڑھ کے فسوں گل
ہے روشنی خانہ دل سوزِ محبت
زاہد تو بتا شمع حرم کیونکہ کروں گل
پیکاں تو ہے دلدوز سرِ سینہ ہے سو فار
اس تیر سے ہے دل میں دروں غنچہ بروں گل
اے ذوق محبت میں کسی غنچہ دہن کی
گلدستہ سے بھی ہیں مرے ہاتھوں پہ فزوں گل

۳

ازل سے یوں دل عاشق ہے نور کی قندیل
کہ جیسے عرشِ خدا ئے غفور کی قندیل

سمجھ وہ دُرِ بنا گو ش نو کی قندیل
خجل ہے اختر صبح نشور کی قندیل

ہمارے کعبہ د ل میں ہمیشہ روشن ہے
کسی کے باب کمال ظہور کی قندیل

جہاں ہے خانہ عشرت ! جبھی ہوا سکا فروغ
کہ لٹکے اس میں پُر غرور کی قندیل

رہے ہے جوں قمر منخف سدا بے نور
سیاہ بختوں کے بالین گور کی قندیل

پڑے جو عکس ترا جام میں تو ہو روشن
حباب بادہ تجلی سے طور کی قندیل

عیاں ہے یوں مرے روز سیاہ میں خورشید
کہ جیسے شب کو نظر آئے دور کی قندیل

سوائے دل کے ہونا رنج باغِ خلد سے بھی
کبھی پسند نہ اُس رشک حُور کی قندیل

اُڑے جو آہ کے ہمرہ نکل کے پارہ دل
ہوئے ہوا میں وہ صور ت طیور کی قندیل

وہ تیر ہیں یہ مرے نالہ قیامت زا

کہ ان کے رکھنے کو لازم ہے صور کی قندیل
نسیم کیا ہے کہ روضہ میں تفتہ جانوں کے
نہ گل ہو باد سے آواز صور کی قندیل
سمجھتا قدر ہے ناقص کب اس غزل کی ذوق
یہ روشن آپ نے کیوں پیشِ کور کی قندیل

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

ردیف م

ا

شمع نازاں نہ ہو اک رات بہا آنسو گرم
برسوں یاں آنکھ سے ٹپکا ہے مری لو ہو گرم

اے جنوں! ہے خبرِ موسم گل ہر سو گرم
دم تو لے لینے دے مجھکو ۔ نہ کر اتنا تو گرم

آتش رشک سے اس کا کل مشکیں کے صبا
جل گیا نافہ میں اس درجہ ہو لو ہو گرم

آبلے سینہ دریا میں ہوئے جل کے حباب
دیدہ ترنے بہائے یہ غضب آنسو گرم

اے صبا نکہت گل لے کے چمن کو پھر جا
کیا کروں سر کو مرے کرتی ہے یہ خوشبو گرم

آتشِ حسن کا پتلا ہے تو اے رشک پری
تابِ رُخ تیری بھبو کا ہے بلا ہے تو گرم

تو سن ناز ترا ہر قدم اے رشکِ غزال
کیوں نہ ہو تیز کہ رکھتا ہے مزاج آہو گرم

فاختہ سوز محبت سے ہوئی جل کے ہے خاک
کھینچے ہے دل سے پر اب تک نفسِ کو کو گرم

مشعل افروز جنوں کون ہو مجنوں کے لئے
گر نہ ہو گرمئ وحشت سے دلِ آہو گرم

تابش نارِ جہنم سے سوا اس کو لگے
ہمرہ بادِ سحر بوئے گل شبو گرم

سرد مہری سے رکھا اپنی خنک دل تو نے
گرمجوشی سے کیا تو نے بتِ دلجو گرم

اپنے کشتے کی کرامت کو ذرا دیکھ آکر
ایک پہلو ہے اگر سرد تو اک پہلو گرم

ذوق دل میں یہ تپ عشق کا کلام ایسا خشک
عاشقانہ سے غزل اور کوئی پڑھ تو گرم

سرد مہری کا تری جو خنک دل کشتہ
ہووے گلگشت سے کیا اسکا دل اے گلرو گرم

۲

بل بے اے آتشِ غم ۔دل کو کرے یہ تو گرم
کہ زمیں پشت سمک تک ہو تہ پہلو گرم

لطف بوسہ نہ رہا ۔ ہم پہ ہوا جب تو گرم
شربت قند دیا ۔ کر کے پر آتش خو گرم

تن رہا یوں ہی تپ غم سے اگر گرم مرا
سیخ آہن کی طرح ہون گے بدن پر مو گرم

نیشتر جل کے وہیں کشتہ فولا د ہوا
نکلا یہ آتشِ سود سے مرا لو ہو گرم

کٹ سکا صید محبت کا نہ قاتل سے گلا
اس نے پتھر پہ یہ رگڑ ا کہ ہوا چاقو گرم

مہروش بل نے رے حُسن جہانتاب کی تاب
رُخ سے گرم آئنہ ہو ۔ آئینہ سے زانو گرم

کیا کہوں نامہ جانسوز کی اپنے تا فیز
جل گیا بس ۔ یہ کبوتر کا ہوا بازو گرم

سر مجروح کو ٹھکرا کے گیا ۔ وہ اور میں
چونکا اس وقت کہ جب منہ پہ بہا لو ہو گرم

دستِ خورشید کی رعشہ سے سپر جائے چھوٹ
کھینچ کر تیغ کو جب وہ ہلال ابر و گرم

دل عاشق کے جالنے کا ہے سارا ساماں

بنی شعلہ ہے تری رنگ بھبوکا ۔ رو گرم
کونسا سوختہ جاں صبح سے ہے گرم فغاں
کہ ہوا آتی ہے کوچہ سے ترے گلرو گرم
ہم تو سنتے تھے صدا کل حموض بارد
ذوق ہوت اہے وہ کیوں ہو کے ترش ابر گرم

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۳

پابند جوں و خاں ہیں پریشانیوں میں ہم
یارب ہیں کس کی زلف کے زندانیوں میں ہم

ہوتی نہ یاد زلف تو خطِ شکستہ میں
لکھتے الف خطوں کی نہ پیشانیوں میں ہم

زنجیر میں بھی نالہ زنجیر کی طرح
جوشِ جنوں سے رہتے ہیں جو لانیوں میں ہم

پائی نہ تیغ عشق سے ہم نے کہیں پناہ
قربیب حرم میں بھی ہیں تو قربانیوں میں ہم

دوزخ بھی جائے نعرہ ہل من مزید بھول
لائیں جو آہ کو شرار افشانیوں میں ہم

پاکو بیوں کو مژدہ ہو زنداں کو ہو نوید
پھر ہیں جنوں کے سلسلہ جنبانیوں میں ہم

نم بھی نہیں جگر پہ رہی اس قدر رہے
سر گرم سوز عشق کی مہمانیوں میں ہم

مطلب سے اپنے کون ہے آگاہ جُز خدا
جو خط سر نوشت ہیں پیشانیوں میں ہم

ہیں آئینہ میں صورت تصویر آئینہ
آئینہ روکے سامنے حیرانیوں میں ہم

ہو وہ عزیز سورہ یوسف سے بھی سوا

رکھ دیں تری شبینہ جو کنعانیوں میں ہم
کیا جانیں ہم زمانے کو حادث ہے یا قدیم

کچھ ہو بلا سے اپنی کہ ہیں فانیوں میں ہم
کیوں جی کے ہجر میں شرمندہ یار سے

اب مر رہے ہیں اس کی لشمانیوں میں ہم
پردہ میں چشم مست کے سرخوش ہیں جو مدام

شرب الیہود کرتے ہیں دُر انیوں میں ہم
سینہ کا چاک سینے کی فرصت کہاں کہ ہیں

مصروف زخمِ دل کی مگس رانیوں میں ہم
اُس خال رُخ پہ جمع ہوئے قطرہ عرق

ہندو اسیر دیکھے ہیں درانیوں میں ہم
ہم کدورت دل صیاد گر نہ ہو

کیا کیا اُڑ ائیں خاک پر افشانیوں میں ہم
دکھلائیں روز حشر کو بین السطور سے

اپنے سیاہ نامہ کی طولانیوں میں ہم
جا سکے ضعف سے نہیں کوچہ میں اسکے ذوق

نہ جائیں کا ش گر یہ کی طغانیوں میں ہم

ردیف ن

۱

ہے چشم تیری مست قدح گیر باغ حسن
عارض پہ خط ہے طوطئ تصویر باغ حسن

ہو جا تا دل ہے بیٹھ کے خود گلرخوں میں گل
تاثیر باغ خلد ہے تاثیر باغ حسن

تحریر سرمہ ہے تری آنکھوں میں وقت خواب
اے غیرے چمن ۔ دور زنجیر باغ حسن

پان و مسی و سرمہ و رخ ہوں گے لالہ زار
مشاطہ باغباں پے یہ تدبیر باغ حسن

بتخالہ لب پر گرمئ بوسہ سے ہے کہاں
ہے گلر خو ! یہ غنچہ دلگیر باغ حسن

اے رشک باغ طاقِ دوا ابرو کا تیرے عکس
در یائے آئینہ میں ہے تعمیر باغ حسن

سیر خزاں جو چاہے تو اے ذوق دیکھ لے
اُس ناز نیں کو جلوۂ تغیر باغ حسن

۲

بے یار روز عید سب غم سے کم نہیں
جامِ شراب دیدۂ پُر نم سے کم نہیں

دیتا ہے دور چرخ کسے فرصتِ نشاط
ہو جام جس کے ہاتھ میں دجم سے کم نہیں

اس زلف فتنہ زا کے لئے اے مسیح دم
کچھ دستِ شانہ پنجہ مریم سے کم نہیں

زینا ہے روئے زدر پہ کیا اشک لالہ گوں
اپنی خزاں بہار کے موسم سے کم نہیں

سرعت ہے نبض کی رگِ سنگِ مزار میں
دل کی تپش کچھ اب بھی تپ غم سے کم نہیں

وحشی و تیری چشم کے مژگا نِ ہر غزال
صحرا میں تیز ناخن ضیغم سے کم نہیں

ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش
در ہم کی شکل صور ت درہم سے کم نہیں

ساقی ملے ہزا ر فلاطوں ہیں خاک میں
جو خم بنے قالب آدم سے کم نہیں

اس حور دش کا گھر مجھے جنت سے ہے سوا
لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہیں

شو رابہ سر شک میں ڈوبا ہوا ہے دل

تیزاب میرے زخم پہ مرہم سے کم نہیں
ہاتھوں سے تیرے پارہ الماس زخم دل
مجھ کو تو جلوہ گل و شبنم سے کم نہیں
اے ذوق کس کو چشم حقارت سے دیکھئے
سب ہم سے ہیں زیادہ کوئی ہم سے کم نہیں

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

۳

غم نامہ اپنا صفحہ محشر سے کم نہیں
ہے شور الغیاث صریرِ قلم سے نہیں

وہ دن ہے کونسا کہ ستم پر ستم نہیں
گر یہ ستم ہیں روز تو اک روز ہم نہیں

مضموں کے پیچ و تاب سے تاب رقم نہیں
ہے زلفِ یار رہا تھ میں میرے قلم نہیں

بعد از فنا بھی جوشِ جنوں میرا کم نہیں
کس وقت زلزلہ سرِ دشتِ عدم نہیں

گو اضطرابِ دل کو عیاں کرتے ہم نہیں
پر جو نگاہ ہے رگِ بسمل سے کم نہیں

۴

ہاں تامل دم ناوک فگنی خوب نہیں
ابھی چھاتی مری تیروں سے چھنی خوب نہیں

تشنہ دشتِ محبت کیلئے اس لب سے
کوئی دنیا میں عقیق یمنی خوب نہیں

گل پریشان ہوا ہنس ہنس کے چمن میں آخر
دیکھ اے غنچہ یہاں خندہ زنی خوب نہیں

خوبیاں یوں تو ہیں اُس عالم تصویر میں سب
اک مگر ناز سے یہ کم سخنی خوب نہیں

چشم کہتی ہے نرمی جنبش مژگاں سے کہ دیکھ
سر پہ بیمار کے یہ سینہ زنی خوب نہیں

یہ نہیں شیشہ مے ۔ ہے کسی میخوار کا دل
محتسب دیکھ۔ نہ کر دل شکنی خوب نہیں

تاب و نداں نہ دکھا بزم میں تو ہنس ہنس کر
کوئی کھا جائے جو ہیرے کی کنی خوب نہیں

بات تو ہم نے بنائی تھی وہاں خوب مگر
تھی جو بگڑی ہوئی قسمت ۔تو بنی خوب نہیں

خلش خار کا کھٹکا ہے بغل میں موجود
دیکھ گل دعوئے نازک بدنی خوب نہیں

اُٹھے ہی جائیگا اس دل سے دھواں آہ کیساتھ

جب تلک جلنے کا یہ سوختی خوب نہیں
کون آتش نفس اے ذوق چمن سے گزرا
آج جو سرد نسیمِ چمنی خوب نہیں

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۵

تو کہے غنچہ کہ اس لب پہ دھڑی خوب نہیں
چپ ! کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہیں

سامنے سے مرے ٹلتا نہیں ناصح جب تک
مغز کھاتا مرا دو چار گھڑی خوب نہیں

فتنہ سرکش ہے جبھی تک کہ تری آنکھوں نے
دست مژگاں سے کوئی دھول جڑی خوب نہیں

منہ چڑھے تیغ غمِ عشق کی ۔کیا مُنہ ہے ترا
بُو الہوس تجھ پہ کوئی ضرب پڑ ی خوب نہیں

خوبرویوں سے بہت آنکھ پر افسوس
قسمت اے ذوق کہیں اپنی لڑی خوب نہیں

٦

اس گلستان جہاں میں کیا گل عشت نہیں
سیر کے قابل ہے یہ پر سپرد کی فرصت نہیں
علم جس کا عشق ۔ اور جس کا عمل وعشت نہیں
وہ فلاطوں ہے تو اپنے قابل صحبت نہیں
خواہ گردش ہے زمیں کو خواہ پھرتا ہے فلک
پر ہمیں زیر فلک سر منزل راحت نہیں
بسمل تیغ محبت کا لب ہر زخم دل
ہوتا وا ۔ بے شورِ واویلاو وا حسرت نہیں
مُنہ میں گر پانی چُو ادے یار اپنے ہاتھ سے
مرگ کی تلخی شیری تر کوئی شربت نہیں
دل وہ کیا جسکو نہیں تیری تمنا ئے وصال
چشم وہ کیا جس کو تیری دید کی حسرت نہیں
کہتے ہیں مر جائیں گر چھٹ جائیں غم کے ہاتھ سے
پرے ترے غم سے ہمیں مرنے کی بھی فرصت نہیں
ایک حسرت تو برستی ہے کبھی برسی کے دن
ورنہ روتا ابر بھی اپنے سرِ تربت نہیں
ہے نوشتہ میں ترے بیمار کے صحت کہاں ؟
اس کے نسخہ میں دوا کی لفظ کو صحت نہیں
کھا کے زخم تیغ قاتل جو بجا لائے نہ شکر

کوئی بھی اس سے زیادہ کا فر نعمت نہیں
خاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے ہم کو قرار
ایک ساعت ریگ شیشہ ساعت نہیں
خانہ ہستی کا اپنے صحن ہے دشت عدم
روز کر لیجئے چہل قدمی مگر فرصت نہیں
میری وحشت پاؤں پھیلائے تو پھر دونو جہاں
ہوں اگر یک عرصہ میداں تو کچھ وسعت نہیں
اک دل دراس پہ اتنے بارِ غم ۔ اللہ رے دل
اور اس طاقت پہ ایسا کوئی بے طاقت نہیں
ذوق اس صورت کدہ میں ہیں ہزاروں صورتیں
کوئی صورت اپنے صورتگر کی بے صورت نہیں

۷

غنقا کی طرح خلق ہے عزلت گزیں ہوں میں
ہوں اس جہاں میں کہ گویا نہیں ہوں میں
میں وہ نہیں کہ تم ہو کہیں اور کہیں ہوں میں
میں ہوں تمہارا سایہ جہاں تم وہیں ہوں میں
اس در پہ شوق سجدہ سے فرشِ زمیں ہوں میں
مانند سایہ سر سے قدم تک جبیں ہو ں میں
ہوں طائر خیال نہ پر ہیں نہ میرے بال
پر اُڑ کے جا پہنچتا کہیں سے کہیں ہوں میں
سر گشتگی بخت نہ دے مجھ کو اتنے پیچ
کچھ چین زلف ؟ کچھ شکن آستیں ہوں میں ؟
یارب کوئیں کا تارا ہوں یا آسماں کا ہوں
نام آسماں پہ میرا ہے زیر زمیں ہوں میں

۸

گئیں یاروں سے وہ اگلی ملاقاتوں کی سب رسمیں
پڑا جس دن سے دل بس میں ترے اور دل کے ہم بس میں
کبھی ملنا کبھی رہنا الگ مانند مژگاں کے
تماشا کج سرشتوں کا ہے کچھ اخلاص آپس میں
توقع کیا ہو جینے کی ترے بیمار ہجراں کی
نہ جنبش نبض میں جس کی نہ گرمی جس کے ملمس میں
دکھائے چیرہ دستی آہ بالا دست گر اپنی
تو مارے ہاتھ دامانِ قبائے چرخ اطلس میں
جو ہے گوشہ نشیں تیرے خیال بیت ابرو میں
وہ ہے بیت الصنم میں بھی تو ہے بیت المقدس میں
کرے لب آشنا حرفِ شکایت سے کہاں یہ دم
ترے محزون بے دم میں ترے مضمون بیکس میں
ہوائے کوئے جاناں لے اُڑے اس کو تعجب کیا
تن لاغر میں ہے جاں اس طرح جس طرح جُو خَس میں
مجھے ہو کس طرح قول و قسم کا اعتبار اُن کے
ہزاروں دے چکے وہ قول لاکھوں کھا چکے قسمیں

جو مضموں ذوق ایوان دو عالم میں ہوئے موزوں
حواس خمسہ ہیں انساں کے وہ بندِ مخمس میں

۹

درد دل سے ہے یہ تاریکی مرے غم خانہ میں
شمع ہے اک سوزن گم گشتہ اس کا شانہ میں

میں ہوں وہ زخشت کہن مدت سے اس ویرانہ
میں برسوں مسجد میں رہا برسوں رہا تنخا میں

ہستی و نا آشنائی وحشت و بیگانگی
یا تری آنکھوں میں دیکھتی یا ترے دیوانہ میں

میں وہ کیفی ہوں کہ پانی ہوتو بن جائے شراب
جوش کیفیت سے میری خاک کے پیمانہ میں

ہوش کا دعویٰ ہے بیہوشوں کو زیر آسماں
خم نشیں ہیں مثل افلاطوں سب اس خمخانہ میں

پتھروں میں ٹھوکریں کھاتی ہے ناحق سیل آب
پوچھو کیا لیجائے گی آکر مرے ویرانہ میں

عشق کو اے حسن اگر نشوو نما منظور ہو
سبز نخل شمع ہو خاکستر پروانہ میں

برق فرمن سوز ہے عالم میں نا فہمی تری
ورنہ کیا کیا لہلہا تے کھیت ہیں ہر دانہ میں

کس نزاکت سے ہے دیکھو اتحادِ حسن وعشق
زلف واں شانے نے کھینچی درد ہے یاں شانہ میں

ایک پتھر چومنے کو شیخ جی کعبہ گئے

ذوق ہر بُت قابل بوسہ ہے اس تبخانہ میں

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۱۰

گذرتی عمر ہے یوں دور آسمانی میں
کہ جیسے جائے کوئی کشتی دُخانی میں
رُکاوٗ خوب نہیں طبع کی روانی میں
کہ بُو فساد کی آتی ہے بند پانی میں
وفور اشک اگر سر بہ اورج ہو اپنا
فلک برنگ گلِ نیلو فر ہو پانی میں
کہوں میں اپنی کہانی تو وہ یہ کہتے ہیں
بغیر جھوٹ نہیں اور کچھ کہانی میں
نگاہ کس کی چڑھا دل کہ خوف سے دن رات
گذرتی ہے مجھے دل کی نگا ہبانی میں
کہانیان ہیں حکایات خضر وآب بقا
بقا کر ذکر ہے کی اس جہان فانی میں
نہیں خضا ب سے مطلب مگر یہ موئے سفید
سیاہ پوش ہوئے کوئے بد گمانی مں
مبصروں سے کہوں دیکھیں چین ابروئے یار
کہ جوہر ایسے کہاں تیغ اصفہانی میں
مزا ہے تیغ محبت کے زخم کھانے کا
کرے جو صرفہ نہ قاتل نمک فشانی میں
نہیں جوضعف سے دم دل سے یہ کہے ہے آہ

کہ بس نہ دے مجھے تکلیف ناتوانی میں
ہمیشہ ہے مجھے سر مایہ بقا میں فنا
حباب دار ہوں میں آب زندگانی میں
بجز نثار علی شاہ کون جانے ذوق
تری زباں کا مزا تری شعر خوانی میں

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۱۱

لے ملا کر ساقیان سا مری فن آب میں
کرتے ہیں جادو سے اپنے آگ روشن آب میں

لف افعی وش کو دھووے گر وہ پُر فن آب میں
ہوں بجائے موج پیدا مار ہزن آب میں

چشمہ آئینہ میں کب تر ہوا پائے نگاہ
اس طرح جاتے ہیں دیکھا پاکدامن آب میں

پھرتا ہے سیل حوادث سے کوئی مردوں کا مُنہ
شیر سیدھا تیر تا ہے وقت رفتن آب میں

صحبت اہل صفا سے تیرہ دل کب صاف ہوں
زنگ سے آلودہ ہو جاتا ہے آہن آب میں

اب بھی گر یہ سے مجھے فرصت نہیں فوارہ وار
گوکہ میں ڈوبا کھڑا ہوں گر دن آب میں

طاس قلیاں میں رکھا ہے اُسنے ابر مردہ کو
ڈوب مر رو رو کے تو اے اب بہمن آب میں

یوں رہا میں زندگی بھر تشنہ دیدار یار
جیسے مستسقی کا دم ہوتا بہ مُردن آب میں

وعدہ ہے آنے کا سکے ابر کھل جائے تو آئے
ڈالتا ہون دم بدم اُٹھ اُٹھ کے روغن آب میں

شب جو ہم لکھنے کو بیٹھے آنکھ سے اُمڈے یہ اشک

بہہ گیا خط لکھتے لکھتے مشق من آب میں
ذوق تو اس بحر میں ایسے گل مضموں بہا
جا بجا لگ جائے اک پھولونکا خرمن آب میں

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۱۲

ہووے تو اے مہر وش جب پرتو افگن آب میں
ہو سر اپا فلس ماہی ماہِ روشن آب میں

عکس زلف یار اور آئینہ خسار یار
کھینچے ہیں شام و سحر تصویر سوسن آب میں

تو جو دریا میں لڑا چھینٹے تو نیساں شرم سے
پانی پانی ہو گیا اے شوخ پرفن آب میں

مردم دیدہ ہیں اپنے زندہ آب اشک سے
مردم آبی ہیں ان کا ہے نشیمن آب میں

بھول مت علم کتابی پر کہ آخر کب تلک
ناؤ کاغذ کی بہے اے طفل کو دن آب میں

تو لب دریا ہنسے آکر جو اے رشک بہار
ڈالے بھر بھر کر صبا پھولوں کی دامن آب میں

لے لو اپنے روئے سیمیں پر ذرا آبی نقاب
نیلو فرد کھلا رہا ہے اپنا جوبن آب میں

کیا ہوا کیا سبزہ ہے کیا گل ہے کیا ابر بہار
لطف ہے گر ہووے فیض رب ذوالمن آب میں

مدح کر اس شاہ دریا دل کی اے دل جسکا فیض
لعل و گوہر ہے بہاتا ہمیشہ تا بہ گردن آب میں

شاہ اکبر خسر و غازی کہ آب تیغ سے

رکھے حاسد کو ہمیشہ تا بہ گردن آب میں
پڑھ کے بسم اللہ مجریھا وم سیھا دلا
جوں شنا در پھر ہوا میں دست و پا زن آب میں
مطلع روشن لکھا جس سے کہ بحر نظم میں
صورت اختر دُر معنی ہیں روشن آب میں ڈالے
جوں روح القدس تو جبکہ تو سن آب میں
نور حق ہوا ہل برہاں پر مبر ہن آب میں
اے شبیہ الیاس رتبت اے شرہ خضر احترام
خشک و تر کو ہے سہارا تیرا دامن آب میں
نام حق لیکر جو مارے تیغ راہِ حق میں تو
غرق جوں فرعونیان ہو فوج دشمن آب میں
توشہ دریا نوال اور دل ترا موج کرم
ہے سخاوت سے تری دست قلمز ن آب میں
تیر ا نیشان عطا جسدم گہرباری کرے
گوہر تر سے بھر یں موجوں کی دامن آب میں
حکم تیرا جستجو چاہے تو گم ہونے نہ پائے
مثل ابراہیم ادہم ایک سو زن آب میں
تیرے حکم شرع سے جب کفر دیا بر د ہو
غرق ہووے تا بہ انشائے برہمن آب میں
ہوترے سینہ میں جب بحر معانی موج زن
قطرہ سے روشن ہو صد معنی روشن آب میں

ہو ترا فیض سخن گر معنے نطقِ فصیح
بلبلے مانند بلبل ہون نوزن آب میں

توصف آراہوجو دریا میں تو اک کرم آب
ہو عد دکے قتل کو سو سو تہتمن آب میں

روئے دریا پر بناتے ہیں ہم موج و حباب
بہر سر بازانِ لشکر خود جوشن آب میں

نور وظلمت ہمدگر دشن ہیں پر حیراں ہوں میں
تیرے خنجر میں ہے کیوں آتش بہ آہن آب میں

باد پا تیرا ہے یوں آتش قدم بر روئے خاک
ہووے جوں برقِ درخشاں سایہ افگن آب میں

عکس ابھی دریا میں ہے اورسن سے اُڑ جاتا یوں
روح گویا اُڑ گئی اور رہ گیا تن آب میں

تیرا فیل کوہ پیکر بسکہ دریا سیر ہے
ڈالے وہ کو ہ رواں جب اپنا دامن آب میں

ہو ہوائے شوق میں سر پر ہما اقبال کا
ماہی دولت کا ہو تیرے نشیمن آب میں

مثل اب آئے و لیکن سرعت رفتار سے
اُوپر اُوپر جائے مثل ابر بہمن آب میں

نسر طائر نسر واقع چرخ پرتا ہوں شہا
اور زمیں پہ ہووے تا ماہی کا مسکن آب میں

۱۳

گر ترا نور نہیں چشم میں کیا ہے اس میں
کہنا فیہ نظر عین خطا ہے اس میں

دل کو کیا دیکھیگا تو چیر کے کیا ہے اس میں
اب تو قطرہ بھی نہیں خوں کا رہا ہے اس میں

رسن انداز ہے چاہ ذقن یار میں زلف
نہیں معلوم کہ دل کس کا گرا ہے اس میں

عشق کی تلخی حسرت کی جو لے لے کے مزے
بے مزا رہتے ہیں ہم کچھ تو مزا ہے اس میں

تو نگیں تو ڑ نہ دل کا کہ بڑی کاوش سے
اسم کو میں نے ترے کندہ کیا ہے اس میں

کبھی کرتا ہوں فغاں اور کبھی ضبط فغاں
نہیں معلوم وہ خوش آئیں ہے یا ہے اس میں

خضر ساقی ہو تو میں جام نہ لوں گر جا نوں
کہ نہیں جام میں مے آب بقا ہے اس میں

دیکھے عشق میں جاں دامن و قیس و فرہاد
اور ابھی دیکھئے کس کس کی قضا ہے اس میں

اس جفاکیش کے نامہ کو پڑھوں کیا قاصد
جو کہ قسمت کا لکھا تھا سو لکھا ہے اس میں

جا پڑا پاؤں پہ قاتل کے تڑپ کر کشتہ

سرد ہونے پہ بھ گرمی وفا ہے اس میں
کیا بگولے کی طرح خاک کا پتلا اے ذوق
اُڑتا پھرتا ہے بھری جب سے ہوا ہے اس میں

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۱۴

ہفتا دو دو فریق حسد کے عدد سے ہیں
اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہیں

مردار ہیں وہ طائرِ سدرہ ہی کیوں نہ ہوں
تیر نگاہ یار کی جو دُور زد سے ہیں

خورشید وار دیکھتے ہیں سب کو ایک آنکھ
روشن ضمیر ملتے ہر اک نیک و بد سے ہیں

وہ مست ہوں کہ رکھے قدح کش تیمماً
بنیاد میکدہ مری خشت لحد سے ہیں

جانداد گانِ عشق سے پوچھو فنا کی راہ
اس میں جناب خضر ابھی نابلد سے ہیں

چشم ثمر ہے سرو سے ان کو جو بے وقوف
رکھتے اُمید دوستی اس سرو قد سے ہیں

دو گالیاں کہ بوسہ خوشی پر ہے آپ کی
رکھتے فقیر کام نہیں رد و کد سے ہیں

بر میں خنک دلون کے ہو گر خرقہ فقیر
سمجھو کہ کرتے برف کی پوشش نمد سے ہیں

جتنے مزے ہیں یاں رشِ نشہ شراب
ہو جاتے بے مزہ ہیں جو بڑھ جاتے حد سے ہیں

ہر چند ناتواں ہیں مگر رکھتے دل قوی

ہم عشق کی کمک سے جنوں کی مدد سے ہیں
جا ان لبا سیوں کے نہ ظاہر لباس پر
عاری عبائے ہوش قبائے خرد سے ہیں
دل کے ورق پہ ثبت ہیں صد مہر داغ عشق
ہم کرتے ذوق عشق کا دعویٰ سند سے ہیں

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۱۵

بلائیں آنکھوں سے ان کی مدام لیتے ہیں
ہم اپنے ہاتھوں کا مژگاں سے کام لیتے ہیں
ہم انکی زلف سے سودا جو دام لیتے ہیں
تو اصل و سود وہ سب دام دام لیتے ہیں
ترے خام کی پے روہیں جتنے فتنے ہیں
قدم سب آن کے وقت خرام لیتے ہیں
شب و صال کے روز فراق میں کیا کیا
نصیب مجھ لیس مرے انتقام لیتے ہیں
ترے اسیر جو صیاد کرتے ہیں فریاد
تو پھر وہ دم بھی نہیں زیر دام لیتے ہیں
ہم اُن کے زور کی قائل ہیں زد رباز ومیں
جو عشق میں دل مضطرکو تام لیتے ہیں
جھکائے ہے سر تسلیم ماہ نو پر وہ
غرور حسن سے کس ک سلام لیتے ہیں
ترے قتیل بتاتے نہیں تجھے قاتل
جب اُن سے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہیں
قمر کا داغ بھلا آئے کس حساب میں واں
وہ مول ایسے ہزاروں غلام لیتے ہیں
ہمارے ہاتھ سے اے ذوق وقت نے نوشی

ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہیں

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۱۶

سلام کرتے ہیں انکو جدھر دیکھتے ہیں
اور ان کو دیکھو ذرا وہ کدھر کو دیکھتے ہیں
وہ دیکھیں بزم میں پہلے کدھر کو دیکھتے ہیں
محبت آج ترے اثر کو دیکھتے ہیں
یہ لوگ کیوں مرے عیب و ہنر کو دیکھتے ہیں
انہیں تو دیکھیں ذرا وہ کدھر دیکھتے ہیں
وہ اپنی برش تیغ نظر کو دیکھتے ہیں
ہم اُن کو دیکھتے ہیں اور جگر کو دیکھتے ہیں
جب اپنے رونے میں وز جگر کو دیکھتے ہیں
دھوئیں پہ اُڑتا ہوا خشک و تر کو دیکھتے ہیں
نہ خیرو شرکو نہ عیب و ہنر کو دیکھتے ہیں
جدھر کوآپ نہ ہوں ہم ادھر کو دیکھتے ہیں
میں چپکا دیکھ رہا ہوں جگر کے داغوں کو
کہ چارہ گر انہیں وہ چارہ گر کو دیکھتے ہیں
اُن آہوؤں سے کہو دیکھیں میری آنکھوں کو
جو آب جو میں گل نیلو فر کو دیکھتے ہیں
ہے اُن کی چشم کی گردش پہ گردش عالم
جدھر ہو انکی نظر سب ادھر کو دیکھتے ہیں
ہماری وصل کی شب ہے دیا شب محشر

کہ اُٹھ کے صبح قیامت سحر کو دیکھتے ہیں
ہوا کے گھوڑے پہ کس برق وز کو دیکھا تھا
کہ طمطراق پہ ہم کرو فر کا دیکھتے ہیں
پڑیگا سایہ زلف اس پہ بھی ضرور کبھی
کہ پیچ و تاب تمہاری کمر کو دیکھتے ہیں
ہم انکے کوٹھے پہ چڑھکر ہیں ڈھونڈتے مہ عید
کدھر کو چاند ہے اور ہم کدھر کو دیکھتے ہیں
خدا کا بندہ ہو زاہد خدا کو دیکھ ذرا
کہ زر کے بندے زمانہ میں زر کو دیکھتے ہیں
اُدھر شفق میں ہے شام اور ادھر ہمیں دیکھو
ابھی سے دمبدم اُٹھ کر سحر کو دیکھتے ہیں
نہ پوچھو شغل اسیری میں ہم غریبوں کا
کبھی قفس کو کبھی بال و پر کو دیکھتے ہیں
وہ دن تو عید کا ہوتا ہو دن ہمارے لئے
تمہارا اُٹھ کے جو منہ ہم سحر کو دیکھتے ہیں
یہ کس کو دیکھ فلک سحر گرا ہو غش کھاکر
پڑاز میں پہ جو نور ممتر کو دیکھتے ہیں
سوال جو ہر آئینہ ہے بہ چشم پر آب
کہ منہ پہ خاک ملے کیوں ہنر کو دیکھتے ہیں
بہار کو ہیں دکھاتے ستارہ سحری
تمہارے کان میں جب ہم گہر کو دیکھتے ہیں

فنا کو ہیں راہ میں پتھر جو بن کے بیٹھے ہیں
اُنہی کو دیکھ کے ہنستے شرر کو دیکھتے ہیں

وہ نے چشم کے دُنبالہ پر وہ خال سیاہ
سنان ترک نظر پر زسپر کو دیکھتے ہیں

عرق کے قطرے نہیں دیکھتے ہیں اس رُخ پر
ستارے دھوپ میں ہم دوپہر کو دیکھتے ہیں

الٰہی آگ یہ سینہ میں ہے کہ آفت ہے
عرق کی جا پہ نکلتے شرر کو دیکھتے ہیں

بنا کے آئینہ ہیں دیکھتے جو آئینہ گر
ہنرو ر اپنے بھی عیب و ہنر کو دیکھتے ہیں

زیادہ سر ہو جو دشمن تو ہم سمجھتے ہیں
تڑپتا خاک پہ مارِ دو سر کو دیکھتے ہیں

نگیں کو دیکھ لیں چاہیں جو نام عالم میں
کہ سینہ کا وی میں یاں نامور کو دیکھتے ہیں

خراشِ ناخن وحشت سے چارہ گر میرے
شکستہ بخیہ زخم جگر کو دیکھتے ہیں

اُٹھائی آنسوؤں نے کس پہ آج ہے تسبیح
سفر ہے جاں کا جو فالِ سفر کو دیکھتے ہیں

کسی کی کاوش مژگاں سے بر سرِ مژگاں
ٹپکا قطرہ خونِ جگر کو دیکھتے ہیں

جہان کے آئینہ سے دل کا آئینہ ہے

اس آئینہ میں ہم آئینہ کو دیکھتے ہیں
دکھا دو تم لب میگوں پہ خندہ نمکیں
کہ یاں تو ساغر مے میں شکر کو دیکھتے ہیں
عیار نقدِ محبت کا دیکھ سختی پر
لگا کے ذوق کسوٹی پہ زر کو دیکھتے ہیں

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۱۷

ہم سے ظاہر و پنہاں جو اس غارتگر کے جھگڑے ہیں
دل سے دل کے جھگڑے ہیں نظروں سے نظر کے جھگڑے ہیں

جیتے ہی جی کیا ملکِ فنا میں ساتھ بشر کے جھگڑے ہیں
مرے اِدھر سے جبکہ چھٹے تو جا کے اُدھر کے جھگڑے ہیں

کیسا مومن کیسا کافر۔ کون ہے صوفی کیسا رند
سارے بشر ہیں بندے حق کے سارے شر کے جھگڑے ہیں

اک اک جو روستم پر اُس کے سو ا سوداغِ دل ہیں گواہ
ہم جو اس سے جھگڑے ہیں حق ثابت کر کے جھگڑے ہیں

غم کہتا ہے دل میں رہوں میں جلوہ جاناں کہتا ہے کہ
کس کو نکالوں کس کو رکھوں ! یہ گھر کے جھگڑے ہیں

بحر میں موتی پانی پانی۔ لعل کا دل خوں پتھر میں
دیکھو! لب و دنداں سے تمہارے لعل و گہر کے جھگڑے ہیں

دوست کے گھر میں دشمن ہو جب سنگ ہمارے سینہ پر
دل کا ذکر رہا کیا باقی ۔پھر تو سر کے جھگڑے ہیں

حضرتِ دل کا دیکھنا عالم ہاتھ اُٹھائے دُنیا سے
پاؤں پسا رے بیٹھے ہیں او ر سر پہ سفر کے جھگڑے ہیں

ذوق مرتب کیونکہ ہو دیواں شکوہ فرصت کیس سے کریں
باندھے گلے میں ہم نے اپنے آپ ظفر کے جھگڑے ہیں

۱۸

آج اُن سے مدعی کچھ مدعا کہنے کو ہیں
پر نہیں معلوم کیا کہو گے کی کہنے کو ہیں

وصفِ چشم و وصف لب اس یار کا کہنے کو ہیں
آج ہم درسِ اشارات و شفا کہنے کو ہیں

ہیں دہن غنچوں کے وا کیا جانے کیا کہنے کو ہیں
شاید اس کو دیکھ کر صلِّ علیٰ کہنے کو ہیں

کہہ دے شبنم سے نہ بھر سیماب کے کان میں
بلبلیں احوالِ دل کچھ اے صبا کہنے کو ہیں

دیکھے آئینے بہت ۔بن خاک ہیں ناصاف سے
ہیں کہاں اہل صفا اہلِ صفا کہنے کو ہیں

دم بدم رک رک کے ہے منہ سے نکل پڑتی زباں
وصف اس کا کہہ چکے فوارے یا کہنے کو ہیں

اب تو رات آخر ہوئی میری طرف دیکھو ذرا
مسجدوں میں لوگ اذاں اے مہ لقا کہنے کو ہیں

میں ترے ہاتھوں کے قرباں واہ کیا مارے ہیں تیر
سب دہانِ زخم منہ سے مرحبا کہنے کو ہیں

میرے دل کے آبلے دیکھے تو منہ فق ہو گئے
زرد یُوں ہی دنہ ہائے کہر با کہنے کو ہیں

دیکھ تو لے پہنچے کس عالم سے کس عالم میں ہیں

نا لہائے دل ہمارے نار سا کہنے کو ہیں
گاہ دامنگیر بادو گہ بیا باں گردِ خاک
اب تو تیرے عاشقوں کے دست و پا کہنے کو ہیں
وہ جنازہ پہ مرے کس وقت آئے دیکھنا
جبکہ اذان عام میرے اقربا کہنے کو ہیں
ہے جہاں مانندِ مجمر اور ہم مثل سپند
اب چلے جائیں گے آئے اک صدا کہنے کو ہیں
پوچھو قاتل سے کریگا قتل آکر کب تلک
اپنی تاریخ آج ہم پیش ازقضا کہنے کو ہیں
میرے سودا کا اطبا رکر نہیں سکتے علاج
یونہی خبطی خبط و مالیخو لیا کہنے کو ہیں
مٹ گئے جو ہر وفا کے اُٹھ گئے سب اہل دل
اب وفا ہے نام اور باوفا کہنے کو ہیں
ہے صفائے دل وہی جسمیں عیاں ہو شکل یار
یوں تو آئینوں کے دل بھی با صفا کہنے کو ہیں
کیا تماشا ہے کہ انکے کان میں اُٹھا ہے درد
ہم جو آئے دردِدل اپنا ذرا کہنے کو ہیں
بے سبب سو فار انکے منہ نہیں کھولے ہیں ذوق
آئے پیکِ مرگ پیغام قضا کہنے کو ہیں

۱۹

کرے وحشت بیاں چشمِ سخن گو اسکو کہتے ہیں
یہ سچ کہتے ہیں سر چڑھ بولے جادو اُسکو کہتے ہیں

سوالِ بوسہ کو ٹال ا۔جواب چین ابر وسے
براتِ عاشقاں بر شاخ آہو اس کو کہتے ہیں

جگر اور د کا جتنا حوصلہ تھا ٹل گیا سارا
نگہ کے تیر کا ہونا ترازو اس کو کہتے ہیں

عدوئے نیشن زن ہر دم ہے میرے در پے ایذا
یہ موذی زہر کی ہے گانٹھ ۔بچھو اسکو کہتے ہیں

گوارا تلخی مے کیوں ن ہو ہم خستہ جانوں کو
کہ دارو تلخ ہے بہتر ہے دارو اسکو کہتے ہیں

گرہ کھولی ذرا اُسنے جو اپنی زلف مشکیں کی
معطر ہو گیا آفاق ۔خوشبو اسکو کہتے ہیں

جو پوچھے عقل یہ دل سے بتا کیا نام ہے تیرا
کہوں ۔دیوانہ چشم پر یرو اسکو کہتے ہیں

کھچی شیریں نہ دل سے کوہکن نے کوہ کو کاٹا
محبت یہ نہیں ہے زور بازو اسکو کہتے ہیں

اج سو بار آئی ذوق پر جبتک نہ وہ آئے
نہ پایا دم نکلنے میر ا ۔ قابو اسکو کہتے ہیں

۲۰

قصد جب تیری زیارت کا کبھو کرتے ہیں
چشم پُر آب سے آئینے وضو کرتے ہیں

کرتے اظہار ہیں در پردہ عداوت اپنی
کیوں مرے آگے جو تعریف عدو کرتے ہیں

دل کا یہ حال ہے پھٹ جائے ہے سو جائے سے
اور اگر اک جائے سے ہم اس کو رفو کرتے ہیں

توڑ دیں اک نالہ سے اس کا سہ گردوں کو مگر
نوش ہم اس میں کبھی دل کا لہو کرتے ہیں

قد دلجو کو تمہارے نہیں دیکھا شاید
سر کشی اتنی جو سرِ لب جو کرتے ہیں

۲۱

ہے جی میں اپنے غرہ جوہر کو توڑ دوں
آئینہ خیال مکدر کو توڑ دوں

دُنیا سے میں اگر دل مضطر کو توڑ دوں
سارے طلسم و ہم مُکدر کو توڑ دوں

میں کاٹ دوں پہاڑ کو پتھر کو توڑ دوں
پر کیونکہ غیر سے بُت کافر کو توڑ دوں

دشت جنوں میں جو اُٹھا یا ذرا قدم
پائے رفیق و ہمت رہبر کو توڑ دوں

کیا دشمنی ہے اہم کرم سے کہے ہے چرخ
یاں جھکاؤں شاخِ ثمر ور کو توڑ دوں

ساقی لڑائیوں سے تری چاہتا ہے جی
باہم لڑا کے شیشہ و ساغر کو توڑ دوں

احسان ناخدا کے اُٹھائے میری بلا
کشتی خدا پہ چھوڑدوں لنگر کو توڑ دوں

ہر موج بحرِ عشق کو یہ بل ہے بل بے زور
کہتی ہے دست و پائے شنا ور کو توڑ دوں

نازک خیالیاں مری توڑیں عدو کا دل
میں وہ بلاہوں شیشہ سے پتھر کو توڑ دوں

اے آشنا نہ پوچھ گر انبای گناہ

کشتی میں ہوں تو بوجھ سے لنگر کو توڑ دوں
پھر اس مژہ کو یاد کرے دل تو دل میں ذوق
نشتر چبھو کے میں سرِ نشتر کو توڑ دوں

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۲۲

آفت جاں دل کو ہیں تن کی قفس کی تیلیاں
ورنہ یاں ہیں بال و پر تا رِ نفس کی تیلیاں

استخواں ہیں اس تنِ لاغر میں خس کی تیلیا ں
تیلیاں بھی وہ کہ جو ستر برس کی تیلیاں

رخصت پر واز گر دیویں قفس کی تیلیاں
جاکے دیکھ آئین جو کچھ رکھتی تھیں خس کی تیلیاں

دل کے شعلوں سے قفس کے پیش و پس کی تیلیاں
لیجئے مژگاں کی مجھ بے دسترس کی یلیاں

گر رگ گل سے ہوں بُلبل کی قفس کی تیلیاں
کانتے آنکھوں میں چبھوئیں اسکے خس کی تیلیاں

طائر ان رنگ گل کا فکر کیا اے باغباں
ہیں یہی رگہائے گل اس کے قفس کی تیلیاں

میں ہوں دیوانہ کسی کے سبزہ رخسا ر کا
مار و پھولوں کی جگہ تم مجھ کو خس کی تیلیاں

اے مہندس مرغِ ساعت کو اگر کرتا ہے بند
لے ہوا میں اُڑ کے آواز جرس کی تیلیاں

سوز غم سے ہیں سلگتے جسم و جانِ ناتواں
کب کا یہ کوڑا تھا یارب کے برس کی تیلیاں

کشتہ مژگاں کے گنبد کا ہے مرقد اے صبا

جا لگا اس پر عوض زریں کلس کی تیلیاں
طائر رنگ حنا کا شوق اگر ہو اے پری
تیرے ہاتھوں کی لکیریں ہوں قفس کی تیلیاں
چشم گریاں نے اگر کی اس برس برسات خوب
سبزہ ہو جائیں گی سب میرے قفس کی تیلیاں
ہے دوائی اس شجر کیواسطے تارزہ خزاں
پتے نچکر رہ گئیں خالی سرس کی تیلیاں
شیخ کی داڑھی تو حاضر ہے لگا دے ساقیا
گرخس شیشہ کو ہیں درکا رخس کی تیلیاں
موئے مژگاں ہیں کہ رکھتے ہیں ترے شہباز چشم
آشیاں کیواسطے چن چن کے خس کی تیلیاں
ہے پئے مرغ دل بلبل رگ گل کا تفس
اس سے نازک اور کیا ہونگی قفس کی تیلیاں
گر ہے اے صیاد ناداں تجھ کو آرائش کا شوق
مت بنا پیتل سے قفس کی تیلیاں
جو ہیں مرغ تر داغ انکے قفس کے واسطے
چاہئیں صندل کی چوبیں اور خس کی تیلیاں
اُڑ کے جا پہنچے ہوائے شوق میں تنکے کی طرح
تھیں جو ٹانگیں قاصد ان زوورس کی تیلیاں
طرز نالہ مجھ سے گر سیکھیں جلادیویں ابھی
صوت قفس بن کے آواز یں جرس کی تیلیاں

شیخ تل شکری جو لائے لعل لب کے سامنے
گل کا دور نا تھا مگر شاخ عدس کی تیلیاں
سلسلہ وابستہ تھا کچھ عالمِ معنی سے ذوق
ورنہ تھیں یہ تیلیاں کب اپنے بس کی تیلیاں

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۲۳

وقت پیری شباب کی باتیں
ایسی ہیں جیسی خواب کی باتیں

پھر مجھے لے چلا ادھر دیکھو
دل خانہ خراب کی باتیں

واعظا چھوڑ ذکرِ نعت خلد
کر شراب و کباب کی باتیں

حرف آیا جو آبرو پہ مری
ہیں یہ چشم پُر آب کی باتیں

مہ جبیں ! یاد ہیں کہ بھول گئے؟
وہ شب ماہتاب کی باتیں

تجھ کو رسوا کرینگی خوب سے دل
تیری یہ اضطراب کی باتیں

جاؤ ہوتا ہے اور بھی خفقاں
سُن کے ناصح جناب کی باتیں

جام مے لب سے تو لگا اپنے
چھوڑ شرم وحجاب کی باتیں

سنتے ہیں اس کو چھیڑ چھیڑ کے ہم
کس مزے سے عتاب کی باتیں

دیکھ اے دل نہ چھیڑ قصہ زلف

کہ یہ ہیں پیچ و تاب کی باتیں
ذکر کیا جوش عشق میں اے ذوق
ہم سے ہوں صبر و تاب کی باتیں

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

ردیف و

ا

رندِ خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو
تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

ناخن خدا نہ دے تجھے اے پنجہ جنوں
دے گا تمام عقل کے بخیئے ادھیڑ تو

اُلفت کا گر ہے نخل تو سر سبز ہوئے گا
سو بار جڑ سے پھینکدے اسکو اُکھیڑ تو

عمر رواں کا توسن چالاک اس لئے
تجھ کو دیا کہ جلد کرے یاں سے ایڑ تو

اے زاہد دورنگ نہ پیر آپ کو بنا
مانند صبح کا ذب ابھی ہے ادھیڑ تو

اس صید مضطرف کو تامل سے ذبح کر
دامان و آستیں نہ لہو میں لتھیڑ تو

جو سوتی بھیڑ اپنے شروشور سے جگائے
دروازہ گھر کا اس سگ دنیا سے بھیڑ تو

چھٹتا ہے کوئی مر کے گرفتار دام زلف
تربت پہ سکی جا ل کا پائے گا پیڑ تو

یہ تنگنائے دہر نہیں منزل فراغ
غافل نہ پاؤں حرص کے پھیلا سکیڑ تو

آوارگی سے کوئے محبت کی ہاتھ اُٹھا
اے ذوق یہ اُٹھا نہ سکے گا کھکیڑ تو

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۲

جو کہوے قدِ یار کی تصویر دکھا دو
تم لکھو الف اور وہی تحریر دکھا دو

دیکھو سرِ مقتل نہ کہیں چھوڑ دے بسمل
پہلے مجھے تم یار کی شمشیر دکھا دو

حالت طپش دل کی مرے پوچھیں اگر وہ
تم اُن کو تڑپتا ہو ا انچھیر دکھا دو

گر دیکھ لے زاہد تو پھر ایمان ہی لائے
تم مصحف رُخ اس کو بہ تدبیر دکھادو

گر چاہو ثریا ہو نہاں پردہ شب میں
جھمکوں کو تہ زلف گرہ گیر دکھادو

وہ برقِ نگہ اپنا ہے دکھلا رہی عالم
اس نالہ جانسو ر کا اک تیر دکھادو

گر وہ نہیں آسکتے یہاں تک تو بلا سے
لاکر کوئی اُن کی مجھے تصویر دکھا دو

دیتے ہیں خبر غیب کی گر شیخ جی صاحب
کہ دو کہ ہمیں تم خط تقدیر دکھا دو

اک جان ہے اک دل ہے سو ہیں یکرخ و یکرنگ تم
چاہو تو ہر رنگ میں تاثیر دکھا دو

لطف و کرم یار کیتم پر جو ہیں منکر

ذوق آج اُنہیں تم یار کی تحریر دکھا دو

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۳

بجا کہے جسے عالم اُسے بجا سمجھو
زبانِ خلق کو نقارہ خدا سمجھو

عزیزو اس کو نہ گھڑیاں کی صدا سمجھو
یہ عمر رفتہ کی اپنی صدائے پا سمجھو

سمجھ تو کور سوادوں کو ہو جو علم نہ ہو
اگر سمجھ بھی نہ ہو کو رِ بے عصا سمجھو

پڑے کتاب کے قصوں میں کیا کروں صاف
صفا ہو دل تو بہ ازر وضتہ الصفا سمجھو

ہنسے وہ رونے پہ میرے تو پھر صفِ مژگاں
نہ سمجھو چشم پہ دیوار ِ قہقہا سمجھو

نفس کی آمد و شد ہے نماز اہل حیات
جو یہ قضا ہو تو اے غافلو قضا سمجھو

تمہاری راہ میں ملتے ہیں خاک میں لاکھوں
اس آرزو میں کہ تم اپنا خاک پا سمجھو

دعائیں دیتے ہیں ہم دل سے تیغ قاتل کو
لب جراحت دل کو لب دُعا سمجھو

بہا دیا مراخوں اس نے اپنے کوچہ میں
اسی کی یارو دیت سمجھو خوں بہا سمجھو

سمجھ ہے اور تمہاری کہوں میں تم سے کیا

تم اپنے دل میں خدا جانے سُن کے کیا سمجھو
تمہیں ہے نام سے کیا کام مثلِ آئینہ
جو روبرو ہو اُسے صورت آشنا سمجھو
نہیں ہے کم زرِ خالص سے زردی رخسار
تم اپنے عشق کو اے ذوق کیمیا سمجھو

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۴

پتھر ا دیا جلوہ نے ترے چشم صنم کو
چکرا دیا غمزہ نے ترے طوف حرم کو

جب سے کہ لکھا ہے ترا وصفِ رُخ زیبا
چومے ہے قلم لوح کو اور لوح قلم کو

رونق ہے بہار گل رخسار سے تیری
گلزار حدوث و چمنستان قدم کو

جائے نہ کجی طبع جفا پیشہ سے ہر گز
کس طرح نکالے کوئی شمشیر کے خم کو

کیا ڈھونڈتا ہے تو عملِ بغض و محبت
چلتا ہوا تعویز سمجھ نقش در م کو

ہیں اشک کباب اشک ترے سوختہ جاں کے
پر کرتے ہیں خوں شبنم گرزار ارم کو

دیوانہ تریا قید سے ہستی کی جو چھوٹا
چڑھ جائے گا اک زلزلہ صحرائے عدم

جس دن سے زمیں پر ہے فلک خاک ہے اُڑتی
دیتے تھے یہاں اہ نہ اس سبز قدم کو

خوبی سے نہیں رونق بازارکو یوسف
اس شکل و شمائل پہ بکا چند درم کو

کیا دیگا دم آکر کسی بے دم کو مسیحا

اللہ سلامت رکھے اس تیغ کے دم کو
دے جام مجھے چشم عنایت سے جو ساقی
دکھلاؤں تماشا ابھی کیخروجم کو
بد ہو کوئی یا نیک رقم کا ہے اس کا
احوال بد و نیک سے کیا کام قلم کو

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۵

دن کٹا جایئے اب رات کدھر کاٹنے کو
جب سے وہ گھر میں نہیں دورے ہے گھر کاٹنے کو

ہائے صیاد ! تو آیا مرے پر کاٹنے کو
میں تو خوش تھا کہ چھری لایا ہے کاٹنے کو

اپنے عاشق کو نہ کھلواؤ کنی ہیرے کی
اس کے آنسو ہے کفایت ہیں جگر کاٹنے کو

دانت انجم سے نکالے ہوئے تجھ بن مجھ پر
منہ فلک کھولے ہے اے رشک قمر کاٹنے کو

وہ شجر ہوں نہ گل و بار نہ سایہ مجھ میں
باغباں نے ہے لگا رکھا مگر کاٹنے کو

سرو گردن جگر و دل ہیں یہ چاروں حاضر
چاہے دل یار کا چورنگ اگر کاٹنے کو

شام ہی سے دل بیتاب کا ہے ذوق یہ حال
ہے ابھی رات پڑی چار پہر کاٹنے کو

٦

چرخ ضدی ہی کوئی ضد نہ دلادے اسکو
کہ سُنے غرقے تو جلادے اسکو
دیکھیں تم کیسے بھلکو ہو جسے کرتے ہو یاد
بھول تو جاؤ بھلا میرے بھلا وے اسکو
قالبِ خاکی انسان کو بنا کر کچا
عشق کی آگ میں ڈالا کہ پکا دے اسکو
آبرو خاک میں دی اس نے ملا آئینہ کی
مجھ سے ہو آئینہ تو منہ نہ دکھاوے اسکو
منہ ہے کیا شمع کا ہو بزم میں تجھ سے روکش
چٹکیوں میں ابھی گلگیر اُڑا دے اسکو
آئے تصویر ہی اسکی وہ نہ آئے تو نہ آئے
پر مرے پاس کوئی کھینچ ہی لاوے اسکو
پیار کی بات یہ مجھ سے نہیں اک اور سے ہے
تیر خو ہے کہے مجھ کو سنا وے اسکو
وہ عیادت کو مری آئے تو کیونکر آئے
مر بھی جاؤں تو ذرا رحم نہ آوے اسکو
مشتِ کاک اپنی ہم اس کوچہ میں کل پھینک آئے
اب وہ ذوق آپ اُٹھائے نہ اٹھاوے اسکو

۷

دانہ خرمن ہے ہمیں قطرہ ہے دریا ہم کو
آئے ہے جُو میں نظر کل کا تماشا ہم کو

اس بلندی پہ دیا عشق نے پہنچا ہم کو
کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہم کو

ہم وہ مجنوں ہیں کہ دل اپنا ہے صحرا ہم کو
اور جوں خیمہ لیلےٰ ہے سویدا ہم کو

اس نے خط جو قلم سر سے لکھا ہم کو
لکھا ایمائے خموشی ہے یہ گویا ہم کو

رکھ مکدر نہ بس اے چرخ تو اتنا ہم کو
ہم نے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہم کو

شوق ہستی میں ہے گلگشت چمن کا ہم کو
چاہیئے جائے عصا گردن مینا ہم کو

ہو دیگا کشتی طوفاں زدہ تابوت اپنا
آگیا اپنے اگر مرنے پہ رونا ہم کو

بستگی دلکو ہے کیوں اس گرہ زلف کیساتھ
کیا کہیں کچھ نہیں کھلتا یہ معما ہم کو

ہم وہ مجنوں ہیں کہ گرد رم آہو کی طرح
بھاگے ہے دُور رہی سے دیکھ کے صحرا ہم کو

کس سے تدبیر درستی ہو ہماری جوں زلف

کہ شکستوں سے بنایا ہے سراپا ہم کو
جا بجا نام تو جوں نقش قدم چھوڑ گیا
خاک گم ہو کے گیا ڈھونڈنے عنقا ہم کو
اور ہمدرد کہاں ہونہو اے حضرتِ دل
درد اب تم کو ہمارا ہو تمہارا ہم کو
پھینک کر شیشہ دل ہاتھ سے کتا ہے وہ مست
کیا بنانا تھا ہتھیلی کا پھپولا ہم کو
اثرِ کفر ہے طاعت سے بھی اپنی پیدا
نقش سجدہ کا ہے پیشانی پہ ٹیکا ہم کو
نخل خرما کی طرح باغِ محبت میں ملا
کثرت زخم سے اک خلعت زیبا ہم کو
ایک دم تنگ وہ آئے تھے بغل میں اس پر
غم دوری سے کیا تنگ ہے کیا کیا ہم کو
دم میں اب دم نہ رہا اپنے جو ٹھہریں کوئی دم
ہوں مگر ہو ترے آنے کا بھروسا ہم کو
آن پہنچی سر گرداب فنا کشتی عمر
ہر نفس باد مخالف کا ہے جھوکا ہم کو
ہو سکے لاغری وضعف کہاں مانع شوق تیری جانب
پر پرواز میں اعضا ہم کو
ہم گئے جسکی طرف جوں گل بازی اُس نے
پاس آنے نہ دیا دور ہی پھینکا ہم کو

رشک تھا اپنے نوشتہ پہ کہ اس نو خط نے
خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہم کو

ہر قدم پاؤں میں سر رکھتے ہیں خار سر دشت
اے جنوں تو نے تو کانٹوں میں گھسیٹا ہم کو

کرتے جوں کوہ نہیں ہم تو سخن میں سبقت
پر وہ کچھ ہم سے سنے گا جو کہے گا ہم کو

اپنا ہے کعبہ مقصود فقط گوہر دل
طوف گرد اب صفت چاہئے اپنا ہم کو

لگ گئی آنکھ جو سو دے میں تری زلفوں کے
شب سیاہی نے کئی بار دبا یا ہم کو

حرف تلخ اس لب شیریں سے ہر اک بات پہ آہ
ناصحا سنتے ہیں ہم کچھ تو ہے میٹھا ہم کو

خاک سے کیونکہ ہماری گل رعنانہ اُگے
کہ کسی گل کی دورنگی نے ہے مارا ہم کو

ایک دم عمر طبیعی ہے یہاں مثل حباب
فکر امروز ہے نے ہے غم فردا ہم کو

جتنے عاشق ہیں بہم ۔ ایک کا ہے ایک عزیز
شمع شے چاہیے ہے خون کا دعویٰ ہم کو

کیا ستم ہے کہ پئے قطع رہِ عشق فلک
آرہ ساں دیتا ہے دنداں عوض پا ہم کو

دل میں تھے قطرہ خوں چند ۔ سو مانند انار

نہ رہے وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہم کو
مل گئیں خاک میں جو صورتیں ہے انکا خیال
کیوں نہ فانوس خیالی ہو بگولا ہم کو
ہم وہ ہیں وحشی لاغر کہ چھپا لیتی ہے
زیر دامن نگہ آہوئے صحرا ہم کو
ہم نہ کہتے تھے کہ ذوق اسکی تو زلفوں کو نہ چھیڑ
اب وہ برہم ہے تو ہے تجھ کو قلق یا ہم کو

www.Nayaab.Net

۸

آسماں اور وہ انسان بناتا ہم کو
خاک میں تھا مگر اس ڈھب سے ملاتا ہم کو

ذبح کیوں کرتے ہی فتراک سے باندھا ہم کو
چھوڑ ۔ ہونے دے تڑپ کر ابھی ٹھنڈا ہم کو

دل شکستہ مگر اس یار نے سمجھا ہم کو
خط بھی جو خط شکستہ ہی سے لکھا ہم کو

باعث رشک ہوا عشق ہمارا ہم کو
تجھ بن دیکھے ہے غش جس نے کہ دیکھا ہم کو

کر دیا گر یہ نے آخر سبک ایسا ہم کو
لے گئے اشک بہا جوں کف دریا ہم کو

اس پہ مرتے ہیں کہ کیوں غیر کو تو نے مارا
وہ نصیب اس کو ہوئی تھی جو تمنا ہم کو

ہے وہی جنبش لبہاتے جراحت پسِ قتل
کس لب تیغ کے بوسہ کا ہے لپکا ہم کو

ہم و ہ ہیں گرم روِ راہ وفا جوں خورشید
سایہ تک بھاگ گای چھوڑ کے تنہا ہم کو

ٹپکا مژگاں سے لہو ہو کے جگر آخر کار
ایک مدت سے اسی ٹپکے کا ڈر تھا ہم کو

کال سرمہ کا تمہیں چاہیئے زیبائش کو

اختر سوختہ ہے اپنا ہی زیبا ہم کو
یہ تو یوں مضطرب ۔ اور سینہ میں لاکھوں روزن
دل کا رہنا نظر آتا نہیں اصلا ہم کو
خطِ توام سے لکھو گور پہ تاریخ وفات
کہ رہی وصل کی تا مرگ تمنا ہم کو
کون فلطیدہ تھا خاک سرِ کو پر تیری
خواب شب بستر مخمل پہ نہ آیا ہم کو
جسکی آواز سے ہوں رونگٹے سو ہاں کے کھڑے
وہ محبت نے دیا سلسلہ پا ہم کو
اک حلاوت ہے عداوت میں بھی اس ظالم کی
کہ دیا زہر بھی گر اس نے تو میٹھا ہم کو
دیکھا آخر نہ کہ پھوڑے کی طرح پُھوٹ بہے
ہم بھرے بیٹھے تھے کیوں آپ نے چھیڑا ہم کو
ٹپکے ہی جائے عرق ہر بُن مو سے پیکاں
یہ ہدف کس نے کیا تیر بلا کا ہم کو
ہم سفر ہونہ سکا کوئی بھی اپنا لیکن
جادہ پہنچانے گیا تالب دریا ہم کو
ہم وہ ہیں رند کہ اس عالم پیری میں بھی ہے
اُنس میخانہ سے جوں پنبہ مینا ہم کو
سنگدل ہیں اب گور میں بھی بھاری ہیں
ہے سوم میں جو ترے آنے کا دھڑکا ہم کو

تو ہنسی سے وہ نہ کہہ مرتے ہیں ہم بھی تم پر
مارہی ڈالے گا بس رشک ہمارا ہم کو

پھرتے ہی آنکھ کے پھیرینگے گلے پر خنجر
ہو چکا آپ کا معلوم ہے ایما ہم کو

گرمی تپ سے ہوا سوز دروں جو افشا
آگیا مارے خجالت کے پسینا ہم کو

حسرت اے خواری وحشت کہ گریبان کا تار
ہو گیا یف سے تار رگ خار ا ہم کو

کھانے پینے کی قسم کھائی ہے تجھ بن ہم نے
کہے جب تک کہ نہ قم قم لب مینا ہم کو

ہم تبرک یں بس اب کر لے زیارت مجنوں
سر پہ پھرتا ہے لئے آبلہ پا ہم کو

وصل کا اس کے تصور جو بندھا رہتا ہے
تو مزے ہجر میں بھی آتے ہیں کیا کیا ہم کو

واہ قسام ازل ۔صدقہ ہم اس قسمت کے
جامِ عشرت اُسے اور داغ تمنا ہم کو

کشتہ ہی ہوتا ہے اسیر کہ مثل سیماب
کچھ کندہ سے نہیں خون کا دعوے ہم کو

رہی ہر طرح سے صیدی کے کبوتر کی طرح
ہاتھ سے اس بُت بیدرد کے ایذا ہم کو

ذوق صیدی ہی میں نہ فقط ذبح کا کچھ قصد رہا

ساتھ لڑکوں کے پڑا کھیلنا گویا ہم کو

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۹

تمنا نہیں ہے کہ امداد دل کو تپش کا صلہ ہو کہ مژ دقلق ہو
یہی حق ہے قاتل اگر حق دلا دے یہ بسمل ترے پاؤں پر جاں بحق ہو
جو مے نوش وہ شوخ رشک قمر ہو تو سرخی نہ کیوں اس کے رخسار پر ہو
غروب آفتاب درخشاں اگر ہو تو کس وجہ پیدا نہ رنگ شفق ہو
کتاب محبت میں اے حضرت دل بتاؤ کہ تم لیتے کتنا سبق ہو
کہ جب آن کر تم کو دیکھا تو وہ ہی لئے دست افسوس کے دو ورق ہو
کرو دونو آنکھوں کے طبقے یہ روشن کہ ہو جاؤ رشک مہ چاردہ تم
سُنا ہے کہ تم نور سے اپنے کرتے منور بہ یک جلوہ چودہ طبق ہو
یہ کشتوں کا اس مانگ کے اک پتا ہے کہ اُن تیرہ بختوں کی تربیت پہ کوئی
اگر سنگ موسےٰ کا تعویذ رکھ دے تو رکھتے ہی بس درمیاں سے وہ شفق
ہو

مری زندگی تھی ابھی ستمگر۔ مسیحائی جو کر گئی گیری ٹھوکر
کہ ٹھکرایا تو نے تو یہ تھا سمجھ کر۔ نکل جائے جاں کچھ جو باقی رمق ہو
اگر رشک گلشن نہ ہو مجھ سے باہم تو گلشن میں ہووے یہ وحشت کا عالم
چٹکنا ہو غنچوں کا آوازِ ضیغم ۔ چمن مجھ کو اک وادی لق ذوق ہو
اگر زخم سینہ سے پھاہا اُٹھاؤں ۔تو خشید محشر کو میں تپ چڑھاؤں
اگر پنبہ داغ دل کو دکھاوں۔ تو صبح کا منہ دم میں فق ہو
یہ بحر وقوافی غزل کے بدل کر رقم اک غزل کر کہ اے ذوق جس میں
نہ ہو لفظ مغلق نہ تعقید مطلق ۔ جو فی الجملہ کچھ ہو تو مضموں ادق ہو

۱۰

جس ہاتھ میں خاتم لعل کی ہے۔گر اس میں زلف سرکش ہو
پھر زلف بنے وہ دست موسےٰ جس میں اخگر آتش ہو

اے قاتل حلق بریدہ سے ۔ اک شعلہ دل گر سرکش ہو
تو روشن حلقہ جیب کا میری ۔ مثل تنور آتش ہو

ہو تیرا سیہ رُو صبح ہجراں۔ رخصت مجھ سے وہ مہ وش ہو
کیوں! کھینچوں آہ کہ خور بھی پنہاں زیر دود آتش ہو

لبریز شراب ناز دکھا تو ساغر چشم کافر کو
پر بُرش تیغ ناز سے اپنے دل میں کرتے عش عش ہو

دل نخل میں قد کے جوں ذکریا چھپ کر چشم کافر سے
اب ارہ جنبش ابرو سے کیونکر نہ بزیر کشا کش ہو

لبیک و اذاں ۔ناقوس و جرس ۔ یا قلقل مے یا نالہ نے
دل کھینچنے کو اے ہمنفسو ! کوئی تو نوائے دل کش ہو

بن تیرے گھر کی آرایش ۔ جب دشمنِ جاں ہو عاشق کی
محراب طاق کماں بن جائے دستہ نرگس ترکش ہو

مانند نمکداں چرخ پہ انجم حق نے بنائے اپنے لئے
تاہر لب زخم حسرت میرا ہجر کی رات نمک چش ہو

گر کلک اہ کو گردش دوں تو دودہ شمع دل سے مرے
طاؤس فلک کا سینہ ابھ جوں سینہ باز منقش ہو

جب ضعف سے مجھ کو غش آیا تو طنز سے وہ کیا کہتا ہے

بس غش نہ کرو ہم جان گئے تم مرنے پہ زحد غش ہو
کیا خون کے دریا جذب کئے ہیں خاک کوچہ قاتل کے
مدفن کو بھی اس کے سمکش کے ایسی ہی زمیں دل کش ہو
بس چھوڑ و دامن قاتل کا لو ہاتھ بہائے خوں سے اُٹھا
جب اپنا بہا خوں پاؤں پہ اُسکے دل کیوں اُسکا مشوش ہو
کیا رجز کو ک مقطوع و مرفل تم نے غزل یہ لکھی ہے
ذوق اسکی بحر کو سُن کر شاداں روح خلیل و انحفش ہو

www.Nayaab.Net 2006 انٹرنیٹ ایڈیشن سال

11

سگ دُنیا پس از مردون بھی دامنگیر دنیا ہو
کہ اس کُتے کی مٹی سے بھی کتا گھانس پیدا ہو

ہجوم آور جو آنکھوں میں ترا شوق تماشا ہو
تو شاخِ ہر مژہ سے چشم نرگس و ار پیدا ہو

ترے بیمار کو گر اپنے جینے کی تمنا ہو
فلک پر سُن کے ہنستے شادی مرگ عیسےٰ ہو

نہ ہووے دسترس دامانِ وصلِ یار تک ہرگز
اگر چہ سر سے عاشق پاؤں تک دستِ تمنا ہو

مجھے کای چاہیے عقدہ کشا سوز محبت میں
گرہ میری پسند آسا مری فریاد سے وا ہو

درازی میں شب غم کی اگر بہلائے دل مجنوں
خیال زلف لیلےٰ اس کے حق میں الف لیلہ ہو

کرے پرواز مرغ جاں اگر چہ شاخ طوبےٰ تک
پر اس تار نظر سے مثل مرغ رشتہ برپا ہو

حلاوت یاں کہاں جب ہووے آب شور کا دریا
زلال خضر کا اک چشمہ سو بھی سب سے اخفا ہو

تصوریوں کبھی غفلت میں آجاتا ہے مرنے کا
کہ جیسے عالم رویا میں چشم کر رہینا ہو

مجھے بلوہ میں مارا ہے نگاہ و نازو مژگاں کے

بتاؤں کس کو قاتل کس سے میرے خوں کا دعویٰ ہو
یہ شہرت نام کی بھی وہ بلا ہے پیچ ہستی کا
کہ صحرائے عدم میں گردن عنقا کا پھندا ہو
مرے صحرا میں وہ وحشت برستی ہے کہ مجنوں
گرے گر سر پہ قطرہ آبلہ زیر کف پا ہو
کہیں کیا دل کی وسعت اپنے ہم اللہ رے وسعت
اگر نہ آسماں ہوں جمع اک خال سویدا ہو
اکیلا رہ گیا یاروں سے یوں ہوں ناتوانی میں
کہیں شاخ خزاں دیدہ پہ جیسے زرد پتا ہو
جو ذکر اللہ کو ہو ذوق مانع مایہ عشرت
تو کیوں حق حق کرے وہ شیشہ جس شیشہ میں صہبا ہو

۱۲

سر و مہری سے تری گر خون دل یخ بستہ ہو
پھر نہ ٹپکے کوزہ دل گرچہ سب شکستہ ہو

کیونکہ قابو میں فلک کے عاشق وارستہ ہو
یہ تو جب ہو گر کماں کے بس میں تیر جستہ ہو

ہر قدم پر ہے خراش پائے مجنون گل فشاں
تا کہ اک اک خار صحرائے جنوں گلدستہ ہو

کیا ہوا داغ محبت سے ہوا دل سر بہر
یہ نہیں ممکن کہ میا راز دل سر بستہ ہو

کیا نکالے سوزن الماس دل سے غم کی پھانس
جتنی یہ کاوش کرے اتنی ہی یہ پیوستہ ہو

منہ سے جو نکلے مزا جب ہو کہ ہووے دلنشیں
آہ موزوں ہے کہ نالہ مصرعہ بر جستہ ہو

جانے کیا بیدرد انداز کلامِ درد مند
ذوق میرا ہم سخن گر ہو کوئی دل خستہ ہو

۱۳

صفا میں رُخ سے تیرے آئینہ کیا خاک ہمسر ہو
نگاہ چشم سرمہ آلود سے بھی جو مکدر ہو

مری تاثیر وحشت وہ ہی مضطر جس سے پتھر ہو
نگیں پر نام لکھدوں تو نکل کے گھر سے باہو ہو

ترا دیوانہ دل سوختہ آتش قدم گر ہو
جلا وے زیر پا گر خار مژگانِ سمند ہو

قیامت کو بھی کای انصاف اپنا اے ستمگر ہو
ابھی قصہ نہ ہو آخر کہ آخر روز محشر ہو

جو تو دریا میں دھووے ناخن پا گلبدن اپنے
تو ہر اک فلس ماہی شکل برگ گل معطر ہو

ڈبوویں آشنا کو گر سبک دوش اپن صحبت میں
تو آہن ساتھ کیوں لکڑی کے دریا میں شناور ہو

کھٹکتی ہی رہی دل میں تری مژگانِ برگشتہ
ہجوم نیش کژ دم سے اگر دل گنج نشتر ہو

کیا یہ سوختہ جاں تو نے مجھ کو سرد مہری سے
کہ آہِ سرد میری شمع کافوری سے ہمسر ہو

حرم کو جائے زاہد ہم تو میخانہ کو چلتے ہیں
مبارک اس کو طوف کعبہ ہم کو دور ساغر ہو

نشہ ٹوٹے تری ساغر غشِ وحشت کا کیا ممکن

اگر سو ٹکڑے سنگ کو دکاں سے کاسہ سر ہو
بچائے حق تعالیٰ اس پزیدی شمر مشرب سے
کہ خوں سیّد کا جس بیرحم کو خون کبوتر ہو
رہائی قتل پر موقوف ہو گر ہم اسیروں کی
روانی تیغ میں وابستہ گر زنجیر اُلفت ہو
مجھے صحن چمن بھی عرصہ گاہِ حشر ہو تجھ بن
گِل خورشید میرے واسطے خورشید محشر ہو
جو کھوئے آپ کو وہ منزل مقصود کو پہنچے
تری گم گشتگی اس راہ میں اے ذوق رہبر ہو

۱۴

دمِ ذبح تیغ جفا میں جب تری بہتا آب حیات ہو
تو شہید ناز کو کیونکہ پھر نہ حیا ت بعد ممات ہو
جو مذاق شعر کوا ے پری میں چکھاؤں تیری شکر لبی
قلم انگلیوں میں جو ہے مری ابھی رشکِ شاخِ نبات ہو
جو ہیں کرتے میرے لئے دُعا کہ ہو دامِ عشق سے دل رہا
تو ہے دل یہ کہتا کہ اے خدا انہیں اس جنوں سے نجات ہو
مجھے کہتے سب ہیں کہ صبرکر جو نہیں صبر سے درگذر
سر حسن و عشق پری میں پر نہ وہ بات ہونہ بات ہو
سرِ راہ کشتہ ناز کا وہ مزر ہے نظر آرہا
پڑھو آج اسپر بھی فاتحہ چلو داخل حسنات ہو
ترا حسن وہ بت مہ جبیں کہ ہے جس پہ صدقہ زماں زمیں
جو دکھائے رخ تو ہو دن وہیں جو چھپائے منہ ابھی رات ہو
جو ہیں مرتے حسن صفات میں وہ رہینگے اپنی ہی بات میں
تو فنا ہو ذوق اسی ذات میں کہ جو ذات جملہ صفات ہو

۱۵

عبث تم اپنی رکاوٹ سے بناتے ہو
وہ آہ لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتے ہو
لگا کے سُرمہ تم آنسو نہیں بہاتے ہو
یہ ہم کو جلوہ شق القمر دکھاتے ہو
چھپا کے پان یہ کس کے لئے بناتے ہو
ہمارے قتل کا بیڑا کہیں اُٹھاتے ہو
تم اپنے رخ پہ یہ کاجل کا تل بناتے ہو
کہ میرا اختر بخت سیہ دکھاتے ہو
اگر دباؤ کسی کا تمہارے دل پہ نہیں
تو ہم کو دیکھ کے تم کان کیوں دباتے ہو
ملاپ جانیں جبھی ہم ہ دے کے تم بوسہ
کہو کہ آؤ زباں سے زبان ملاتے ہو
مریض عشق کو تم پوچھ کر طبیبوں سے
مدم شربت عناب کیا پلاتے ہو
ہوں خاک چاٹ کے کہتا ۔ ابھی شفا ہو جائے
جو شربت ِ لب میگوں ذرا چٹاے ہو
جگر کے آبلے جو پھوڑتے ہو حضرعشق
ہماری چٹکیوں میں ہم کو تم اُڑاتے ہو
گلو! یہ کہہ گئی کیا کان میں تمہارے صبا

کہ لوٹے جاتے ہو ۔ پھولے نہیں سماتے ہو
جلن سے رشک کے ہیں ہڈیاں جلی جاتی
کہ ہائے تم نئے قلیاں کو منہ لگاتے ہو
ہماری لاش پہ آوازِ قم باذن اللہ
تم آکے حضرت عیسیٰ عبث سناتے ہو
اُٹھیں گے یار کی ٹھوکر سے لی چلو تشریف
نہیں تو پھر کوئی صلوات سن کے جاتے ہو
جلا رہے سو ید ائے دل کو ہم اپنے
نظر گذر کو تم اسپند کیا جلاتے ہو
ہو کرتے سبزہ خط کی جو سیر آئینہ میں
نگہ کی تیغ کو کیوں زہر میں بجھاتے ہو
ہمیشہ صدقہ اس ابرو کی ہو کے حضرت دل
یہ لب پہ نالہ جانکاہ اپنے لاتے ہو
دیا طواف حرم میں ہے سامنے محراب
اور اس میں نعرہ لبیک تم سُناتے ہو
وہ آئے بام پہ ہیں ہمدمونہ بیٹھو اب
اُٹھاؤ میرا جنازہ اگر اُٹھاتے ہو
یہ صید بستہ فتراک کھل پڑے نہ کہیں
سمند ناز کو تیز اتنا کیوں اڑاتے ہو
مرے لئے تو ہر اک طرح سے قباحت ہے
یہ تم جو دشمنوں کو درد سر بتاتے ہو

لگاؤں گھس کے جو صندل تو کہتے ہو کہ مجھے
لگا وٹ اتنی بھلا کس لئے دکھاتے ہو
جو پڑھ کے سورہ اخلاص دم کروں تو کہو
کہ دیکھے دم مجھے اخلاص کیا جتاتے ہو
یہ ایسا کونسا انداز گفتگو ہے گفتگو
کہ جس پہ زور طبیعت تم آماتے ہو

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۱۶

منزل گم گشتگاں بالکل الگ دنیا سے ہو
آسماں بھی ہوا گر واں بیضہ عنقا سے ہو

سایہ افگن جس پہ تو اپنے قدر رعنا سے ہو
گرو باداس خاک پر ہمسر قد طوبے اسی ہو

گر کرے جلوہ نمائی معجز رخسار یار
وہ کف آئینہ سے ہو جو ید بیضا سے ہو

میں وہ مجنون بیاباں مرگ ہوں جس کیلئے
جو ہو چادر یا کفن وہ دامن صحرا سے ہو

سجہ صدا نہ بھی پڑھ جائے گر میرے گلے
دانہ انگور تارِ پنبہ مینا سے ہو

دشت کو سیراب کردے آبلہ پاء مری
ہر قدم پر چشمہ جاری چشم نقش پا سے ہو

ثابت اک ٹانکا نہ چھوڑے دلکا میرے اضطراب
چاک سینہ گر رفوتار رگ خارا سے ہو

تشنہ کامی گر مری دیوے چکھا شورا اب اشک
ذوق شورا العطش پیدا لب دریا سے ہو

۱۷

ہاتھ سینہ پہ مرے رکھ کے کدھر دیکھتے ہو
اک نظر دل سے ادھر دیکھ لو گر دیکھتے ہو

ہے دم باز پٹیں دیکھ لو گر دیکھتے ہو
آئینہ منہ پہ مرے رکھ کے کدھر دیکھتے ہو

ناتوانی کا مری مجھ سے نہ پوچھو احوال
ہو مجھے دیکھتے یا اپنی کمر دیکھے ہو

پر پروانہ پڑے ہیں شجر شمع کے گرو
برگ ریزی محبت کا ثمر دیکھتے ہو

بید مجنوں کو ہو جب دیکھتے اے اہل نظر
کسی مجنوں کو بھی آشفتہ بسر دیکھتے ہو

لذت ناوک غم ذوق سے ہو پوچھتے کیا
لب پڑے چاٹتے ہیں زخمِ جگر دیکھتے ہو

۱۸

موت ہی سے کچھ علاج در دفرقت ہوتو ہو
غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو

بعد مردن ہی ترے زخمی کو راحت ہوتو ہو
یاں کاہِس راحت جراحت پر جراحت ہوتو ہو

ہو تو ہو سبا کیونکر یہ خراب آباد دل
عشق غارت گر اگر دینا سے غارت ہوتو ہو

کہتے ہیں شور قیامت جسکو ۔ وہ اے چشم یار
تیرے مستوں کی صفیر خواب غفلت ہو تو ہو

آگ میں جل مرتا ہے پروانہ سا کرم ضعیف
آدمی سے کیا نہ ہو ۔لیکن محبت ہوتوہو

انتظار یار میں جو چشم ہو جائے سفید
مردمک اُسمیں کہاں ہو داغِ خسرت ہوتو ہو

دست ہمت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
پست ہمت یہ نہ ہووے پست قامت ہوتوہو

تلخ کامی ہی میں گزری زندگانی عمر بھر
جانِ شیریں کے دیئے سے کچھ حلاوت ہوتو ہو

اب زباں پر بھی نہیں آتا کہیں اُلفت کا نام
اگلے مکتوبوں میں کچھ اس سے کتابت ہوتو ہو

رات اک پگڑی ہوئی تھی میکدہ میں رہن مے

ذوق وہ تیری دستا رِ فضیلت ہو تو ہو

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

ردیف ہ

ا

مرتے ہیں ترے پیار سے ہم اور زیادہ
تو لطف میں کرتا ہے ستم اور زیادہ

دیں کیونکہ نہ وہ داغِ الم اور زیادہ
قیمت میں بڑھے دل کی درم اور زیادہ

ساتھ اپنے ہے اب فوج الم اور زیاہ
کر تو بھی بلند آہ علم اور زیادہ

تیز اس نے جو کی تیغ ستم اور زیادہ
مشتاق شہادت ہوئے ہم اور زیادہ

سرکٹ کے سرا فراز ہیں ہم اور زیادہ
جوں شاخ بڑھے ہو کے قلم اور زیادہ

گر شرح جنوں کیجئے رقم اور زیادہ
ہو چاک ابھی جیب قلم اور زیادہ

دیتا ہے وہ دم باز جو دم اور زیادہ
شیشہ کی طرح پھولے ہیں ہم اور زیادہ

گھبرانا جو یاد آیا ترا ہو کے ہم آغوش
گھبرانے لگا سینہ میں دم اور زیادہ

کچھ کی رقم شوق نے تاثیر جو پیدا
اُٹھنے لگا قاصد کا قدم اور زیادہ

لذت سے محبت کی ہے ہر زخم جگر کو
ذوق نمک دردو الم اور زیادہ

کیاہودیگادوچارقدح سے مجھے ساقی میں لوں گا
ترے سر کی قسم اور زیادہ

گر میری طرح دوش پہ ہو بار محبت
ہو پشت فلک میں ابھی خم اور زیادہ

دشمن کی نہ جاسیدھی نگاہوں پہ کہ جوں تیغ
سیدھی ہے تو اک اسمیں ہے دم اور زیادہ

ہو جس کو پس ازمرگ بھی یاد دہن تنگ
تنگ اس کو کرے کنج عدم اور زیادہ

اس شوخ ستمگر کو مری مرگ ہے منظور
ہے زہر نہ کھانا مجھے سم اور زیادہ

ہستی تنک مایہ پھونکے گی اسی طرح
اپھر ے گا حباب لب یم اور زیادہ

وہ دل کو چرا کر جو لگے آنکھ چرانے
یاروں کا گیا اُن پہ بھرم اور زیادہ

کرتی ہے مری خاک جلا کر مجھے پامال
کیونکر نہ اُٹھاوے وہ قدم اور زیادہ

دکھالئے جو وہ صید فگن چشم کی شوخی
ہو آہوئے رم دیدہ کو رسم اور زیادہ

آخر مئے عشق آنکھوں سے ٹپکائی کس نے

بھڑکے ہے جو یوں آتش غم اور زیادہ
ہے نکہت ریحاں کا داغ اب کسے تجھ بن
آتا ہے مرا ناک میں دم اور زیادہ
جو پیٹ کے ہلکے ہیں پچے بات کب ان سے
روکیں تو ابھر جائے شکم اور زیادہ
مہمیز سر خار سے نکلا سر صحرا
کچھ تو سن وحشت کا قدم اور زیادہ
صید دل عاشق میں ہے مصروف وہ کافر
بے خوف ہے اب صید جرم اور زیادہ
گر سُرمہ کرے خاک خرابات کو صوفی
سو جھیں اُسے پھر لوح قم اور زیادہ
کای قہر ہے جتنا کہ وہ چاہت سے رُکے ہے
اُتنا ہی اُسے چاہے ہیں ہم اور زیادہ
جاتا ہے شہید ان محبت کا جنازہ
وہ تم بھی اُٹھا چند قدم اور زیادہ
یارب یہ مری نبض ہے یا موج رم برق
کیا ہو گا جو ہوگی تپ غم اور زیادہ
کیوں میں نے کہا تجھ سا خدائی میں نہیں اور
مغرور ہوا ب وہ صنم اور زیادہ
اس عاشق بیچارہ کا ہے آج یہ کیا حال
گر یہ سے ہے آنکھ پہ ورم اور زیادہ

پیٹے سر بستر یہ پڑا پاؤں کہاں تک
بس پاؤں نہ پھیلا شب غم اور زیادہ

ہے باغ یہاں میں تجھے گر ہمت عالی
گر گر دن تسلیم کو ختم اور زیادہ

لیتے ہیں ثمر شاخ ثمرور کو جھکا کر
جھکتے ہیں سخی وقت کرم اور زیادہ

جو گنجِ قناعت میں ہیں تقدیر پہ شاکر
ہے ذوق برابر انہیں کم اور زیادہ

www.Nayaab.Net انٹرنیٹ ایڈیشن سال 2006

۲

جنون کے جیب دری پر ہیں خوب چلتے ہاتھ
سلوک سینہ سے بھی کچھ تو کر لے چلتے ہاتھ

ملا جو غیر نے عطر اس کو رواں تو یاں میری
لکیریں مٹ گئیں ہاتھوں کی ملتے ملتے ہاتھ

نہ آیا گور پہ میری وہ بے وفا ورنہ
گلے لگانے ک وتبت سے بھی نکلتے ہاتھ

جو چھیڑے برق کو یہ تفتہ جاں تو کہتی ہے
کہ دیکھو مجھ کو لگانا نہ جلتے جلتے ہاتھ

اُٹھائے وجد میں جب ہاتھ ہام نے عالم سے
تو پہنچے عرش ملک کو دے اُچھلتے ہاتھ

کوئی جو کام ہو پیری میں کس طرح ہو ذوق
نہ اب ہیں پاؤں سنبھلتے اور نہ ہاتھ

۳

اے ذوق وقت نالہ کے رکھ لے جگر یہ ہاتھ
ورنہ جگر کو ویگا تو دھر کے سر پہ ہاتھ

میں ناتواں ہون خاک کا پروانہ کی غبار
اُٹھتا ہوں رکھ کے دوش نسیم سحر پہ ہاتھ

خط دے کے دل میں تھا کہ زبانی بھی کچھ کہے
جیسے گر سنہ مارے ہے حلوائے تر پہ ہاتھ

اے شمع دیکھ بزم فنا میں سنبھل کے بیٹھ
مارینگی دم میں صبح ترے تاج زر پہ ہاتھ

قاتل ہے کیا ستم اُٹھاتا نہیں کوئی
آکر مزار کشتہ تیغ نظر پہ ہاتھ

اے ذوق میں تو بیٹھ گیا دل کو تھام کر
اس ناز سے کھڑے تھے وہ رکھے کمر پہ ہاتھ

۴

روز آفتیں نئی ہیں پُر محن کے ساتھ
اک زخم تازہ روز ہے زخم کہن کے ساتھ

ہوش و خرد گئے نگہ سحر فن کے ساتھ
اب جو ہے اپنی بات سود دیوانہ پن کے ساتھ

ہے انکا سادہ پن بھی تو کس کس پھبن کے ساتھ
سیدھی سی بات بھی ہے تو اک بانکپن کے ساتھ

یاد آگیا ترا قدر رعنا جو باغ میں
کیا کیا لپٹ کے روئے ہیں سرو چمن کے ساتھ

وحشی کو ہم نے دیکھا اس آہو نگا ہ کے
جنگل میں بھر رہا تھا قلانچیں ہرن کے ساتھ

دستِ جنوں نہ دے تجھے ناخن خدا کہ تو
ٹکڑے اڑادے تن کے مرے پیرہن کے ساتھ

افسردہ دل کیواسطے کیا چاندنی کا لطف
لپٹا پڑ اہے مرد ساگو یا کفن کے ساتھ

پایا درِ اثر نہ کہیں شب کو آہ نے
سرمارتی پھری ہے سپہر کہن کے ساتھ

بزم صنم میں حضرت دل ذکر کعبہ کیا ؟
تھی جس چمن کی بات گئی اس چمن کے ساتھ

ان ناتوانیوں میں بھی یا تنک ہے شوق دل

گویا چمن میں اُڑکے نسیم چمن کے ساتھ
دوزخ میں بھی پڑیں تو نہ سیدھے ہوں کج سرشت
آتش میں پیچ وخم ہیں رسن کے رسن کے ساتھ
گندم ہے سینہ چاک فراق بہشت میں
آدم کو کیا نہ ہو گی محبت وطن کے ساتھ
لب پر ترے پسینہ کی بوندے اے عقیق لب
چشمک زنی کرے ہے سہیل یمن کے ساتھ
وحشت تو دیکھو بعد فنا بھی مرا غبار
باتیں کرے ہے سقف سپہر کہن کے ساتھ
دل وہ بلا ہے اژدر دوزخ ک وکھینچ لے
مارے اگر کمند دم شعلہ زن کے ساتھ
چشم و دہان حرص سے کون غیر مرگ؟
بخیہ کا تار اُن کے ہے تار کفن کے ساتھ
ہوں زلف عنبریں کا جوکشتہ تو کیا ہوا
لکھ دو کفن سیاہی مشک ختن کے ساتھ
منظور تجھ کو کب ہے یہ میرے آفتاب
ہو کوئی تیرہ بخت ترا سایہ بن کے ساتھ
داغِ دل افسردہ پہ پھا ہانہ ہو نہ ہو
کام اس چراغ مردہ کو کیا ہے کفن کے ساتھ
جلد آکہ مر نہ جائے کوئی خانماں خراب
ٹکرا کے اپنا سر درِ بیت الحزن کے ساتھ

مشکل ہے ذوق دامِ علائق سے چھوٹنا
جب تک کہ روح کو ہے علاقہ بدن کے ساتھ

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

ردیف ی

ا

نبض نملی ہے کہاں میری فلاطوں چلتی
ہے یہ ضعف اب تو کہ چونٹی بھی نہیں یوں چلتی

پہنچے کیونکر جرس ناقہ لیلےٰ کی صدا
آج آندھی تری قسمت سے ہے مجنوں چلتی

کھولدو آنکھوں سے پٹی نہیں دیکھونگا تمہیں
پر چھری اپنی تو گردن پہ میں دیکھوں چلتی

جب میں دنیا سے چلا سر پہ یہ بول حسرت
تو اکیلا نہیں میں ساتھ ترے ہوں چلتی

دُور کر بالوں کو سر سے یہ ہے کہتی لیلیٰ
پر نہیں کان پہ مجنوں کے ذرا جوں چلتی

عمر کر رہی ہر دم سفرِ بحر فنا
جس کو تو سانس کہے ہے دل محزوں چلتی

سمجھے ہے راکب کشتی کہ ہے ساحل چلتا
پر حقیقت میں ہے کشتی سرِ جیحوں چلتی

ذوق گل اور کوئی تازہ کھلا چاہتا ہے
کہ ہوا باغ جہاں میں ہے وگر گوں چلتی

۲

نگہ کا وار تھا دل پر پھڑ کنے جان لگی
چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی

ترا زباں سے ملانا زباں جو یا و آیا
نہ ہائے ہائے میں تالو پھر زباں لگی

کسی کے دل کا سنو حال ہول لگا کر تم
جو ہوے دل کو تمہارے بھی مہربان لگی

تو وہ ہلال جبیں ہے کہ تارے بن بن کر
رہے ہے تیری طرف چشم یک جہان لگی

خدا کرے کہے تجھ سے یہ کچھ خدا لگتی
کہ زلف اے بت بد کیش تیرے کان لگی

اڑائی حرص نے آکر جہاں میں سب کی خاک
نہیں ہے کس کو ہو ازیر آسمان لگی

کسی کی کاوش مژگاں سے آج ساری رات
نہیں پلک سے پلک میری ایک آن لگی

تباہ بحرِ جہان میں تھی اپنی کشتی عمر
سو ٹوٹ پھوٹ کے بارے کنارہ آن لگی

خدنگ یار کو کس طرح کھینچ لوں دل سے
کہ اس کے ساتھ ہے اے ذوق میر یجان لگی

۳

ہے تیرے کان زلف معنبر لگی ہوئی
رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی

مژگاں سے تیری لاگ ہے دل پر لگی ہوئی
اک پھانس ہے کلیجے کے اندر لگی ہوئی

چائے بغیر خوں کوئی رہتی ہے تیری تیغ
بے ڈھب ہے اسکو چاٹ ستمگر لگی ہوئی

بٹھے بھرے ہوئے ہیں خم مے کی طرح ہم
پر کیا کریں کہ مہر ہے منہ پر لگی ہوئی

میت کو غسل دیجو نہ اس خاکسار کی
ہے دل سے یاد ساقی کوثر لگی ہوئی

عیسےٰ بھ پاس ہے نہیں ممکن مگر شفا
خورشید کو وہ تپ ہے فلک پر لگی ہوئی

میرا گل اُمید شگفتہ ہو کس طرح
دل کی گرہ ہے اس پر لگی ہوئی

کرتی ہے زیر برقع فانوس تک جھانک
پر وانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی

منہ سے لگا ہوا ہے اگر جامِ مے تو کیا
ہے دل سے یاد ساقی کوثر لگی ہوئی

اے ذوق اتنا دخترِ روز کو نہ منہ لگا

چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۴

آتے ہی تو نے گھر سے پھر جانے کی سُنائی
رہ جاؤں سن نہ کیونکر یہ تو بری سُنائی
مجنوں و کوہکن سے سنتے تھے یار قصے
جن تک کہانی اپنی ہم نے نہ تھی سنائی
جس بات پر تمہاری سب غش ہیں ہم سے پوچھ
ہم کہویں آنکھوں دیکھی و ہب سنی سُنائی
شکوہ کیا جو میں نے گالی کا آج اُس سے
گالی کے ساتھ اسنے ایک اور بھی سُنائی
کیا جانے کیا کہیگا چکھ کہنے کو ہے ناصح
دیتا نہیں مجھے تو اے بے خودی سُنائی
کہنے نہ پائے اُس سے ساری حقیقت اکدن
آدھی کبھی سُنائی ۔آدھی کبھی سُنائی
صورت دکھائے اپنی دیکھیں وہ کس طرح سے
آواز بھی نہ جس نے ہم کو کبھی سُنائی
قیمت میں جنس دل کی مانگا جو ذوق بوسہ
کیا کیا پھر اس نے ہم کو کھوٹی کھری سُنائی

۵

برہم میں ذکر مرا لب پہ وہ لائے ت سہی
وہیں معلوم کروں ہونٹ ہلائے تو سہی

سنگ پر سنگ ہر اک کو چہ میں کھائے تو سہی
پر بلا سے تیرے دیوانے نے کھائے تو سہی

گر جنازہ پہ نہیں قبر پہ آئے وہ مری
شکوہ کیا کیجئے غنیمت ہے کہ آئے تو سہی

کیونکہ دیوار پہ چڑھ جاؤں کوئی کہتا ہے
پانو کاٹوں گا انگوٹھے کو جمائے تو سہی

پارہ مصحف دل تھے ترے کوچہ میں پڑے
آتے پانو کے تلے شکر کہ پائے تو سہی

گہ گھٹاتا ہے گہے مہ کو بڑھاتا ہے فلک
روزن در سے ذرا آنکھ لڑائے تو سہی

کروں اک نالہ سے میں حشر میں برپا سو حشر
شورِ محشر مجھے سوتے سے جگائے تو سہی

تھے تہی نکلے جو اس دام بلا سے اے ذوق
ورنہ تھے پیچ میں اس زلف کے آئے تو سہی

٦

حالت نشہ میں دیکھنا اس بے حجاب کی
ہر ناز سے ٹپکتی مستی شراب کی

کوچہ میں آپڑے تھے تری خاک ہو کے ہم
یاں تو صبا نے اور بھی مٹی خراب کی

قاصد جواب جاں مری دے چکی مجھے
پر منتظر ہے آنکھوں میں خط کے جواب کی

نکلے ہو میکدہ سے ابھی منہ چھپاکے تم
دابے ہوئے بغل میں صراحی شراب کی

اے ذوق بس نہ آپ کو صوفی جتایئے
معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی

۷

برق میرا آشیان کب کا جلا کر لی گئی
کچھ جو خاکستر بچا آندھی اُڑاکر لی گئی

اسکے قدموں تک نہ بیتابی بڑھا کر لی گئی
ہائے دو پلٹے دیئے اور پھر قا کر لی گئی

ناتوانی ہم کو ہاتھوں ہاتھ اُٹھاکر لی گئی
چیونٹی سے چیونٹی دانہ چھڑ کا لی گئی

صبح رُخ سے کون شام زلف میں جاتا تھا آہ
اے دل شامت زدہ شامت لگا کر لی گئی

خون سے فرہاد کے رنگیں ہوا دامانِ کوہ
کیوں نہ موج شیر یہ دھبنا چھڑاکرلی گئی

تم نے ت وچھوڑا ہی تھا اے ہمرہان قافلہ
لیکن آواز حرس ہم کو جگا کر لی گئی

نوک مژگاں جب ہوئی سینہ فگاروں سے دو چار
پارہ ہائے دل سے گلدستہ بنا کر لی گئی

دیکھی کچھ دل کی کشش لیلیٰ کہ ناقہ کو ترے
سوئے مجنوں آخرش رستہ بھلا کر لی گئی

وہ گئے گھر غیر کے اور یہاں ہمیں دم بھر کے بعد
بد گمانی اُن کے گھر سو گھر پھر اکر لی گئی

واہ اے سوز دروں کوچہ مُس اسکے برق آہ

رات ہم کو ہر قدم مشعل دکھا کر لی گئی

جو شہیدناز کوچہ میں تمہارے تھا پڑا

کیا کہوں تقدیر آے کیونکر اُٹھا کر لی گئی

دشتِ وحشت میں بگولا تھا کہ دیوانہ ترا

روح مجنوں بہر استقبال آکر لی گئی

آگ میں ہے کون گر پڑتا مگر پروانہ کو

آتش سوز محبت تھی جہا کر لی گئی

اے پری پہلو سے میرے کیا کہوں تیری نگاہ

د اُڑا کر لے گئی یا پر لگا یر لی گئی

ذوق مر جانے کا توا پنے کوئی مرقعہ نہ تھا

کوئے جاناں میں اجل ناحق لگا کر لی گئی

۸

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے
حوروں پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

دل صاف ہو تو چاہئے معنے پرست ہو
آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے

درویش ہے وہی جو ریاضت میں چھت ہو
تارک نہیں فقیر بھی راحت پرست ہے

جز زلف سوجھتا نہیں اے مرغ دل تجھے
خفاش تو نہیں ہے کہ ظلمت پرست ہے

دولت کی رکھ نہ مار سر گنج سے اُمید
موذی وہ دیگا کیا کہ جو دولت پرست ہے

عنقا نشاں چھپا کے ہے بیٹھا برائے نام
گم گشتہ کون کہتا ہے شہرت پرست ہے

یہ ذوق مے پرست ہے یا ہے صنم پرست
کچھ ہے بلا سے لیک محبت پرست ہے

۹

زخم دل پر میرے کیوں مرہم کا استعمال ہے
مشک اگر مہنگا ہے تو کیا لون کا بھی کال ہے
قبر میں عاشق جو تیرا اضطراب احوال ہے
لوح بالیں پر بھی لکھا سو رہ زلزال ہے
عشق کو گرا امتحاں پر میرے قصد فال ہے
جوش داغ دل ہجوم نقطہ رتال ہے
اب تو جان ناتواں کا ضعف سے یہ حال ہے
لب تلک بھی اس کو آجانا رہ صد سال ہے
ہم نے جانا تھا کف پامٰس تمہارے خال ہے
لیکن اب دیکھا سویدائے دل پامال ہے
ابر برسوں روچکا پر زسوز غم سے اب تلک
خاک میرے ڈھیر کی اُڑنے میں جیسے رال ہے
میرے دود آہ سے یا تک زمانہ ہے سیاہ
آفتاب آسماں زنگی کے منہ کا خال ہے
میں وہ مجنوں ہوں کہ میرا کاغذ تصویر بھی
مثلِ عیدی باعثِ خوشنودی اطفال ہے
جب سے ہے دل میں کسی کی نوک مژگاں کا خیال
نشتر ز نبور ہے تن پر مرے جو بال ہے
جوش گر یہ کامرے تم کچھ نہ پوچھو ماجرا

چادر آب رواں منہ پہ مرے رومال ہے
دل پہ ہوں گرداغ سوزاں عشق میں اے کوہکن
پھر تو خسرو کا بھی گنج سوختہ کیا مال ہے
کھوؤں میں بیڑا جو اس بن کیونکہ دل ٹکڑے نہ ہو
جو رگ پاں ہے وہ مجھ کو شیر کا سا بال ہے
ہیں جہاں مدفن تمہارے کشتگانِ زلف کے
نخل کی جابید مجنوں وہاں یا جال ہے
شوخی قاتل کرے آلودہ کیوں منہ پان سے
خون اعجاز مسیحا سے لب اس کا لال ہے
فندتوں سے کسکی دل خوں تھا کہ میری خاک پر
نوک برگ سبزہ جوں منقارِ طوطی لال ہے
اس کی ٹھوکر کا ہوں دیوانہ کہ جس کے پاؤں میں
گردش رنگ پری سے حلقہ خلخال ہے
آئے وہ شاید عیادت کو کہ باصد ضعف حال
آئی مژگاں آہو شیر کا چنگال ہے
دل میں شکل یار کب آئے بے اضطاب
دیکھ لو سیماب بن آئینہ بے تمثال ہے
بسکہ ہے نور وز اپنا آفتاب بادہ سے
دور ساغر ہم کو ساقی گردش یک سال ہے
پوچھتے کیا ہو شکستِ دل کو صورت دیکھ لو
نامہ ہے چیں برجبیں قاصد شکستہ حال ہے

بارِ عشق اس گل کا سر پر رکھ لیا جو ہو سو ہو
اب کسے پروا ہے سو من ہے کہ اک مثقال ہے

کُھل گای مضموں شکست دل کا بے خط کے کُھلے
نامہ برکا اس قدر اپنے شکستہ حال ہے

ہوتے ہیں اعضائے بوسیدہ تصور سے جُدا
کھینچنی تصویر مجنوں کی ترے اشکا ل ہے

ہے اسیر ان محبت کی بلا سینہ میں آگ
شعلہ جوالہ ساں طوقِ گلو تک لال ہے

روزِ محشر سے کئی دن دیکھنے کو چاہیئں
گر یہ اے ذوق طولِ نامہ اعمال ہے

۱۰

موئے سرِ مار ان سیہ کا ایک سر اسر لشکر ہے
مانگ جو ہے اک مار سفید اس لشکر ہے
آبلہ ہائے سینہ جو خیمہ سے دکھائی دیتے ہیں
مزرع دل پر میرے پڑا کیا غم کا آکر لشکر ہے
ہووے دل مظلوم ہمارا کیوں نہ شہید دشت بلا
درپے اس کے شامیوں کا وہ زلف معنبر لشکر ہے
دیویں موذی زحمت کش کو کیونکہ نہ ایذا جمع ضعیف
دشمن مارِ خم رسیدہ مور کا اکثر لشکر ہے
کعبہ تو بہ خدا ہی رکھے آج کہ جوش ابر نہیں
ایک اصحاب الفیل کا سایہ دوش ہوا پر لشکر ہے
میں وہ شاہ کشور غم ہوں یارو جس کے ساتھ سدا
فوجیں اشک کی موجیں ہیں اور بہتا سمندر لشکر ہے
گاہ ہجوم یاس میں ہے دل گاہ ہجوم حسرت میں
ہے یہ مرد سپاہی پیشہ پھرتا لشکر لشکر ہے
خال چشم جاناں کا مژگاں سے تجمل دیکھو تو
اُترا پشت یہ ماہی کی کیا لے کے سکندر لشکر ہے
ہووے امام برحق پیدا ذوق اگر تو دیکھ ابھی
ہوتا گرد اسلامیوں کا جوں سبحہ گوہر لشکر ہے

۱۱

سر بوقتِ ذبح اپنا اسکے زیر پائے ہے
یہ نصیب ۔ اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

رخصت اے زنداں ج! جنوں زنجیر در کھرے کا ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوار مرا کھجلائے ہے

دم کی ہے سینہ میں آکرضعف سے یہ گفتگو
دیکھئے لب تک خدا کس طرح سے پہنچائے ہے

بس کرم سوزدروں بُھن جائینگے دل اور جگر
رحم جوش گر دیہ چھاتی پھر ا بھی بھر آئے ہے

بل بے استغنا کہ وہ یاں آتے آتے رہ گئے
اُف رے بیتابی کہ یاں تو دم ہی نکلا جائے ہے

نزع میں بھی ذوق کو تیرا ہی بس ہے انتظار
جانب در د یکھ لے ہے جبکہ ہوش آجائے ہے

۱۲

آیا نہ وہ م ہ طلعت ۔کیا دیر لگائی ہے
کھینچ اے کشش اُلفت ۔کیا دیر لگائی ہے
قاصد تو کب آتا ہے پر پیک اجل نے بھی
یاں آنے میں یا ں قسمت ۔کیا دیر لگائی ہے
آنکھوں میں ہے دم تیرے بیمار محبت کا
دکھلادے کہیں صورت کیا دیر لگائی ہے
آنا بھی کہیں تیرا۔ آنا ہے قیامت کا
اے دلبر خوش قامت ۔ کیا دیر لگائی ہے
پروانہ سے کہتی ہے یہ شمع ۔کہیں جل چک
ہے تجھ میں اگر جرات ۔کیا دیر لگائی ہے
کسی فکر میں ہے ساقی ۔دے دبا دہ جو ہے باقی
تھوڑی ہی یہاں فرصت ۔ کیا دیر لگائی ہے
ہے تیغ بکف قاتل تم مرنے پہ جانباز رو
باندھو کمر ہمت ۔ کیادیر لگائی ہے
گر قتل ہی کرنا ہے ۔ قاتل کہیں کر جلدی
لاحول ولا قوت ۔ کیادیر لگائی ہے
یاں وعدہ آپہنچا ۔تو اب تلک آتا ہے
اللہ رے تری غفلت ۔ کیادیر لگائی ہے
بے بادہ گلستاں میں پیتے ہیں لہو میکش

ساقی نے دم عشرت ۔ کیادیر لگائی ہے
دے پھونک کہیں دل کو ۔مدف سے سُلگتا ہے
اے سوزِغم فرقت ۔ کیادیر لگائی ہے
بالیں پہ کہا میری ۔ ہنگامہ محشر نے
لو اُٹھو کہیں حضرت ۔ کیادیر لگائی ہے
اس کے لب خنجر کا لینا ہے اگر بوسہ
تو اے دل پُر حسرت ۔ کیادیر لگائی ہے
اے ذوق شہیدا سکو ۔کرنے ہیں کئی عاشق
کرتے ہو اگر سبقت۔ کیادیر لگائی ہے

۱۳

الٰہی کس بے گنہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتمنی ہے
کہ آج کوچہ میں اس کے شور بای ذنب قتلتنی ہے
غم جدائی میں تیرے ظالم ۔کہوں میں کیا ۔ مجھ پہ کیا بنی ہے
جگر گدازی ہے سینہ کادی ہے لخراشی ہے ۔جانکنی ہے
زمیں پہ نور قمر کے گرنے میں صاف اظہار روشنی ہے
کہ ہیں جو روشن ضمیر اُن کا فروغ اُن کی فروتنی ہے
بشر جو اس تیرہ خاکداں میں پڑا ۔یہ اُس کی فروتنی ہے
وگر نہ قندیل عرش میں بھی اسی کے جلوہ کی روشنی ہے
ہوئے ہیں تر گریہ ندامت سے اس قدر آستین و امن
کہ میری تر دامنی کے آگے عرق عرق پاک دامنی ہے
ہوئے ہیں اس اپنی سادگی سے۔ ہم آشنا جنگ و آشتی سے
اگر نہ ہو یہ تو پھر کسی سے نہ دوستی ہے نہ دشمنی ہے
لگا نہ اس بتکدہ میں تو دل ۔ یہ ہے طلسم شکست غافل
کہ کیسا ہی کوئی خوش شمایل صنم ہے آکر شکستنی ہے
نہیں ہے قانع کو خواہش زر ۔ وہ مفلسی میں بھی ہے تو نگر
جہاں میں مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج و دل غنی ہے
کوئی ہے کافر ۔کوئی مسلماں جدا ہر اک ہے نزدیک رہزنی ہے
جو اس کے نزدیک رہبری ہے وہ اسکے نزدیک رہزنی ہے
تکلف منزل محبت نہ کر ۔ چلا چل تو بے تکلف

کہ جا بجا خار زارِ وحشت سے بچھ رہا فرش سوزنی ہے

خدنگ مژگاں سے ذوق اسکے دل اپنا سینہ سپر ہے جب سے

مثالِ آئینہ سخت جانی سے سینہ دیوار اس سہنی ہے

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

۱۴

آنکھ اس پر جفا سے لڑتی ہے
جان کشتی قضا سے لڑتی ہے

شعلہ بھڑکے گا کیا بھلا سرِ بزم
شمع تجھ بن ہوا سے لڑتی ہے

قسمت اس بُت سے جا لڑی اپنی
دیکھو ! احمق خدا سے لڑتی ہے

صف مژگاں تری خدا کی پناہ
اک بلا ۔ اک بلا سے لڑتی ہے

شورِ قلقل یہ کیوں ہے دخترِ رز
کیا کسی آشنا سے لڑتی ہے

نگہ ناز اُس کی عاشق سے
چھوٹ کس کس ادا سے لڑتی ہے

آج کہتے ہو کای طبیعت کو
موت کیا کیا شفا سے لڑتی ہے

زالِ دنیا نے صلح کی کس دن
یہ لڑا کا سدا سے لڑتی ہے

دیکھو اس چشم مست کی شوخی
جب کسی پارسا سے لڑتی ہے

ذوق دنیا ہے مکر کا میداں

نگہ اس کی دعا سے لڑتی ہے

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۱۵

اس بتکدہ میں کون ہے کافر ترے سوا
تو بت پرست بت بھی ہے اور بُت تراش ہے

ہوتی و بالِ دوش نہیں عاشقوں کی خاک
اُڑجاتی ٹھوکروں میں تری انکی لاش ہے

لبریز ڈس نشاط ہے مثل ہلال عید
سینہ میں وہ جونا خن غم کی خراش ہے

کرتے یہ اشک و آہ ہیں تکلیف کیوں عبث
ہوجاتا راز دل تو نگا ہوں میں فاش ہے

دنبالہ پر جو سر مہ کے دانہ ہے خال کا
دیکھو ! وہ دست چشم فسونگر میں ماش ہے

دُنیا سے بھی اُٹھے تو نہ بستر سے اُٹھ سکے
تیرا مریض عشق جو صاحب فراش ہے

ہے کس مزہ سے عشق میں اپنی ہوئی بسر
افسوس لب پہ ہے ۔ نہ کبھی دل میں کاش ہے

بُرش میں اب تو خنجر خمدار سے بھی تیز
اس شوخ کج ادا نے نکالی تراش ہے

مسکن پذیر آج سے دل میں نہیں ہے غم
روز ازل سے اس کی یہیں بودو باش ہے

اے ذوق جانتا ہے وہ ہمدرد میرا درد

دل جس کا پارہ جگر پاش پاش ہے

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۱۶

کیا غمزہ ترا بر سر بیدار غضب ہے
جلا د فلک سے بھی یہ جلا د غضب ہے
ہر ناز میں کر تا ستم ایجاد غضب ہے
سر تا بقدم وہ بُتِ بیداد غضب ہے
ناز آفت و چشم ستم ایجا د غضب ہے
شاگرد بھی ہے مہر جو استاد غضب ہے
اے بلبل نالاں تری فریاد غضب ہے
کر بات بھی آہستہ کہ صیاد غضب ہے
گلشن میں ابھی ہنس کے پریشاں ہوئے اے گل
اس بات میں آنا بہ دل شاد غضب ہے
نکلے ہے سدا کوہ سے ہم آتش وہم آب
کیا سوز و گدا ز دل شاد غضب ہے
خاکسترِ پروانہ پہ روتی ہے بجا شمع
ہو خاک جگر سوختہ بر باد غضب ہے
دل حسن کے یوسف سے جو ہونے لگا روشن
ہم سمجھے کہ اس چاہ کی افتاد غضب ہے
اس بُت کا سمجھ حسن خدا دا دانہ اس کو
یہ تجھ پہ خدا کا دل ناشاد غضب ہے
ہوتا ہے سپند ایک ہی آواز میں آخر

کیا سوختہ جانوں کی بھی فریاد غضب ہے
توڑا کمر شاخ کو کثرت نے ثمر کی
دُنیا میں گر انباری اولاد غضب ہے
اے سنوخ تری چشم غضبناکے ہوتے
ہم چاہیں قضا سے اگر امداد غضب ہے
اللہ کرے کیر مرے شیشہ دل کی
پھر آج وہ مستِ مئے بیداد غضب ہے
بھولا نہ مجھے قتل گہِ عام میں قاتل
اللہ رے ترا حافظہ کیا یا د غضب ہے
شیطاں بھی اماں مانگتا ہے اُنکے عمل سے
کیا حضرت آدم کی بھی اولاد غضب ہے
پریوں پہ تری طرح سے مرتے نہیں ہمدم
ہم جس پہ ہیں عاشق وہ پر یزاد غضب ہے
تارے یہ فلک پر ہیں کہ اُڑتے ہیں شرارے
عاشق کی ترے گرمئی فریاد غضب ہے
غصہ ہے ترا قہر ۔ترا قہر قیامت
رنجش تری بیداد ہے بیداد غضب ہے
ہے غم سے ہنوز آئینہ باد یدہ پُر آب
اسکند رِ رومی کی بھی رود داد غضب ہے
وہ کونسا غم ہے کہ جو دنیا میں نہیں ہے
اور اسپہ بھی دلکش یہ غم آباد غضب ہے

سو فتنے ہیں پنہاں نظر لطف میں اس کی
یہ لطف نہیں اے دل ناشاد غضب ہے
دس ہوش بُھلا مردم ہشیار کے پل میں
آنکھوں کو تمہاری وہ فسوں یاد غضب ہے
یہ خانہ ہستی ہے عجب خانہ رنگیں
اے ذوق مگ رُستی بنیاد غضب ہے

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۱۷

سایہ اقامت ہمیں پیغام دیتی ہے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

زال دنیا ہے عجب طرح کی علامہ دہر
مرد دیندار کو بھی دہر یہ کر دیتی ہے

تیرہ بختی مری کرتی ہے پریشاں مجھ کو
تہمت اس زلف سیہ فام پہ دھر دیتی ہے

رات بھاری تھی سرِ شمع پہ سو ہو گذری
کیا طبا شیر سفیدی حر دیتی ہے

نازو انداز تو ہیں کر چکے سب مشق ستم
کچھ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہے

دیتی شربت ہے کسے زہر بھری آنکھ تری
عین احساں ہے مجھے زہر بھی گر دیتی ہے

شمع گھبرانہ تپ غم سے کہ اک دم میں ابھی
آکے کا فور سفیدی سحر دیتی ہے

فاردہ دے ترے بیمار کو کیا خاک دوا
اب تو اکسیر بھی دیجے تو ضرر دیتی ہے

غنچہ ہنستا ترے آگے ہے گستاخی سے
چٹکنا منہ پہ وہیں باد سحر دیتی ہے

نخل مژگاں سے ہے کی جانئے کیا چشم ثمر

چشم ۔پانی کی جگہ خون جگر دیتی ہے
کہتے سنتے نہیں کچھ ہم ت شب ہجر میں پر
نالہ دل کا جواب آہِ جگر دیتی ہے
کوئی غماز نہیں میری طرف سے اے ذوق
کان اس کے مری فریاد وہی بھر دیتی ہے

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۱۸

اس سنگ آستاں پہ جبینِ نیاز ہے
وہ اپنی جانماز ہے اور یہ نماز ہے

ناساز ہم سے جو ہے اُسی سے یہ ساز ہے
کیا خوب دل ہے واہ ہمیں جسپہ ناز ہے

دروازہ میکدہ کا نہ کر بند محتسب
ظالم خدا سے ڈر کہ درِ کہ توبہ باز ہے

خانہ خرابیاں دل بیمار غم کی ہائے
ہے وہ دوا خراب کہ جو خانہ ساز ہے

خنجر کہیں نہ آب کا بہ جائے ہو کے آب
میرے گلے میں نالہ آہن گداز ہے

پہنچا ہے شب کمند لگا کر کہاں رقیب
دیکھو حرامزادہ کی رسّی دراز ہے

اس بُت پہ گر خدا بھی ہو عاشق تو آئے رشک
ہر چند جانتا ہوں کہ وہ پاکباز ہے

نقطہ پہ خال روئے بتاں کے مجھے خدا
بخشے تو کیا عجب کہ وہ نکتہ نواز ہے

اے ذوق کیون نہ سب پہ کھلے تیرا رازِ عشق
جو نالہ ہے کلیدِ در گنج راز ہے

۱۹

جو کچھ کہ ہے دنیا میں انساں کے لئے ہے
آراستہ یہ گھر اسی مہماں کے لئے ہے

زلفیں تری کافر انہیں دل سے مرے کیا کام
دل کعبہ ہے اور کعبہ مسلماں کے لئے ہے

بیٹھا ہے سخنو ر جو گرفتار تفکر
زیبا یہ قفس مرغ خراش الحاں کے لئے ہے

مستوں کے لئے رحمت باری کے ہیں آثار
زاہد جو دُعا مانگتا باراں کے لئے ہے

اپنوں سے نہ مل اپنے ہیں سب اپنوں کے دشمن
ہر نے بھر آگ نیتاں کے لئے ہے

میں کس کی نگاہوں کا ہوں وحشی کہ مری خاک
اک کحل بصر چشم غزالاں کے لئے ہے

کچھ میرے نصیبوں سے زیادہ جو سیاہی
باقی ہے تو میری شب ہجراں کے لئے ہے

عاشق کا جنوں طرفہ تما شا ہے کہ ہر بات
گو یا سبق اطفال دلبستاں کے لئے ہے

وہ زلف سیہ پھینکتی کیوں دام ہے دل پر
یہ صید کسی پنجہ مژگاں کے لئے ہے

دل بھی ہے مرا جان ترے مشق ستم کی

جو تیر ہی اس تو وہ طوفاں کے لئے ہے
دل قید تعلق سے نکل سکتا نہیں ذوق
کیا در نہیں اس خانہ زنداں کے لئے ہے

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۲۰

چُنی تو نے افشاں جو اے مہ جبیں ہے
ستاروں میں کیا کیا چناں و چنیں ہے

نہ پوچھو کہ دل شاد ہے یا حزیں ہے
خبر بھی نہیں یاں کہ ہے یا نہیں ہے

یہی گر تری چشمِ سحر آفریں ہے
تو دل ہے نہ جاں ہے نہ ایماں نہ دیں ہے

صنم میرے دل کو خدائی کا تیری
یقیں ہے یقیں بلکہ عین الیقیں ہے

ہر اک چاند دیکھے ہے اُنیسویں کا
جہاں ناتواں بین و باریک ہیں ہے

رُکے اشک اور آہ پہنچی فلک پر
مرا عشق کم خرچ و بالا نشیں ہے

تغافل سے فرصت نہیں واں نظر کو
یہاں منتظر اب یہ جان حزیں ہے

پڑے تفرقے یہ جدائی سے تیری
کہ میں ہوں کہیں دل کہیں جاں کہیں ہے

شب غم میں دمساز ودلسوز اپنا
دم سرد ہے نالہ آتشیں ہے

ہسنی ہے جو کچھ رنجش آمیزن کی

تو موج تبسم بھی جبیں بر جبیں ہے
نہ ہووے اگر تجھ کو دم کا بھروسا
تو جو دم ہے غافل دم واپسیں ہے
وہ پہلو میں بیٹھے ہیں اور بد گمانی
لئے پھرتی مجھ کو کہیں کا کہیں ہے
جو تم عرش سے دُور بیٹھے تو بیٹھو
کوئی ماہِ کنعاں کو کہتا حسیں ہے
جو تم عرش سے دور بیٹھے تو بیٹھو
لگائے ہوئے میرا دل دور ہیں ہے
نہیں وہ رہے ہم سے تم تھے جو پہلے
زمانہ کو تو کچھ تغیر نہیں ہے
وہی ہے زمانہ وہی رات دن ہے
وہی آسماں اور وہ ہی زمیں ہے
نہ کی آہ سو زخم دل پر اُٹھائے
تجھے آفریں ذوق صدآفریں ہے

۲۱

فلک تو ٹیڑھ ہی کی صبح سے تا شام چلتا ہے
مگر سیدھی نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہے

بھرے جاؤنگا صیاد دم گلشن کے چلنے کا
مرے سینہ میں جب تک دم بزیر دام چلتا ہے

ہمیشہ دورِ عشرت ہے جو تم ہو اہل کیفیت
کہ مہر و ماہ سے دن رات یاں اک جام چلتا ہے

چلا پہلو سے اُٹھ کر جبکہ وہ آرام جان و دل
کہا آرام نے ہم سے کہ لو آرام چلتا ہے

ترا تیرِ نگہ پیک قضا سے کم نہیں قاتل
جدھر چلتا ہے بن کر موت کا پیغام چلتا ہے

سمند وحشت اپنا شاخِ گل کے تازیانہ سے
جنوں کی شاہ راہوں میں سد شہ گام چلتا ہے

کیا پختہ مزاجوں کو مسخر تو نے دنیا میں
یہ تیرا خوب جادو اے خیال خام چلتا ہے

عجب شطرنج گردوں ہے کہ جسمیں اپنے گھوڑے کو
نئے منصوبہ سے روز ابلق ایام چلت اہے

کہو صیاد سے گر ذبح کرنا ہے تو جلدی کر
ابھی کچھ دم مرے سینہ میں زیر دام چلتا ہے

ارادہ گر کرے ناقص علو جاہ کامل کا

تو یہ جانو کہ نابینا کنارِ بام چلتا ہے
خرد نے راز عالم کچھ نہ پایا ذوق اگر پایا
کہ بے آغاز آیا اور بے انجام چلتا ہے

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۲۲

پھولا نہیں سماتا جو گل پیرہن میں ہے
آتا یہ کس بھروسے پہ ہنستا چمن میں ہے

مہ میں کہاں جو تاب رُخ سیم تن میں ہے
پر دہ سا عنکبوت کا سقف کہن میں ہے

دم کو نہیں ہے سینہ میں آرام ایک دم
یہ وہ غریب ہے کہ مسافر وطن میں ہے

وہ دل کہ لا نہ سکتا تھا چین جبیں کی تاب
زیر شکنجہ زلف شکن در شکن میں ہے

یاد آتا ہے جو آب دم تیغ کا مزا
بھر آتا میرے زخم کے پانی دہن میں ہے

ہیں روزن دہن میں جو کژدم لئے ہوئے
یہاں کام انکا نیشن زنی ہر سخن میں ہے

دکھلا دو پشت لب پہ تم اپنی دُرِ بلاق
دیکھیں سہیل کیونکہ چمکتا یمن میں ہے

ہوش و خرد کو دیکھ لیا درد سر میں ذوق
آرام کو بھی دیکھ کہ دیوانہ پن میں ہے

۲۳

ہر دم دل خوں گشتہ میں اک جوش فزوں ہے
جو آہ سینہ میں سو فوارہ خوں ہے
دنیا کی ہے رفعت کا سبب پستی ہمت
گردوں کو ہے اوج اس سے زمانہ میں کہ دوں ہے
پھر جاتی ہے سینہ کو مری آہ بھی اُلٹی
قسمت ہے جو برگشتہ ہوئی بخت نگوں ہے
اک غمزہ تری چشم فسوں کا ر کا کافر
شو چشم پری کو وبق آموز فسوں ہے
دل کرتا ہے اس کو چہ کا جب قصد تو لیتا
طائر کے عوض رنگ پریدہ سے شگوں ہے
قائم ہے بنا درد کی فریاد سے میری
جونالہ ہے ایوان محبت کا ستوں ہے
جس دن سے ہوا عشق مرے در پے تعلیم
ہر خار بیاباں قلم مشق جنوں ہے
مر جاؤں مگر راز محبت نہ جتاؤں
کیسا ہے اگ ردرد ہو دل میں نہ کہوں ہے
بیتابی دل کا کوئی مضموں جو ہوا نظم
ہر حرف پہ میرے حرکت جائے سکوں ہے
ملخانہ حسر کو پیوں کیون نہ مزے سے

میری یہی تبر ید تپ سوز دروں ہے
ہے وصل میں غم ہجر کا اور ہجر بلا ہے
آرام محبت میں ہمیں یوں ہے نہ دوں ہے
کھو آپ کو گر ڈھونڈتا ہے عشق کی منزل
گم گشتگی اس رہ میں تری راہ انموں ہے
ہاروت سے واں لاکھوں ہیں شاگرد کہ جس جا
وہ چشم فسوں گر سبق آموز فسوں ہے
کیوں حالِ زبوں اپنا بیاں کرتا ہے ان سے
اے ذوق ترے واسطے یہ سخت زبوں ہے

۲۴

باغ عالم میں جہاں نخل حنا لگتا ہے
دل پُر خوں کا وہاں ہاتھ پتا لگتا ہے

کای تڑپنا دل بسمل کا بھلا لگتا ہے
جب اُچھلتا ہے ترے سینہ سے جا لگتا ہے

دل کہاں سیر تماشے پہ سر لگتا ہے
دل کے لگ جانے سے جینا بھی بُرا لگتا ہے

جو حوادث سے زمانہ کے گرا کب اُٹھا
نخل آندھی کا کہیں اُکھڑا ہوا لگتا ہے

دل لگی کا ہے مزا یہ کہ گزک میں ایدل
سب کبابوں سے نم تجھ کو سوا لگتا ہے

نہ شب ہجر میں لگتی ہے زباں تا لو سے
اور نہ پہلو مرا بستر سے ذرا لگتا ہے

ہائے محتاج ہو مر ہم زنگار کا تو
زخم دل باز ہر مجھے ہنسنا تر الگتا ہے

آب خنجر ہے جو زہر اب و فاداروں کو
ملک سرحد ہے وجا پانی ذرا لگتا ہے

قد مجنوں ترے پھولوں کی چھری ہے لیلیٰ
جب ذرا اجھکتا ہے سر پاؤں سے جا لگتا ہے

زر و زاہد ہے تو کیا کھوٹ ابھی ہے دلمیں

ذوق اس زر کو کسوٹی پہ کسا لگتا ہے

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۲۵

ملنا ہمارا ان کا تو کب جائے جائے ہے
البتہ آدمی سو کبھی آئے جائے ہے
جو اس گلی مُس مثل صبا آئے جائے ہے
فردوس میں کب اسکو تمنا ئے جائے ہے
کہتے ہیں لوگ موت تو اسب جائے جائے ہے
پر میرے پاس اے بھی کوئی کھائے جائے ہے
ٹوٹا ہے کس پتنگ کا بازو کہ شمع بزم
یوں روغن اشک گرم سے ٹپکا ئے جائے ہے
لکھوا کے بھیج دیتا ہے اک پرچہ گاہ گاہ
دل کو ذرا ذرا مرے پر چائے جائے ہے
ابر مژدہ برس کے اگر کھل گیا تو کیا
نالہ تو وہ ہی آگ سے برسائے جائے ہے
کیا حال جسم زار کہوں سوز عشق سے
اک بال ہے کہ آگ پہ بل کھائے جائے ہے
مضموں اضطراب کا ہے یہ بھی ایک اثر
وہ مرغ نامہ بر کو جو پھڑکا ئے جائے ہے
تابوت تیرے کشتہ کو پنیس سے کم نہیں
کیا پانو اپنے چین سے پھیلائے جائے ہے
سو کوس کیا ! نہ جاسکے مجنوں تو دو قدم

پر شوق مدعا ہے کہ دورائے جائے ہے
جب تک کہ جان تن سے نکل جائیگی نہ ذوق
دل میں جو درد ہے سو کوئی ہائے جائے ہے

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۲۶

جاں غش لب جاں بخش پر دل غش خط مشکیں یہ ہے
عیسائی اپنے دیں پہ ہے ۔ موسائی اپنے دیں پہ ہے
دے سیں کی صورت دکھا تو ہنس کے دانت اپنے ذرا
یاسین کیا پڑھو ا رہا قاتل مرے بالیں پہ ہے
بُلبل کا دل ہے خوں فشاں ہیں عشق کی نیر نگیاں
سُرخی رنگ گل کہاں یہ دامن گلچیں پہ ہے
حرف زبانی ہو کہ خط قول انکا سچ ہو یا غلط
میری تو اب تسکیں فقط اے دل تری تسکیں پہ ہے
ہے خوشہ انگوریا کر تا ہے دل پر آبلہ
صد خند ہ دنداں نما شب خوشہ پرویں پہ ہے
دو جام مے بھر کر چڑھا پھر دیکھ کیفیت ہے کیا
یہ خوب عینک حق نما چشم حقیقت ہیں پہ ہے
ہو کوہ کے چشموں سے واں پانی نہ کیوں شیریں واں
دی جان شیریں کھو جہاں فرہاد نے شیریں پہ ہے
میں کیا کروں اظہار غم ہے بار غم پُر بار غم
دن رات ایک انبار غم میرے دل غمگیں پہ ہے
صیقل نہ ہو گر تیغ پر جو ہر پہ ہوکس کو نظر
اے ذوق یاں قد رِ ہنر آرائش و تزئین پہ ہے

۲۷

اک صدمہ درد دل سے مریجان پر تو ہے
لیکن بلا سے یار کے زانو پہ سر تو ہے

آتا ہے اُن کا گر چہ قیامت پہ منحصر
ہم خوش ہیں یہ کہ آنیکی اُنکے خبر تو ہے

ہے سر شہید عشق کا زیب سنان یار
صد شکر بار سے نخل و فا بار ور تو ہے

اے شمع دل ہے رونے میں جلتا تو کیا ہوا
ہو جاتی رات امیں بلا سے بسر تو ہے

ہے دل میں درد اگر نہیں ہمدرد میرے پاس
دلسوز اگر کوئی نہیں سوز جگر تو ہے

اس بُت نے غائبانہ کہا یا نہیں کہا
چپ ہو گیا وہ بار ے مجھے دیکھ کر تو ہے

تربت پہ دل جلوں کی نہیں کر چراغ و گل
سینہ میں سوزش دل و داغ جگر تو ہے

کشتی بحر غم مرے حق میں ہے تیغ یار
کر دیتی ایک دم میں ادھر سے اُدھر تو ہے

وہ دل کہ جسمیں سوز محبت نہ ہو دے ذوق
بہتر ہے اس سے سنگ کہ جسمیں شرر تو ہے

۲۸

تدبیر نہ کر فاردہ تدبیر میں کیا ہے
کچھ یہ بھی خبر ہے تری تقدیر میں کیا ہے

اے اہل نظر ! عالم تصویر کو دیکھو
تصویر کا کیا دیکھنا تصویر میں کیا ہے

ہے شانہ کہ میرا دل دیوانہ ہے اُلجھا
معلوم نہیں زلف گرہ گیر میں کیا ہے

پارہ کی جگہ کشتہ اگر ہودل بیتاب
پھر آپ ہی اکسیر ہی اکسیر میں کیا ہے

اے صید فگن کرتا ہے کیوں اتنی چُری تیز
اب باقی بھالا اس تری نخچیر میں کیا ہے

کچھ سلسلہ جنبان جنوں ہے ترا مجنوں
غل دیکھ بپا خانہ زنجیر میں کیا ہے

بیٹھا ہے رد کعبہ پہ حیراں ترا شیدا
لبیک میں کیا ہوتا ہے تکبیر میں کیا ہے

صیاد عبث گرد ہے تو اس کے شب و روز
تو دیکھ تو کچھ اس ترے نخچیر میں کیا ہے

ہے صید نگہ کہتا قضا سے یہ تڑپ کر
اس تیر میں کیا لطف ہے اس تیر میں کیا ہے

یہ غنچہ تصویر کھلا ہے نہ کھلے گا

کیا جانے دل عاشق دلگیر میں کیا ہے
خنجر ہے ترے ہاتھ میں اور ہم تہ خنجر

تاکید ہو کیوں؟ فائدہ تاخیر میں کیا ہے
اُترا تھا گلے سے کہ جگر ہو گیا ٹھنڈا

کیا جانے اس آب دم شمشیر میں کیا ہے
زاہد کی طرف دیکھو نہ تم میرے دم ذبح

لو نام تم اللہ کا تکبیر میں کیا ہے
ذوق اس لب شیریں کا جو تو وصف ہے کہتا

کیا کہے حلاوت تری تقریر میں کیا ہے

۲۹

خم ابرو ترا جب یار نظر آتا ہے
کوئی کھینچے ہوئے تلوار نظر آتا ہے
جب ترا شعلہ رخسار نظر آتا ہے
درد خورشید کا بازار نظر آتا ہے
گھر میں جو روزن دیوار نظر آتا ہے
چشم اعمی مجھے بے یار نظر آتا ہے
مست چشم اس کا جو میخوا رنظر آتا ہے
ہے تو دیوانہ پہ ہشیار نظر آتا ہے
کیا تمہیں اے اُلے لا بصا رنظر آتا ہے
یہاں تو اغیار میں بھی یا رنظر آتا ہے
ضعف سے تارتن زارِ نظر آتا ہے
سر مرا تن پہ اگر وار نظر آتا ہے
سبزہ خط گل رُخسار پہ ایک عالم ہے
خط ریحاں خط گلزار نظر آتا ہے
معنی رنگ خموشی سے جو دل ہو آگاہ
برگ گل میں لب اظہار نظر آتا ہے
جتنا بیہوش ہو اتنا ہی سوا ہو آرام
مست ہاتھی ہو تو بے بار نظر آتا ہے
زلف کے دام میں ہے مرغ دل آتا ہمیں یاد

جب کوئی مرغ گرفتار نظر آتا ہے
کواب غم میں بھی ہے آرام اگر آجائے
ہے وہ بے چین جو ہشیار نظر آتا ہے
میرے رونے پہ جو ہے دیدہ سوزن روتا
جو ہے سرکش وہ نگونسار نظر آتا ہے
صید بیکس پہ ترے کون ہے کہتا تکبیر
یہ تو ہوتا یو ہیں مر دا ر نظر آتا ہے
تیرے مجنوں کو ہے سامان جنوں آرائش
داغ سودا گل دستار نظر آتا ہے
خنجر موج تبسم سے ترے گلشن میں
دیکھا ہر گل کو دل افگار نظر آتا ہے
میرے آنکھوں میں نظر آتا ہے عالم ویراں
دل کا ویرانہ جو بے یار نظر آتا ہے
عالم دل میں کبھی آکے فلک کو دیکھو
کیا پس پردہ زنگار نظر آتا ہے
بڑھ کے جو چمکا زمانہ میں دکھائی دیا کم
روز کب اختر دمدار نظر آتا ہے
جو جو انمرو علائق میں پھنسا ہے وہ مجھے
شیر پنجر ے میں گرفتار نظر آتا ہے
کاٹنے دوڑتا ہے گھر جو نہیں وہ گھر میں
حلقہ درد ہن مار نظر آتا ہے

دل پُرو سوسہ کا عقدہ ہے قفل سو اس
اس کا کھلنا مجھے دشوار نظر آتا ہے
مژدہ اے آبلہ پائی کہ پھر آنکھوںمیں مری
دامن وادی کہسار نظرآتا ہے
کم نمائی سے ہوا ے ماہ لقا عید کے چاند
کہ برس میں کبھی اک بار نظر آتا ہے
صحبت اہل صفا دیتی ہے سر کش کو اُلٹ
نخل پانی میں نگونسار نظر آتا ہے
تنگ جو زیست سے ہیں تکتہ تابوت انہیں
مر کے اک تخت ہو دار نظر آتاہے
دُرمضموں ہیں ترے ذوق زبس بیش بہا
کم کوئی ان کا خریدار نظر آتا ہے

۳۰

خیال د میں پری نہ لاؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہے
تم آتے آؤ نہیں نہ آؤ ہمارے د ل میں تمہارا گھر ہے
یہ دل ہے آئینہ تم ہو صورت نہیں ہے یاں نا م کو کدورت
کسی کو گھر میں بلا بیٹھا وٗ ہمارے دل میں تمہار ا گھر ہے
خلل بنائے مکاں کو پہنچے تو ہو گا نقصاں مکیں کو پہلے
مکاں کو دل کے نہ تم گراؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہے
غلط ہے تہمت ہے افترا ہے کہ ہم نے دل اور کو دیا ہے
کسی کے کہنے پہ تم نہ جاوٗ ہمارے دل میں تمہا را گھر ہے
تم اپنے رخ میں ہو کر رہے دن ہو زلف میں شب کی عقدے گن گن
ہزار دل سے ہمیں بھلا وٗ ہمارے دل میں تمہا را گھر ہے
مکان دیدہ پسند خاطر اگر نہیں ہے کہ ہوں گے ظاہر
تو خیر تشریف تم نہ لاؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہے
تم اس کو دو داغ مثل لالہ دیا کرو بیٹھ کر اُجالا
بگاڑ و تم اس کو یا بناؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہے
یہ زباں سے ہے ذوق کہتا تمہارا ہے دھیان آٹھیں رہتا
جدا مکاں اور کیوں بناؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہے

۳۱

ہیں ترے رشک کی خط رخسار سے
دل میں آئینہ کے جو ہر خار سے
شرح فرط حسر دیدار سے
جو نگہ ہے کم نہیں طو مار سے
کھائے داغ آتشیں رخسار سے
کم نہیں دل مرغ آتش خوار سے
ہاتھ اُٹھا وَ عشق کے بیمار سے
کوئی بچتا ہے اس آزار سے
اُنس ہے کیا دل کو تیر پار سے
ہے مشابہ زخم بھی سو فار سے
میرے طرز نالہ ہائے زار سے
ٹپکے بلبل کے ہلو منقار سے
یوں نگلہ نکلے ہے چشم یار سے
مست جیسے خانہ خمار سے
فرشِ گل پر مجھ کو ہجر یار سے
کم نہیں تار رگ گل خار سے
آئینہ اس شعلہ رخسار سے
گرم ہے دُکان آتش کار سے
بے نصیب اس کے ہیں گر دیدار سے

سی دو آنکھوں کو نظر کے تار سے
مارے گر سیلی وہ زلف پر عرق
بھرڑ پریں دنداں دہان مار سے
خنجر موج تبسم سے ترے
گل چمن مین ہیں جگر افگار سے
وائے قسمت تلخکامی ہو نصیب
ہم کو اس کے لعل شکر بار سے
کر تا ہے دست جنوں جب کشمکش
جی اُلجھتا ہے نفس کے تار سے
سُن کے میرے جانکنی کو کو ہکن
جوں صدا اُلٹا پھر ے کہسار سے
یہ بھی اس نازک بدن کو بار ہو
گر مکر باندھے نظر کے تار سے
نقطہ کال اسکا سودا خیز ہے
پھرتے ہیں اک پاؤں ہم پر کار سے
اُٹھ چکا وہ ناتواں جب رہ گیا
دب کے تیرے سایہ دیوار سے
توبہ توبہ کہتا استغفار ہے
وقت توبہ میری استغفار سے
اپنے دامن کو بچا کر جائیو
برق میری وادی پُر خار سے

چاہے بحر محبت میں ہمیں
کشتی اس کی تیغ لنگر دار سے

اب وہ آئے جب نگہ کو ضعف سے
کم نہیں مژگاں کی صف دیوار سے

تیرے ہی پاؤں پہ اے قاتل گرا
سر مرا اُڑ کر تری تلوار سے

اس دہن کا نکتہ موزوں بھی اک
منتخب ہے مخزن اسرار سے

ابر ہے لیکن شفق آلود ہے
زُلف اس کی مرخی رخسار ے

خاک عاشق پر اُٹھے جائے غبار
فتنہ محشر تری رفتار سے

ناکسوں سے کی رکیں وار مستگاں
اُلجھے کب دامن صبا کا خار سے

زلف کی قبچی سے دل ڈرتا نہیں
بھوت بھاگے ہے وگرنہ مار سے

دل کے آئینہ کو گر کر دے گداز
یار اپنی گرمی رخسار سے

جو ہر اس سے یوں اُٹھا لیں جس طرح
حرف قرطاس غلط بردار سے

بے تمیزوں کی ہے اُلفت نقص تام

لے ہیں نام طفل آدھا پیار سے
دل کو ہر دم عالم معنی سے ذوق
ہے خبر آتی نفس کے تار سے

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۳۲

پاک رکھ اپنا وہاں ذکر خدائے پاک سے
کم نہیں ہرگز زباں منہ میں ترے مسواک سے

جب بنی تیر حوادث کی کمان افلاک سے
خاک کا تو دہ بنا انساں کی مشت خاک سے

جس طرح دیکھے قفس سے باغ کو مرغ اسیر
جھانکتا ہے دل تجھے یوں سینہ صد چاک سے

تیرے صید نیم جان کی جان نکلے کس طرح
یہ تو وابستہ ہے تیرے دامن فتراک سے

بیٹھا دوزخ میں بہاریں خلد کی دیکھا کروں
واں کی آتش ہو جو انکے روئے آتشناک سے

آفتاب حشر ہے یارب کہ نکلا گرم گرم
اشک خونیں دل جلوں کے دیدہ نمناک سے

چشم کو بے پردہ ہو کس طرح نظارہ نصیب
کرتا وہ پردہ نشیں پردہ تو ہے ادراک سے

بیت ساقی نامہ کی لکھو کوئی جائے دُعا
مے پرستوں کے کفن پر کلک چوب تاک سے

عیب ذاتی کو چھپائے گا نہ حسن عارضی
زیب بد اندام ہو ذوق کی پوشاک سے

۳۳

الگ تا ہو نہ کھچ کھچ مر ہر تار دامن سے نہ دامن
خار سے چھوٹے نہ چھوٹے خار دامن سے
خبر لون جیب کی یا میں رہوں ہشیار دامن سے
جنوں اُلجھے ہیں ناخن جیب سے اور خار دامن سے
لگا ہے اس تمنا میں مرے ہر خار دامن سے
کروں دستا ر میں گر ہو عطا اک تار دامن سے
لگے اس شعلہ خو کے کون مجھ سا زار دامن سے
کہیں الجھا ہے ابتک برق کے بھی خار دامن سے
کیا تو نے کنارہ ہم سے اور ہاتھوں سے وحشت کے
گریباں ہمکنار آکر ہوا اے یار دامن سے
تمہارے جلوہ رخ کے جو بسمل خاک پر لوٹیں
تو پریان آکے پونچھیں اے پری رخسار دامن سے
ہوا بے پردہ وہ پردہ نشیں تو یوں کیا پردہ
بنایا درمیاں اک پردہ دیوار دامن سے
وہی زیبا ہی اسکے جو قطع ہے اُس پر
نکل سکتا ہے کوئی آستیں کا کا ر دامن سے
اب انکو شش جہت میں ہفت دریا لوگ کہتے ہیں
گرے تھے اشک کے قطرے مرے و چار دن دامن سے
مکدر ہو وہ گل کیا کیا جو نادا نستہ لگ جاوے

ذرا آکر نسیم دامن گلزار دامن سے
تر مجنوں زار اتنا گراں جاں ہے نہ اُٹھنے دے
لپٹ جائے اگر صر صر کے مثل خار دامن سے
جلیں گے آتش رنگ حنائے پا سے گھر کتنے
دکھائیں گے اور جب گرمی رفتار دامن سے
دکھائے صدمہ زنجیر نے یہ پاؤں مجنوں کے
کہ صدمہ دلپہ ہوتا ہے دم رفتار دامن سے
عزیز اصلا نہیں سرمایہ ہمت کو کہ دریا نے
گرہ دیکر نہ باندھا گوہر شہوار دامن سے
مربی بھی خلشگر کو نہیں دیتے ہیں آرایش
گلستاں پونچھتا ہے کب سنان خا ر دامن سے
سرایت کوہن کا خوں اگر کر جائے پتھر میں
نکالے لعل ہی پتھر کی جا کہسار دامن سے
فرشتے تیرے دامن کہ بنائیں جا نماز اپنی
اگر دھوڈالے تو داغ مئے پندا ر دامن سے
مرے پاؤں کے چھالے ہوتے ہیں کیا کیا شکستہ دل
جو کوئی ٹوٹ جا تا ہے اُلجھ کر خار دامن سے
ترے مجنوں کو ہے وہ جامہ عریاں اتنی زیبا
کہ جسکو آستیں سے ننگ ہے اور عار دامن سے
یہ تجھ بن اشکباری ہے کہ آنسو پونچھتا ہوں میں
کبھی تو آستیں سے اورکبھی اے یار دامن سے

کہاں وہ موسم طفلی کہ جب دامن سواروں میں
تھے ہم تیار کرتے تو سن رہو ا ر دامن سے
مرا وہ گر یہ غم خند ہ عشرت سے بہتر ہو
اغر آنسو مرے پونچھے وہ گل رخسار دامن میں سے
میں وہ آلودہ دامن ہوں بنائیں تار سبحہ کا
فرشتے پاکدامن لے کے میرے تار دامن سے
ہو ا پنکھے کی خوب آور ہے پر وہ ایک جنبش میں
کریں سوفتنہ خوابیدہ کو بیدار دامن سے
نگاہ بوا احوس آندھی ہے تیری خاک اُڑانے کو
چُھپالے اے پر یرو شعلہ رخسار دامن سے
نہ ہو گی دل جلون کی ذوق ہمسایوں سے دلداری
کہ کب فانوس پونچھے شمع کا رخسار دامن سے
ہوں یہ لاغر جھ کے قامت ایک خس کے بوجھ سے
ہے کہا وہ جو لچک جائے مگس کے بوجھ سے
تھا قد رعنا کبھی پر اب ہوس کے بوجھ سے
جھلملاتا سا ہے شعلہ اک نفس کے بوجھ سے
شاخ گل کیا مال ہے گر ہم گراں جانی پہ آئیں
تو ڑدیں لوہے کے حلقے کو قفس کے بوجھ سے
مت لگا اے عشق دل کے آبلہ پر نقش غم
ہے بسکسار ی جنہیں بار ہوس کے بوجھ سے
یہ اسیری میں گراں خاطر ہوں میں جات ہوں ٹوٹ

آہنی قلاب بھی میرے قفس کے بوجھ سے
زندہ تو ڈوبے ہے اور تیرے ہے مردہ آب میں
بوجھ شاید جسم کا کم ہے نفس کے بوجھ سے
نکلے دُنیا سے کہاں احمق اُٹھا کر بار حرص
یہ گدھا تو رہ گیا دلدل میں پھنس کے بوجھ سے
اپنے دامن میں نے لے میری گل لخت جگر
جی دھڑکتا ہے کہیں چولی نہ مسکے بوجھ سے
کی ہوا دل نے لیا گر ایک کوہ غم اُٹھا
یہ نہیں اے ذوق دبتا ایسے دس کے بوجھ سے

۳۵

زخمی ہوں ترے ناوک دزدیدہ نظر سے
جانے کا نہیں چور مرے زخم جگر سے

ہم خوب ہیں واقف ترے انداز کمر سے
یہ تار نکلتا ہے کوئی دل کے گہر سے

گر اب کے پھرے جیتے وہ کعبہ کے سفر سے
تو جانو پھرے شیخ جی اللہ کے گھر سے

سرمایہ امید ہے کیا پاس ہمارے
ایک آپ ہے سینہ میں سو نومید اثر سے

وہ حلق سے پیش آتے ہیں جو فیض رساں ہیں
ہیں شاخ ثمر دار میں گل پہلے ثمر سے

حاضر ہیں مرے تو سن وحشت کے جلو میں
باندھے ہوئے کہسار بھی دامن کو کمر سے

فریاد دستمکش ہے وہ شمشیر کشیدہ
جس کا نہ رکے وار فلک کی بھی سپر سے

اشکوں میں کس چشم سیہ مست کا یارب
مقصود رہ کعبہ ہے در یا کے سفر سے

اللہ رے وحشت کہ مری ٹھوکروں ہی میں
پتھر ہیں پہاڑوں کے اُڑے جاتے شرر سے

کچھ رحمت باری سے نہیں دُور کہ ساقی

رووں جو ذرا مست تو مے ابر سے بر سے
کشتہ ہوں میں کس چشم سیہ مست کا یارب

مستی ہے ٹپکتی مری تربت کے شجر سے
کھلتا نہیں دل بند ہی رہتا ہے ہمیشہ

کیا جانے کہ آجاتا ہے تو اسمیں کدھر سے
نالوں کے اثر سے مرے پھوڑا سے ہے پکتا

کیوں ریم سدا نکلے نہ آہن کے جگر سے
اے ذوق رہ عشق میں ہے خضر و مسیحا

ہمدم جو نکل آئے کوئی گرد سفر سے

۳۶

کب وہ گزرتے ہیں سر لاف و گزاف سے
جن ک کہ آشنا زباں و کاف سے

اول ہی سے بشر کو ہے رغبت خلا سے
لیتا تھا کام منہ کا شکم یہ ناف سے

چل میکدہ میں شیخ بسر کر مہ صیام
مسجد میں تنگ بیٹھا ہے کیوں اعتکاف سے

نالون نے دی چڑھا جو تپ لرز ہ مہر کو
کھولی نہ آنکھ ابر سیہ کے لحاف سے

پھینکے ہے ایک جنبش مژگاں میں وہ پری
اس اپنے ناتواں کو پرے کو ہ قاف سے

ہو جو ہر کمال پہ ننگا جو خاکسار
اک تیغ ہے کہ ننگ ہے اسکو غلاف سے

گذری ہے مشق سینہ شگافی میں اے قلم
عاشق کی عمر نالہ گردوں شگاف سے

گردش ہے اسکی چشم کی کیوں میرے دلکی گرد
کافر کو کام کعبہ کے ہے کیا طواف سے

لڑتے ہیں گہ نصیب سے گا ہے فلک سے ہم
فرقت کی رات کم نہیں روز مصاف سے

طوف سیاہ خیمہ لیلےٰ ہوا نصیب

مجنوں ۔ سمجھو کعبہ کے بہتر طواف سے

جوں تیغ خوش غلاف نگہ تیری اے پری

ہے دمبدم نکل کے چمکتی غلاف سے

لکھتا ہے شیخ مسئلہ وحدت وجود

لیکن دوئی عیاں ہے قلم کے شگاف سے

گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونق چمن

اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

www.Nayaab.Net

۳۷

پوچھ مت راہ وفا اس نگہ پُر فن سے
رہنمائی کی نہ رکھ چشم دلا رہزن سے

خار نکلے عوض سبزہ مرے مدفن سے
بچ کے جانا کہ یہ الجھیں گے ترے دامن سے

کافر عشق ہوں گر سر بھی جدا ہو تن سے
نکلے زنار محبت نہ مری گردن سے

نار ہر ساز کے پردہ میں محبت کے سبب
ایک فریاد نکلتی ہے دل آہن سے

ہوں میں وہ سوختہ جوں شمع کہ مثل فانوس
میرا پیرا ہن تن میرے جُدا ہے تن سے

تیغ غم سے ہو نہ کیوں سینہ سپر مرد وفا
کثرت زخم بدن پر نہیں کم جوشن سے

تیرہ بختوں کا ہے وہ کلبہ تا ریک بلا
ڈر کے خورشید بھی جھانکا نہ جہاں وزن سے

میں گرا نبار محبت مرا خوں بھی ہے گراں
جی دھڑکتا ہے تیرا نازکی گردن سے

خوں مرا داغ نہیں دھوتا ہے تو کیا قاتل
یہ نہ چھوٹا ہے نہ چھوٹیگا ترے دامن سے

ہو گیا کاغذ سوزن وہ سینہ سارا

دل کی جو پھانس تھی نکلی نہ سر سوزن سے
گر جھکے تیغ ری سرا بھی حاضر ہے کہ ہم
اس پہ مرتے ہیں کہ تعظیم تو لی دشمن سے
چشم میگوں و صاحی بہ بغل ۔جام بکف
دیکھنا آج وہ گل آتا ہے کس جوبن سے
چھوڑ کر گھر ترے ہاتھوں سے نکل جائیں کہاں
تنگ ہمسایوں کو اے ذوق نہ کر شیو ن سے

www.Iqbalcyberlibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۳۸

دل بچے کیونکر بتوں کی چشم شوخ ووشنگ سے
اپنا گھر تو سوجھتا ہے سینکڑوں فرسنگ سے

اے تغافل کیش جلدی آ کہ تو واقف نہیں
اس دل بیتاب و جان مضطرب کی ڈھنگ سے بل

بے بار یکی کہ گویا ہر تراتا رسخن
جنتری میں کھچ کے نکلے ہے دہان تنگ سے

ایک بھی نکلے نہ میرے سی صدائے دلخراش
خون اگر ٹپکے نوائے مرغ خوش آہنگ سے

پہلے یہ نیت وضو کی ہے نماز عشق میں
دل سے کہہ دیجئے کہ دھوئے ہاتھ نام ونگ سے

میرے رونے کی اثر سے ہوگئے پتھر بھی آب
جھڑتے ہیں جائے شرر پانی کے قطرے سنگ سے

ذوق زیبا ہے جو ہو ریش سفید شیخ پر
وسمہ آب بنگ سے میدھی مئے گلرنگ سے

۳۹

کرے ہے کام تیغ یار کس کس آبداری سے
دکھاتی اپنی گلکاری ہے کیا کیا زخم کاری سے
زباں کھولیں گے مجھ پر بد زباں کای بد شعاری سے
کہ میں نے خاک بھردی انکے منہ میں خاکساری سے

گذرتی ہے مزہ میں زندگی غفلت شعاری سے
مرے نزدیک بیہوشی ہے بہتر ہوشیاری سے
نہ ہوتے اگر وہ شوخ خود نما سرگرم آرایش
اُٹھاتا ہاتھ خورشید فلک آئینہ واری سے
خبر کیا پوچھتے ہوا پنے بیمار محبت کی
کہ نوبت دم شماری کی تھی شب اختر شماری سے
جو پوچھے زاہد خشک اپنا دارو کہدے وے پی لے
اگر پرہیز کو پوچھے کہو پرہیز گاری سے
قفس کو لے اُریں صیاد اسیر مضطرب تیرے
خبر گل کی اگر اُڑتی سُنیں باد بہاری سے
اُٹھائے جاؤں کبتک داغ کاش انکےعوض ہوتے
مری چھاتی پہ پتھر سنگدل دوچار بھاری سے
لگی بھی گر زمیں کو پیٹھ تیرے تفتہ جانوں کی
تو مثل برق اُٹھ بھاگے وہیں پھر بیقراری سے
نہیں آتا نہ آئے رحم اے ذوق اس ستمگر کو

بلا سے خوش تو ہو جاتا ہے میری آہ وزاری سے

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۴۰

اُڑائی طرز نالہ کی تھی اک دم تیرے محزوں سے
سو اب تک دیکھ لے منقار طوطی سُرخ ہے خوں سے
نہ شب آں کھوں میں خواب آیا خیال کال شبگوں سے
رہے بیدار ساری رات ہم اک حب افیوں سے
اُڑائیں پون جادو گر بلا سے ہم نہیں ڈر تے
ہے اپنا دم ہوا ہوتا تری چشم پُر افسوس سے
یہ دُنیا ہے و ہ خمخانہ کہ جس میں دور گر دوں نے
گل حکمت کئے کتنے ہی خم خاک فلاطوں سے
اثر ہو نالہ پُر درد کا اتنا تو اے بُلبل
کہ ٹپکے جائے شبنم اشک انجم چشم گردوں سے
شہید چشم میگوں ہوں کہو تربت پہ سب میکش
کریں آکر چراغاں ساغر صہبا ئے گلگوں سے
ترے مجنوں کے تن پر لاغری کا قطع ہے جامہ
بناتا پیر ہن ہے ایک برگ بید مجنوں سے
خدا جانے ہوئے بخت اپنے واژوں اسکی زلفوں سے
ویار زلفیں ہیں اس کی واژ گوں مجھ بخت واژوں سے
اسی باغ سخن میں ذوق جی اپنا بہلتا ہے
جہاں بُو عشق کی آتی ہے کچھ گلہائے مضموں سے

۴۱

لیا ایمان و دیں تو نے اگرچہ اک زمانے سے
نہیں اس پر یہی اے ظالم ترا ایماں تھکانے سے

ستمگر تو نے روکا سب کو میرے پاس آنے سے
اجل بھی اب یہاں آئے تو آئے کچھ بہانے سے

ڈھلینگے شمع کے سانچہ میں گذرے سر پہ جو گذرے
بہی نگے آنسوؤں میں انکے آ لگے اس بہانے سے

پڑے تسبیح زاہد پر نگاہ مست اگر تیری
تو ٹپکے بادہ انگور اسکے دانے دانے سے

تمہاری زُلف کے کوچوں پھرتا ہے وہ دیوانہ
پتا لینا ہو گر دل کا تو لینا اپنے شاد سے

کہاں جاؤنگا اُڑکر طائر بے بال و پر ہوں میں
قفس صیاد کا بہتر ہے مجھ کو آشیانہ سے

نہ کچھ خوان دوں ہمت پہ ہاتھ اے ذوق آلود
کہ یہ کھانا مرے آگے ہے بدتر زہر کھانے سے

۴۲

اگر ہوتے ہو تم برہم ابھی سے
تو پھر ہوتے ہیں رخصت ہم ابھی سے
لگے کیون تم پہ مرے ہم ابھی سے
لگا یا ہی کو اپنے غم ابھی سے
دلاربط اس سے رکھنا کم ابھی سے
جتا دیتے ہیں تم کو ہم ابھی سے
غضب آیا تمہیں اگر اسکی مژگاں
صفیں یاروں کی ہیں برہم ابھی سے
نہیں ہے دیر اگر جانے میں اُنکے
نہیں اپنے بھی دم میں دم ابھی سے
بہے آنسو تو دامن کیا کہیں گے
ہوئی ہے آستیں پُرنم ابھی سے
مرے لاشہ پہ بھی اس بد گماں نے
کہا! کیوں جی پرایا دم ابھی سے
تمہارا مجھ کو پاس آبرو تھا
وگر نہ اشک جاتے تھم ابھی سے
وہ شاید منہ کھلے پر جائیں گے آج
کہ چھا یا دل پہ ابر غم ابھی سے
نکلتے ہی دم اُٹھو اتے ہیں مجھ کو

ہوئے بیزار کیوں ہمدم ابھی سے
کیا ہے وعدہ دیدار کس نے
کہ ہے مشتاق اک عالم ابھی سے
مُوا جانا مجھے غیروں نے اے ذوق
کہ پھرتے ہیں خوش و خورم ابھی سے

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

۳۴

نہ کھینچو عاشق تشنہ جگہ کے تیر پہلو سے
نکالے پر ہے مثل ماہی تصویر پہلو سے

نہ لے اے ناوک افگن دلکو میرے پیر پہلو سے
کہ وہ تو جاچکا ساتھ آہ کی جوں تیر پہلو سے

دل شیاں کو لے ٹانک تعویذ وں میں ہیکل کے
نہ سر کا یہ حمائل اسے بُت بے پیر پہلو سے

وہ ہوں بے دست و پا بسمل رسائی جب نہ ہاتھ آئی
کیا تا پائے قاتل از تہ شمشیر پہلو

اسیر زلف دیوانے ہیں دیکھ اے پاسباں شب کو
دبا کر بیٹھ اُن کے پاؤں کی زنجیر پہلو سے

مصور لیلیٰ و مجنوں ناکامی پہ حیراں ہیں
کبھی بیٹھا نہ مل کر پہلوئے تصویر پہلو سے

یہ دل لب تشنہ تیغ یار کا ہے رات بھر کرتاق
صدائے العطش جوں نالہ شبگیر پہلو سے

عجب حسرت کا عالم تھا کہ مجنوں کہتا تھا پہیم
چھٹے پہلو مرے محمل کا یا تقدیر پہلو سے

نہ کہنا استخواں انکو یہ عالم لاغری کا ہے
کہ ہے دکھلا رہا میرا دل دلگیر پہلو سے

خیال ابروئے جاناں نہیں دل بھولتا اکدم

سپاہی ہے جدا کرتا نہیں شمشیر پہلو سے
تمام اہل سخن بزم سخن میں ذوق حیراں ہیں
ملا جو قافیہ تو نے کیا تحریر پہلو سے

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۴۴

وہ ہوں میں پُر معاصی سوختہ سوز ندامت سے
حذر دوزخ کرے جس کے شرار سنگ تربت سے

وہی ہے ایک سب میں دیکھ لو چشم حقیقت سے
بنا واحد کی کیوں توڑیگا ملا مجمع کثرت سے

نہ سوکھے دامن تر ذرہ میرا اور جوں اختر
رواں ہوں اشک خجلت چشم خورشید قیامت سے

دم تکبیر اُٹھائے دو جہاں سے ہاتھ یک باری
نماز عشق کی ہم نے ادا کی حسن نیت سے

اگر پوچھے کوئی مجھ سے کہ کیوں دن رات نالاں ہے
تو میں کہدوں محبت ہے محبت سے محبت سے

برائے شوکت دُنیا نہ لیجو عار دیں زاہد
سمجھیو شوکہ العقرب کو بہتر ایسی شوکت سے

نمک ہو مشک ہو یا سودہ الماس تم چھڑکو
جراحت کو مرے کیا کام ہے سنگِ جراحت سے

پڑھو گر فاتحہ تم آکے مرقد پر شہیدوں کے
تو یاس اُٹھ کر اشارہ کردے انگشت شہادت سے

حریصوں کو نہیں جا وسعت آباد قناعت میں
جو کھینچے ہاتھ کو وہ پاؤں پھیلا دے فراغت سے

الف کو تیری قامت کے کیا استادِ قدرت نے

مزین صفحہ ہستی پہ رعنا ئی کے خلعت سے
لبِ ہر زخم میرا ہے ہلال عید سے خوشتر

کہ ہو وے گا نہ عاشق اب کوئی اور اسپہ عبرت سے
علاج زخم حسرت ہے مرا تیز اب تیغ اس کا

نہیں سنگ فساں کچھ کم مجھے سنگ جراحت سے
اگر آرائش ظاہر ہو بد باطن کو کیا حاصل

بھلا باطن میں رُتبہ کیا ہے اسکو نیک طینت سے
ہوئی حرفوں میں گویک نقطہ رحمت سے سوا زحمت

عدد میں ہے مگر رحمت زیادہ ہوتی زحمت سے
زبانِ ریختہ کر دی زباں اہل ولائت کی

محبت ذوق کو از بسکہ ہے شاہ ولایت سے

۴۵

کہاں تلک ساقی کہ لاشراب تو دے
نہ دے شراب ڈبو کر کوئی کباب تو دے
بُجھا گر گر یہ ہے گر سوز دل کو آب تو دے
اور آگ میں یونہی دینا ہے گر عذاب تو دے
الٰہی چشم کے چشمہ کو اتنا آب تو دے
کہ سر پہ چرخ دکھلائی جوں حباب تو دے
کھلے ہے ناز سے گلشن میں غنچہ نرگس
ذرا دکھا اسے تو چشم نیخواب تو دے
دل برشتہ کو میرے نہ چھوڑا ے میخوار
جو لذت اسمیں ہے ایسا مزا شراب تو دے
کہاں بجھی ہے تہ خاک میرے آتش دل
کہو ہوا سے بلا دامن صحاب تو دے
تمہارے مطلع ابرو پہ خال کہتا ہے
کہ ایسا نقطہ کوئی وقت انتخاب تو دے
در قبول ہے درباں نہ بند کر دریار
دعائے خیر ذرا ہونے مستجاب تودے
صبا! بگولہ بنے کشتگان زلف کی خاک
کہ بعد مگر بھی معلوم پیچ و تاب تو دے
شہید کر تا ہے قاتل تو پھر ہے جلدی کیا

ذرا ٹھہر نے تہ تیغ اضطراب تو دے
بلا سے آپ نہ آئیں پر آدمی ان کا
تسلی آکے مجھے وقت اضطراب تو تے
شکار بستہ فتراک کو تے مقدور
ہوا نہ یہ بھی کہ بوسہ سر رکاب تو دے
زبان خنجر قاتل نے کیا کہا تجھ سے
دل شہید تو چپ کیوں ہے کچھ جواب تو دے
ہماری آنکھ سے ہم چشم ہو گا کیا دریا
کسی کو بھر کے ذرا کاسہ حباب تو دے
بلا سے کم نہ ہو گر یہ سے میرا سوز جگر
بُجھا پر اُن کی ذرا آتش عتاب تو دے
خنک دلوں کی اگر مشت خاک دوزخ میں
پڑے تو واقعی اک بار آگ تو دے
کریگا قتل وہ اے ذوق تجھ کو سُرمہ سے
نگہ کی تیغ کو ہونے سیاہ تاب تو دے
پہنچ رہونگا سر منزل فنا اے ذوق
مثال نقش قدم کرنے پا تراب تو دے

۴۶

پھلا نہیں تو پھلے کا گل اے نگار دے
پر کچھ نشانی مجھے یاد گار دے

تو چشم میں نہ سُرمہ دنبالہ دار دے
مفتونِ چشم کو یوں ہی اک تیر مار دے

ہاتھ اپنا میرے ہاتھ میں کب وہ نگا ر دے
جو اپنے ہاتھ کا نہ مجھے پشت خار دے

ٹانکے نہ زخم دل میں تراد لفگار دے
تو جب تلک نہ گیسوئے مشکیں کا تار دے

دشنام ہو کے وہ ترش ابرو ہزار دے
یاں وہ نشے نہیں جنہیں ترشی اتار دے

گلشن کو آب گر مژہ اشکبار دے
بُلبُل بجائے بیضہ در آبدار دے

کیا خاک تجھ پہ جان کوئی جاں نثار دے
مٹی بھی جس کو تیرے نہ دل کا غبار دے

وہ زلف مشکبار ایک رادے
پھر میں نہ لوں اگر کوئی مشک تتار دے

دل کو رکھ دوں اس دم شمشیر پر گر ڈھب بنے
تا یہ قربانی صراط عشق پر مرکب بنے

خال اے خورشید رو رُخ پر تمہارے کب بنے

تیرہ روز آکر اُفق پر سوختہ کو کب بنے
کیونکہ تعلیم نیا ز و ناز ہو کیجا بہم
گر نہ مجنوں آن کر لیلیٰ کا ہم مکتب بنے
غنچہ تصویر بھی کھل کر جو عقدے دانہ ہوں
ہائے قسمت وہ ہمارے عقدہ مطلب بنے
ہے سیہ کاری سے موہ یاں تلک اپنا سیاہ
روز محشر پر پڑے گر سایہ اس کا شب بنے
سُرمہ چشم کو اکب کیوں بنا اے دورِ آہ
ایسا کاجل بن کہ جس سے اس کا خال لب بنے
موذیوں کو حق نہ دے آنکھیں کہ تالا ویں بلا
عین حکمت تھی کہ معدوم البصر عقرب بنے
عشق ہے اے ذوق وہ کافر کہ جس کے ہاتھ سے
شیخ صنعا سا مسلماں رمذِ مشرب بنے

۴۸

لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے
تم آگ لینے آتے تھے کیا آئے کیا چلے

تم چشم سُرمہ گیں کو جو اپنی دکھا چلے
بیٹھے بٹھائے خاک میں ہم کو ملا چلے

دیوانہ آکے اور بھی دل کو بنا چلے
اک دم تو ٹھہرو اور کہ کیا آئے کیا چلے

ہم لطف سیر باغ جہاں ۔ خاک اُڑا چلے
شوق وصال دل میں لئے یار کا چلے

غیروں کے ساتھ چھوڑ کے تم نقش پا چلے
کیا خوب پھول گور پہ میری چڑھا چلے

دکھلا کے مجھ کو نرگس بیمار کیا چلے
آوارہ مثل آہوئے صحرا بنا چلے

اے غم ! مجھے تمام شب ہجر میں نہ کھا
رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے

بل بے غرور حُسن زمیں پہ نہ رکھے پاؤں
مانند آفتاب وہ بے نقش پا چلے

کیا لے چلے گلی سے تری ہم کہ ہوں نسیم
آئے تھے سر پہ خاک اُڑانے اُڑا چلے

افسوس ہے کہ سایہ مرغ ہوا کی طرح

ہم جس کے ساتھ ساتھ چلے وہ جُدا چلے
قاتل جو تیرے دل میں رکاوٹ نہ ہو تو کیوں
رک رک کے میرے حلق پہ خنجر ترا چلے
ہے گل کا دل تو سنبل پیچاں کی دام میں
کیا اُڑ کے تجھ سے طائر نگہت بھلا چلے
ہو کر سوار تو سن عمر رواں پہ آہ
ہم اس سرائے دہر میں کیا آئے کیا چلے
لبریز ہو گیا مرا شاید کہ جام عمر
تم وقت نزع مجھ سے جو ہر کر خفا چلے
دُنیا میں جب سے آئے رہا عشق گلر خاں
ہم اس جہاں میں مثل صبا خاک اڑا چلے [
قاتل سے دخل کیا ہے کہ جانبر ہوا پنا ہوش
گر اُڑ کے مژل طائر رنگ حنا چلے
فکر قناعت ان کو میسر ہوئی کہاں
دنیا سے دل مس لے کے جو حرص وہوا چلے
آلود ہ سُرمہ سے نہ ہوئی چشم میں نگاہ
دیکھا جہاں سے صاف ہے ابل صفا چلے
اس روئے آتشیں کے تصور میں یاد زلف
ہے کیا غضب کہ آگ لگے اور ہوا چلے
اے ذوق ہے غضب نگہ یار ا لحفیظ
وہ کیا بچے کہ جسپہ یہ تیر قضا چلے

۴۹

تجھ کو کچھ یاد بھی ہیں وہ اُلفت کے مزے
بے مزہ ہونے کے لطف اور شکایت کے مزے
بے محبت نہیں اے ذوق شکایت کے مزے
بے شکایت نہیں اے ذوق محبت کے مزے
کھائے کوچہ میں ترے آکے جو شنگ طفلاں
آئے مجنوں کو ترے میوہ جنت کے مزے
لگتی مرچیں سی کبابوں کو ہیں سُن کر کیا کیا
دل بریاں سے مرے سوز محبت کے مزے
صرف ہر زخم جگر تا نہ ہو صد کان نمک
لوٹے کیا عشق میں اس کان ملعت کے مزے
ملت عشق میں ہو کاش تنا شخ ہی سہی
کہ اُڑائیں ترے سر باز شہادت کے مزے
دیکھ کر اس کو گیا عالم حیرت میں تو میں
پر بیاں کیا کروں اس عالم حیرت کے مزے
سجدہ میں پائے خم مے پہ ہیں کس لطف سے مست
یوں عبادت ہو تو زاہد ہیں عبادت کے مزے
پھول گلشن میں ہنسے کر کے زر ا پنا برباد
کہ اُڑانے ہی میں دولت ک ہیں دولت کے مزے
جان شیریں بھی گئی اور نہ لی شیریں بھی

پوچھو فرہاد سے اس تلخی حسرت کے مزے
ابرو باروں کے مزے کیونکہ نہ لوٹیں میخوار
کہ اُڑاتے ہیں گنہگار ہی رحمت کے مزے
ہے نمک پاش جو ہنس ہنس کے دوہ لعل نمکیں
لے رہا دل مجروح جراحت کے مزے
کچھ جتاؤں جو محبت تو ہے کہتا کہ تجھے
دیکھ تو کیسے چکھاتا ہون محبت کے مزے
ذائقہ چاشنی عشق کا کامل ہو تو دیں
شادی وصل کی لذت غم فرقت کے مزے
نہیں جزبے مزگی کوئی مزا دنیا میں
پر مزیدار بنا دیتے ہیں غفلت کے مزے
خنجر ناز نے کای چاٹ لگائی دل کو
چاٹتا ہونٹ ہے لے لے کے جراحت کے مزے

۵۰

ساقیا ہوں جو صبوحی کی نہ عادت والے
صبح محشر کو بھی اُٹھیں نہ ترے متوالے

رہے جوں شیشہ ساعت وہ مکدر دونو
کبھی مل بھی گئے دو دل جو کدورت والے

کس مرض کی ہیں دوا بہ لب جان بخش ترے
جاں بلب ہیں ترے آزارِ محبت والے

حرص کے پھیلتے ہیں پاؤں بقدر وسعت
تنگ ہی رہتے ہیں دنیا میں فراغت والے

ہائے سے حسرت دیدار مری ہائے کو بھی
لکھتے ہیں ہائے دو چشمی سے کتابت والے

نہیں جز شمع مجاد مرے بالین مزار
نہیں جز کثرت پروانہ زیار ت والے

نہ ستم کی ہے شکایت نہ کرم کی خواہش
دیکھ تو ہم بھی ہیں کیا صبرو قناعت والے

کیا تماشہ ہے کہ مثل مہ نو دیکے فروغ
خود نمائی کو ہیں چمکا رہے شہرت والے

دل سے کچھ کہتا ہون میں مجھ سے ہے کچھ دل کہتا
دو نو اک حال مُں ہیں درد و مصیبت والے

بے نصیبوں کی نصیبوں میں کہاں یا رکا وصل

انکی قسمت میں ہے جو لوگ ہیں قسمت والے
تو جو آجائے تو اے درد محبت کی دوا
میرے ہمدرد ہوں بیدرد نصیحت والے
چھوڑ دیتے ہیں قلم جوں قلم آتش باز
لکھ کے میری تپش دل کو کتابت والے
کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
دل بیمار کے ہیں دو ہی عیادت والے
تو مرے حال سے غافل ہے پر اے غفلت کیش
تیرے انداز تغافل نہیں غفلت والے
ناز ہے گل کو تاکت پہ چمن میں اے ذوق
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

۵۱

کیا مدِ نظر تم کو ہے یاروں سے تو کہئے
گر منہ سے نہیں کہتے اشاروں سے کہئے

حال دل بیتاب کہا جائے جو ہم سے
گر کہئے نہ لاکھوں سے ہزاروں سے تو کہئے

کیا کہئے گا اب اور سر خاک شہیداں
کچھ فتنے اُٹھانے ہوں مزاروں سے تو کہئے

پھر قم نہ کہیں حضرت عیسے اگر اُن سے
کہئے کہ یہ قم عشق کے ماروں سے تو کہئے

کچھ سوز دل اپنا کسی دلسوز کے آگے
فرصت ہو تپ غم کے حراروں سے تو کہئے

موقوف ہے گر دل کا شکار آن و ادا پر
تو پہلے کچھ اُن میر شکاروں سے تو کہئے

اس گو ہر دنداں پہ اگر سوجھے کوئی بات
موتی تو ہیں کیا حال ستاروں سے تو کہئے

کہئے نہ تنکہ طرف سے اے ذوق کبھی راز
کہکر اُسے سننا ہو ہزاروں سے تو کہئے

۵۲

مزا تھا ہم کو جو بلبل سے دو بد کرتے
کہ گل تمہاری بہاروں میں آرزو کرتے
مزے جو موت کے عاشق کبھو کرتے
مسیح و خضر بھی مرے کی آرزو کرے
غرض تھی کیا ترے تیروں کو آب پیکاں سے
مگر زیارت دل کیونکہ بے وضو کرتے
اگر یہ جانتے چن چن کے ہم کو توڑیں گے
تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے
یقیں ہے صبح قیامت کو بھی صبوح کش
اُٹھیں گے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے
سمجھیو دار ورسن تا رو سوزن اے منصور
کہ چاک پردہ حقیقت کا ہیں رفو کرتے
نہ رہتی یوسف کنعاں کی خوبی بازار
مقابلہ میں جو ہم تجھ کو روبرو کرتے
چمن بھی دیکھتے گلزار آر زو کی بہار
تمہاری باد بہاری میں آرزو کرتے
سراغ عمر گذشتہ کا لیجئے گر ذوق
تمام عمر گذر جائے جستجو کرتے

۵۳

ساقیا عید ہے لابادہ سے مینا بھر کے
کہ پیاسے ہیں مے آشام مہینہ بھر کے

آشناؤں سراگر ایسے ہی بیزار ہو تم
تو ڈبودو انہیں دریا میں سفینہ بھر کے

روز اُس گلشن رخسار سے لیجاتے ہیں
اپنے دامان نظر مردم بینا بھر کے

دل ہی آئینہ صف چاہئے رکھنا اسکو
زنگ سی بھر تا ہی کیوں اس میں تو کینہ بھر کے

خم پُر جوش کی مانند چھلکتا ہے پڑا خون حسرت سی
لبوں تک مرا سینہ بھر کے

جام خالی بھی لگا منہ سی نہ کم ظرف ساتھ ذوق
کیساتھ قدہ ذوق سی پینا بھر کے

۵۴

جو تھے ثمر گان پُر خوں سب وخار دنشیں نکلے جنوں یہ
کیسے نشتر تھے کہیں ڈوبے کہیں نکلے
عدوئے نشیں زن کی گھر سی کب وہ مہ جبیں نکلے الٰہی
برج عقرب سے قمر جلدی کہیں نکلے
چھٹے کیا ہم سی شوق حسن گندم گوں کہ گندم پر ہمارے
جدا امجد چھوڑ کر خلد بریں نکلے
تیرے انداز سے سو سو طرح کرتا رہوں پیدا
تیرے ہر ناز پر سو سو دم نازنیں نکلے
پرے جا کر نئی دنیا سے بھی گر دیکھو دنیا میں
تو خاک آدم سے نہ چپا بھر ز میں نکلے
خد ا دے دو ر بینی اور اس چشم تصور کو
کہ لاکھوں کام اس سے دور کی بے دُور میں نکلے
رلائے گر تصور اس لب شیریں کا آنکھو نکو
تو آنسو ہو کے شربت خون ہو کر انگبیں نکلے
قلم کی دیکھو گلکاری دم تحریر حال دل
کہ جائے حرف گلہائے انار آتشیں نکلے
زیادہ جان کی جانے غم ہے تیرے جانے کا
الٰہی جانے ہے پہلے مری جان حزیں نکلے
نہ ہو غربت میں گر قد صفا پاکیزہ گوہر کی

تو کیوں دریا سے یکتا ہو کے پھر درشمیں نکلے

تباہی میں ہے موذی کی حالوت اہل عالم کی
کہ ویراں خانہ زنبور ہو جب انگبیں نکلے

ہوئے تم چین بر ابر دہو کے میرے قتل کے درپے
چمکنے سے تمہارے جو ہر شمشیر کیں نکلے

سراپا رر سیاہی گر ملے ان نامداروں کو
ہوس دل سے نہ اُنکے نام کی مثل نگیں نکلے

فلک بھی خانہ زنبور ہے کثرت سے انجم کی
مگر کیا دخل جز زہر اب آسمیں انگبیں نکلے

دل زخمی کی حالت پر دہان زخم کیا بولیں
زبان تیغ سے نکلے تو شاید آفریں نکلے

جو حسرت میرے دل میں ہے نکالوں میں کہاں اس کو
نہ وہ زیر فلک نکلے نہ وہ زیر زمیں نکلے

سُنا کرتے تھے شہرہ ذوق جس کی پارسائی کا
وہ سب یار خرابات اپنے نکلے ہم نشیں نکلے

۵۵

غنچے تری غنچہ دہنی کو نہیں پاتے
ہنستے تو ہیں پر تیری ہنسی کو نہیں جاتے

ہم تم سا عدو اپنا کسی کو نہیں کرتے
تم ہم کو جو پاؤ تو چھری کو نہیں پاتے

وہ کونسی شے ہے جسے پاتے نہیں دل میں
لیکن نہیں پاتے تو خوشی کو نہیں پاتے

لیتے ہیں شب وصل میں اس لب کے یہ بوسے
ہم لب پہ سحر رنگ مسی کو نہیں پاتے

میں ایسا ہوا گم کہ عزیز ان عدم بھی
گم ہو کے بھی مری گم شدگی کو نہیں پاتے

رکھے ہیں دم شعلہ فشاں اژ دوزخ
لیکن مری آتش نفسی کو نہیں پاتے

وہ دن ہیں بہتے تھے جو چشم سے چشمے
اب نام کو بھی ان میں نمی کو نہیں پاتے

معلوم نہیں اسکا دہن ہے کہ نہیں ہے
اے ذوق ہم اس سر خفی کو نہیں پاتے

۵۶

ثبات کب ہے زمانہ کے عز و شاں کے لئے
کہ ساتھ اوج کے پستی ہے آسماں کے لئے
مزے تو دل کو ملے تھے ہوئے زباں کیلئے
پہ ہم نے دل میں مزے سوز نہاں کے لیے
تیرا اس نگہ کا گر دل مضطر میں گھر کرے
ناسور عشق زخم کے پھر میں گھر کرے
کیڑا ذرا سا اور وہ پتھر میں گھر کرے
انساں وہ کیا نہ جو دل دلبر میں گھر کرے
چشم سیہ تمہاری نظر بھر کے دیکھے جب
لالہ میں داغ دے گل عبر میں گھر کرے
یوں میرے دل میں چبھتی ہے دندا نکی اسکے تاب
ہیرے کی جوں کنی دل گوہر میں گھر کرے
دکھلائے جوش گر یہ اگر میری چشم تر
مردم کے غرق سینکڑوں پل بھر میں گھر کرے
یوں رنگ رُخ پہ اسکے جما ہے مرا خیال
جس طرح رنگ برگ گل تر میں گھر کرے
خون شہید ناز کو دھونا تھا کیا بھلا
یہ زنگ وہ نہیں ہے کہ خنجر میں گھر کرے

دزدنگہ تو آنکھوں میں گھر کر رہے ہیں ذوق
دل جس کا گم ہوا کہو کس گھر کرے

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

٦٦

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

بہتر تو ہے یہ کہ نہ دنیا سے دل لگے
پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چلے

کم ہونگے اس بساط پہ ہم جیسے بد قمار
جو چال ہم چلے سو نہایت بُری چلے

لیلیٰ کا ناقہ دشت میں دکھلاتا ذوق و شوق
سُن کر فغان قیس بجائے حدی چلے

نازاں نہ ہو خرد پہ جو ہونا ہو وہ ہی ہو
دانش تری نہ چکھ مری دانشوری چلے

دنیا نے کسکا راہ فنا میں دیا ہے ساتھ
تم بھی چلے چلو یوں ہی جبتک چلی چلے

جاتے ہوئے شوق میں ہیں اس چمن سے ذوق
اپنی بلا سے باد صبا اب کبھی چلے

۶۷

قفل صد خانہ دل آیا جو تو ٹوٹ گئے
جو طلسمات نہ ٹوٹے تھے کبھو ٹوٹ گئے

خار غم دل سے کسی طرح نہ نکلا اے عشق
ہو کے ناخن کئی سینہ میں فروٹوٹ گئے

چارہ گر سوزن تقدیر میں کچھ اور ہیں تار
جیب کے تار جو ہو ہو کے رفوٹوٹ گئے

تو جو کہتا ہے کہ دے غیر کو بھی ساغر مے
ہاتھ کیا اسکے ہیں اے عربدہ جو ٹوٹ گئے

کیونکہ بن کشتی مے کیجئے سیر دریا
میکشوں زیر بغل اب تو کدو ٹوٹ گئے

تیرے ہاتھوں میں برنگ گل بازی آخر
بند بند اپنے ہیں اے عربدہ جو ٹوٹ گئے

کیا یہاں تم سے کروں زور شکست دل کا
کہ مری خاک سے بن بن کے سبو ٹوٹ گئے

جذب عشق اپنا ہے کب چھوڑتا تیر ونکو ترے
کھینچے بھی دل سے جو سو فار کبھو ٹوٹ گئے

کہہ بہ تبدیل قوافی غزال اک اور بھی ذوق
دیکھیں کس طرح سے بٹھلایا ہے تو ٹوٹ گئے

۷۵

مار کر تیر جو وہ دلبر جانی مانگے
کہہ دو ہم سے نہ کوئی دے کے نشانی مانگے

اے صنم دیکھ کے ہر دم کی تری کم سختی
موت گھبرا کے نہ کیوں وہ خفقانی مانے

خاک سے نشنہ دیدار کے سبزہ جو اُٹھے
تو زباں اپنی نکالے ہوئے پانی مانگے

مارِ پیچاں تو بلا ہیگا مگر تو اے زلف
ہے وہ کافر کہ نہ کاٹا ترا پانی مانگے

دہن یار ہو اور مانگے کسی سے دل کو؟
وہ جو مانگے تو بانداز نہانی مانگے

دل مرا بوسہ بہ پیغام نہیں ہے ہمدم
یار لیتا ہے تولے۔ اپنی زبانی مانگے

جلوہ اس عالم معنی کا جو دیکھے اے ذوق
لطف الفاظ نہ لے حُسن معانی مانگے

۷۶

ہوئے وہ کب قائل قیامت جو تیرا قامت نہ دیکھ لینگے
رہیں گے رویت کے بلکہ منکر جو تیری صورت نہ دیکھ لینگے
ہمیں غرض کیا کہ جائیں گے ہم ۔حرم کو اے شیخ بتکدہ سے
یہیں بُتوں میں خدا کا اپنے ظہورِ قدرت نہ دیکھ لینگے
نہ دیکھ لی کیسی کیسی آفت جہان میں ہم نے تمہارے باعث
اور آگے کیا کیا غم و الم ہم تمہاری دولت نہ دیکھ لینگے
دکھانہ احوال اُن کو اپنا یہ انکی اُلفت کا امتحان ہے
کہ ہو گی الفت تو دیکھ لیں گے نہ ہو گی الفت نہ دیکھ لینگے
کہوں یہ کیوں کہ حضرت دل ۔شکر لبوں پر نہ زہر کھاؤ
کہ آپ ہی تلخی محبت کی وہ حلاوت نہ دیکھ لینگے
بلا سے گرد انیال کا سا ۔نہیں ہے پاس اپنے فالنامہ
ہم اپنے نقطوں سے داغ دل ہی کے فال دولت نہ دیکھ لینگے
اگر چہ درد محبت اپنا ۔کہا نہ میں نے زباں سے اپنی
وہ میری صورت نہ دیکھ لینگے وہ میری حالت نہ دیکھ لینگے
ہلال کو دیکھیں کیوں فلک پر اگر ہے منظور عید ہم کو
تو اس کے تیغ ستم کا دل میں لب جراحت نہ دیکھ لیں گے
بہار باران کو کون دیکھے بغیر یا راں ہے تیر باراں
ہم اس کے بدلے سر شک مژگاں کی اپنے شدت نہ دیکھ لینگے
گزر بھی جاؤں گر اپنے جی سے کہیں گے جیتا ہے جی چرایا

وہ جب تلک اپنے آستانے پہ میری تربت نہ دیکھ لینگے
مجھے یقیں ہے نہی دکھائیں گے اپنے رخسار لالہ گوں کو
رواں مری چشم تر سے جب تک وہ خون حسرت نہ دیکھ لینگے
تپ محبت کا میرے دل کی یقیں نہ آئے گا ہرگز اُن کو
طپاں وہ رگ رگ میں میرے جب تک کہ برق سرعت نہ دیکھ لینگے
خط ان کو دے بھی دیا جو قاصد نے ذوق دیکر کسی کا دھوکا
وہ خط نہ پہچان لینگے میرا ۔ مری عبارت نہ دیکھ لینگے؟

۷۷

خط بڑھا کاکل بڑھے زلفیں بڑھیں گیس بڑھے
حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے

تیرے جلوہ سے چمن رونق اے گلرو بڑھے
شاخ گلبن میں بڑھے گل گل میں رنگ و بو بڑھے

بعد رنجش کے گلے ملتے ہوئے رُکتا ہے جی
اب مناسب ہے یہی کچھ میں بڑھوں کچھ تو بڑھے

ہاتھ ملنے کو جو مجنوں سے بڑھائے دشت میں
ضعف سے مدت میں جوں شاخ سر آہو بڑھے

بڑھتے بڑھتے بڑھ گئی وحشت وگرنہ پہلے آہ
ہاتھ کے ناخن بڑھے سر کی ہمارے مو بڑھے

تجھ کو دشمن واں شرارت سے جو ٹھرکاتے ہیں روز
چاہتے ہیں اور شرا اے شوخ آتش رو برو بڑھے

واہ ساقی کیا ہی دی ہے داروئے فرحت فزا
جس کی اک قطرہ سے سیروں میں لہو بڑھے

یوں دم گر یہ ہوا دل سے مرے نالہ بلند
جس روش پانی کے باعث سرد آب جو بڑھے

حُسن کیفیت سے ہو معمور اگر مینائے دل
پھر تو جام جم سے قدر کا سہ زانو بڑھے

یاں بڑھے دلکی تپش اور قہر ہے غیروں کے ساتھ

گرمی صحبت تری اے شوخ آتش خو بڑھے
چرخ پر نور قمر راتوں بڑھے راتوں گھٹے

حُسن تیرا روز بروز اے ہلال ابرو بڑھے
کچھ تپ غم کو گھٹا کیا فائدہ اس سے طبیب
روز نسخہ میں اگر خرفہ کھٹے کا ہو بڑھے

چاہتا ہے دل بڑھے اُلفت کی اُن سے رسم و راہ
پر وہاں قابو نہیں کس طرح بے قابو بڑھے

پیشوائی کو غم جاناں کی چشم و دل سے ذوق
جب بڑھے نالے تو اُنسے پیشتر آنسو بڑھے

All rights reserved ©2002-2006

۷۸

پر یرو کیا ستمگر بیشتر ایسے نہ ہوتے تھے
ولیکن جیسے تم ہو فتنہ گر ایسے نہ ہوتے تھے

وہ جب واں بے تکلف رات بھر ایسے نہ ہوتے تھے
صبا کے جھوکے یہاں وقت سحر ایسے نہ ہوتے تھے

کسی کی فندقیں یاد آ گئیں ہیں ورنہ مژگاں پر
جو دیں ہیں گالیاں اس بدزکوان کو آج کیا کہئے
کبھی نادم ہم اس کو چھیڑ کر ایسے نہ ہوتے تھے

خدنگ عشق کھا کر زخم دل فرہاد کے باہم
لگے کہنے کہ شریں نیشکر ایسے نہ ہوتے تھے

سفر ہی اب کی جاں کاحضرت دل بیٹھے حیراں ہیں
پریشاں ورنہ جوں گرد سفر ایسے نہ ہوتے تھے

کتاب دل شرار عشق سی ہے جل اٹھی شاید
کہ مضمون سوز دل کی پیشتر ایسے نہ ہوتے تھے

ہمارے آبلوں میں آب ہی یا آبداری ہے
کہ پہلے خار صحرا تیز تر ایسے نہ ہوتے تھے

ستم دنیا کی جو تھے ستمگر دل پہ تھے گذرے
مگر صدمے ہماری جان پر ایسے نہ ہوتے تھے

زمانہ میں ہیں سنتے شور مدت سی قیامت کا
پر اس قامت سے جو ہیں شور و شر ایسے نہ ہوتے تھے

ہمارے شعر سن کر ذوق جیسے بزم عالم میں
ہوئے قائل ہیں اب اہل نظر ایسے نہ ہوتے تھے

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۷۹

اے صنم ہجر میں ہم جیتے بھلا پتھر تھے
سینہ تھا ہاتھ تھا سر اپنا تھا یا پتھر تھے

وہ بھی دن یاد ہیں جب کوئے صنم میں ایدل
بستر خال تھا اور تکیہ کی جا پتھر تھے

دل مجروح نے جوکھائے جنوں میں پتھر
اور وہ سنگ جراحت سے سوا پتھر تھے

پوچھا اس بت نے تو نکلی نہ زباں سے اک بات
حضرت دل وہاں کیا بار خدا پتھر تھے

جن دلوں نے ہی کیا چور مرا شیشہ دل
اے بتو دل تو نہ تھے وہ بخدا پتھر تھے

کون ہمدم شب غربت میں تھا بیکس کاترے
یا تو سناٹا تھا یا دیتے صدا پتھر تھے

تھے دل سنگ میں جن تک تو رہے قطرہ خون
تاج شاہی میں لگے لعل تو کیا پتھر تھے

خاک اس زیست پہ جب سنگ درا سگے نہ ہوئے
مر کے ہم خاک میں جیتے تھے تو کیا پتھر تھے

مرے نالوں نے تو پتھر سے بہائے چشمے
اے بتو تم ہی پسیجے نہ ذرا پتھر تھے

کعبہ عشق کا اے ذوق کیا ہم نے طواف

آئنہ خاک تھی اور سنگ صفا پتھر تھے

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

۸۰

دل کے مفلس جو تونگر تھے تو کیا پتھر تھے
اب تو کنگر ہیں جو گوہر تھے تو کیا پتھر تھے

مر کے گر خاک میں تو چھاتی یہ پتھر ہی دھرا
کھاتے گلیوں میں جو پتھر تھے تو کیا پتھر تھے

تاج شاہی میں جگہ پائی تو کیا ہاتھ آیا
اور دھرے گر ترے در پر تھے تو کیا پتھر تھے

کہہ نہ بت خانہ میں اے شیخ بتوں کو دل سنگ
واں ترے کعبہ کے اندر تھے تو کیا پتھر تھے

کتنا رویا ہوں نہ لیکن نہ پسیجے وہ سنگ
سنگدل گر نہ ستمگر تھے تو کیا پتھر تھے

ساقیا خاک ہی گر شیشہ دل میرا تو کیا؟
اور بلوریں ترے ساغر تھے تو کیا پتھر تھے

سنگدل وہ رہے اے ذوق صداحق مرے
غیر کے گھر میں جو گوہر تھے تو کیا پتھر تھے

۸۱

دکھلانہ خال ناف تو اے گل بدن مجھے
ہر لالہ یاں ہے نافہ مشک ختن مجھے

ہمدم وبالدوشن ہ کر پیرہن مجھے
کانٹا سا ہے کھٹکتا مراتن بدن مجھے

پھر تا لئے چمن میں ہے دیوانہ پن مجھے
زنجیریا ہے موج نسیم چمن مجھے

تسبیح دور بزم میں دیکھو امام کو
بخشی ہے حق نے زیب سر انجمن مجھے

اے میرے یاسمن ترے دندان آبدار
گلشن میں ہیں رلاتے گل یاسمن مجھے

محراب کعبہ جب سے ہے تیرا خم کماں
صید حرم سمجھتے ہیں ناوک فگن مجھے

ہے تن میں ریشہ ہائے نئے خشک استخواں
کیوں کھینچتا ہے کانٹوں میں اے صنف تن مجھے

اے لب مسی کو پھینک۔ کہ نیلم ہے کم بہا
یاقوت دے و یا کوئی لعل یمن مجھے

ہوں شمع ۔ یا کہ شعلہ خبر کچھ نہیں مگر
فانوس ہو رہا ہے مرا پیراہن مجھے

اک سرزمین لالہ بہارو خزاں میں ہوں

یکساں ہی داغ تازہ و داغ کہن مجھے
خسرو سے تیشہ بولا جو چارٹوں نہ تیرا خوں
شیریں نہ ہووے خون سر کوہمن مجھے
رخ پر تمہارے دام جو ڈالا ہی سبزہ نے
آتا نظر ہے دیدہ عنقا دہن مجھے
یہ دل وہ ہی کہ کر دے زمیں آسماں کو خاک
اک دم کوبرقدے جوپنھاپیرہن مجھے
کوچہ میں تیرے کون تھا لیتا بھاخبر
شب چاندنی نے آکے پھنایا کفن مجھے
دکھلاتا آسمان سے ہے روئے زمیں کی سیر
اے رشک ماہ تیری جبیں کاشکن مجھے
رکھتا ہے چشم لطف۔پہ کس کس ادا کے ساتھ
دیتا ہے جام ساقی پیاں شکن مجھے
ہے جذب دل درست تو چاہ فراق سے
کھینچے گی تیری زلف شکن در شکن مجھے
دکھلاتا ایک ادا میں ہے سو سو طرح بناو
اس سادہ پن کے ساتھ ترا بانکپن مجھے
جیسے کوئیں میں ہو کوئی تارا چمک رہا
دل سوجھتا ہے یوں چہ چاہ ذ قن مجھے
آکر اسے بھی دو کبھی آنکھیں ذرا دکھا
آنکھیں دکھا رہا ہے غزل جتن مجھے

آ اے مرے چمن کہ ہوا میں تری ہوا
صحرائے دل ہوائے چمن درچمن مجھے

یارب یہ چل ہے یا کہ ہے آئینہ نظر
دکھلا رہا ہے سیر و سفر در وطن مجھے

آیا ہوں نور لے کے بزم سخن میں ذوق
آنکھوں پہ سب بٹھائے گے اہل سخن مجھے

THE END.....ختم شد

www.Nayaab.Net